

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224975

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ از حاجی محمد سعید صاحب کتب خلاصہ فی السنہ

ضیاء القلوب

مفتی محمد امجد علی شاہ داماد اللہ قدس سرہ

انوار البیوت

بیتام نیا مندرجہ محمد شفیع علیہ السلام محمد سعید صاحب کتب خلاصہ فی السنہ

مطبعہ محمد سعید صاحب کتب خلاصہ فی السنہ

جملہ علوم و فنون کی درسی و غیر درسی علم و ہمتی کتابیں ملنے کا یہ ہے حاجی محمد سعید صاحب کتب خلاصہ فی السنہ
 محمد سعید صاحب کتب خلاصہ فی السنہ
 محمد سعید صاحب کتب خلاصہ فی السنہ

Checked, 1952

P 9437

1952

1952

Checked 1978

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہر علی الدین کلمہ خدا کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے ہر کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کی اور ہم کو دینِ حق کی تسلیم دی اور بیشک اگر ہمارے دل اسلام کی روشنی سے منور نہ ہو گئے ہوتے تو ہم کلامِ نفاق میں ہوا ضل کے مصداق ہوتے اسی وجہ سے جنابِ باری نے اس نعمت ارشاد کا احسان رکھا ہے اور فرمایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ لَئِنْ أَمْسَوْا عَنْ دِينِهِمْ وَلَوْ كَانَ مِنْكُمْ آلُ فِرْعَوْنَ أَوْ لَوْ كَانَ مِنْكُمْ آلُ عَادٍ لَقَدْ كُنْتُمْ مِنَ الْغَائِبِينَ اور کوئی نہیں جو ہماری آنکھوں کو نورِ ہدایت سے منور کرے ہم بہرے ہیں لیکن کوئی حق کی آواز سنانے والا نہیں ہمارے قلوب تاریک ہیں لیکن کوئی ہمارے دلوں کو اُس نور کا پر تو نہیں بناتا جو تیرہ سو برس پہلے فاران کی چوٹیوں پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکا تھا۔ ہم گمراہی کے حقیق غار میں گرتے جاتے ہیں مگر کوئی نہیں جو ہم کو آسمانِ ہدایت کی معراج کر کے، تو اب ایسے قوطِ الرجال میں ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ اکابر کے جمع کردہ ذخیرہ دین سے فائدہ اٹھائیں اور حکم و معارف کے بیش بہا خزانے جو ان کی کتابوں میں چھپے ہوئے ہیں ان پر قابض ہونے کی کوشش کریں۔ عالیجناب حضرت حاجی شاہ انداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ضیاء القلوب بیشک اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کو اپنا مقتدا بنائے اور اُس سے فائدہ اٹھائے میں نے اس کتاب کی قدر اور قیمت کا احساس کر کے جب معظم و مکرم عالیجناب حضرت حاجی مولوی محمد شمسرفت اللہ صاحب قبلہ کے ارشاد کی بنا پر ترجمہ کیا اور اس ترجمہ کا نام انوار العینوب رکھا ہے ترجمہ چونکہ حالتِ عجلت میں ہوا ہے اس لیے ممکن ہے کہ اس میں بہت سی غلطیاں ہوں لیکن شفیق ناظرین سے معافی کی امید ہے دعا تو فیقی الا باللہ علیہ توکلنا والیہ انقلب۔

عاجز محمد صبغت اللہ شہید ایڈیٹر انظار علیہ فزنگی محل کھنڈہ ترجم کتاب ہذا
ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہامی مرتبہ مہر فات واحد را کہ دست معبود کل موجود و مطلق تعالیٰ شانہ و جمیع مدارج نعت خاص رسول اکرم را کہ
اوست منظر عالم و نائب حق جملی اللہ علیہ و علی آلہ و صحابہ کرامین اما بعد احقر ناچیز سراپا گناہ امداد اللہ
فاروقی خشتی تھا فوی کہ کیے از کترین خدام و کترین مریدان و خاکروب ستانہ حضرت ایشان اعنی جناب
اقدس حقیقت اکا و کمالات دستگاہ صاحب الشریعہ و الطریقۃ بحر الحقیقۃ و المعرفۃ ہادی دین متین
امام السالکین پیشواے عارفین کرم منظم حضرت نور الاسلام مولانا و مرشدنا و ہادیانیاں جیو نور محمد جیو فانی
چشتی قدس سرہ است عرض مینماید کہ بعضے از یاران طریقت خصوصاً زیم سعید کوئین بندیدہ اخلاق حافظ محمد
یوسف فرزند شریا امام العاشقین عارف باہر کمال کمل حضرت حافظ محمد صلی اللہ علیہ شہید فاروقی خشتی رحمۃ اللہ علیہ شہد و با
برین گردیدند کہ انجہ او کار و اشغال و مراقبات خاندان عالیہ شپتہ صابریہ قدوسیہ معمول اند برای یایان تعلیم آرزو تاد
مفاہت بیدار و خدمت حرمین شریفین اختیار کر دہ یایان در دراز در خاک بند و ستانہ افتادہ ایم بران عمل کر دہ آید و آئندہ را

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس کی تالیف اسطے مخصوص ہیں بسکوت تمام موجودات پوجتے ہیں اور جو اپنے وجود دین فید و ن
آزاد ہو اور بڑے مرتبہ والا ہے اور سرشان کی نعت اُن محترم رسول کیوا اسطے ہو دنیا کے وجود کا سبب و خدا کے
سچے قائم تمام ہیں خدا اپنے اور انکے تمام متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش کرے اس مذہبی فرض کے
اداکر نے کے بعد جناب تقدس مآب جمع الفضائل و المناقب صاحب الشریعہ و الطریقۃ مولانا و مرشدنا و ہادیانیاں جیو
نور محمد جیو فانی خشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک کترین خاکروب امداد اللہ
فاروقی خشتی بادب عرض کرتا ہے کہ میرے بعض اخلصین یاران طریقت علی انھیں میرے عزیز حافظ محمد یوسف
اجوہاء العاشقین عارف باہر کمال کمل حضرت حافظ محمد ضامن شہید فاروقی خشتی کے تحت جگرہین باصرار
کہا اور تحریر کی کہ خاندان شپتہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے اور جو اذکار و مراقبات
انکے معمول ہاتھے انکا ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا گیا جو کمال لکھو تاکہ ایک مہم جو کی کل و بکشی
کیوجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت
حاصل کیے ہیں اور کجا ہم کہ بند و ستانین بڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہو کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے

ہم بکار آید چون این ہیچکارہ فالایق لیاقت و منزلت این امر ندارد کہ این مرتبہ شیخ کامل مکمل است این کار را دشوار
نہداشت لیکن از وفور التماس عزیزان چارہ ندیدہ ملتجی جناب قدس حق تعالیٰ کردیم پس بدلم
القاشد کہ نویس زیر اک عادیۃ الشربا رست کہ ہر انجہ از زبان قلم خشک باو حقیقت و اداوت دارند ہی برایہ مشورہ
میشود اگرچہ بہون در کتب موجود باشد لہذا انچہ از حضرت مرشد خود و از بزرگان خاندان رسیدہ کار و اشغال ضروریہ
پشتیہ و قادر یہ و اعتنایہ می نگارم شاید کہ و عاومت سالکان و باعثان تحریر این رسالہ این مدبر را ہم بکار آید و شاید
مقصود رخ نماید ہم نیست **وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** اکنون باید نہست کہ اکثر اذکار و اشغال
حضرات چشتیہ و قادر یہ بابت اتحاد و اتفاق نسبت بزرگان ہر دو خاندان عالیشان مخلوط گردیدہ اند و آن شغل کہ خاص

چشتیہ است قادر یہ میکنند و آنکہ مختص بقادر یہ است چشتیہ ہم عمل می آرند و آل ہر دو واحد است لہذا این ناپہیز نیز میدان
تفریق نہ کردہ از اشغال ہر دو طریق خبری می نگارد و خود را بری از سہو و خطا ندارد و ہر سالک تفریقش واضح خواہد شد و
نام این رسالہ ضیاء القلوب نامادہ شد و اللہ ولی التوفیق مقدم بران **اَيُّدَا اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ** کہ
سالک را چون خواہد کہ توفیق سلوک حق تعالیٰ دہند اول نورے از انوار ہدایت **يَهْدِي اللّٰهُ لِلنُّوْرِ** **وَاللّٰهُ يَهْدِي**

نہیں ہو سکتی ہوا اگرچہ اس کثرین و زلالین کی کم یافتی اس ارشاد کے پورا کرے یا نہ ہو قہی لیکن اُن حضرات کے
غیر معمولی اصرار سے و تابی کا کوئی موقع نہین دیکھا اور دیکھا احدیت سے عنایت کا خواستگار ہوا و کلمہ الہی کی کتابت
پر اہم رہا کیونکہ عادت اسی یون ہی ہر کس شخص سے گوگو نکو عقیدت ہوتی ہر اسکے زبان و قلم سے اُن کوگون کو فائدہ
ضرور ہو چتا ہوا سو جب سے بجا اپنے خاندان کے اکابرین اور پیرو مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادر یہ نوشتند یہ سکے اذکار
و اشغال کے متعلق دریافتین حاصل ہوئی ہرین اُن کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرنا ہون شاید میری یہ کوشش

بآرہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہوا نکو سدید فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہوا **وَاللّٰهُ يَهْدِي**
وَاللّٰهُ يَهْدِي **وَاللّٰهُ يَهْدِي** اب معلوم کرنا چاہیے کہ حضرت قادر یہ شیعہ چشتیہ میں بہت بڑی نسبتی اتحاد ہے
اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہین اور امتیازی فرق فنا ہو گیا ہے
یران تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال اذکار میں مشغول ہوتا ہوا و چونکہ مقصود اور مدارد و نوکما متحد ہے اس واسطے
میں بھی دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہین سالک درجہ اپر فرق اور امتیاز خود غاہر ہو جائیگا اور اس کا نام
ضیاء القلوب رکھا واللہ ولی التوفیق مقدمہ جان تود خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے کہ اگر گمبھی ملک
کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گام زنی کی توفیق دیجاتی ہے تو اُس کا قلب انوار ہدایت سے
منور کر دیا جاتا ہے و ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے **يَهْدِي اللّٰهُ لِلنُّوْرِ** **وَاللّٰهُ يَهْدِي**

لہذا اگر تعالیٰ بجا چاہتا ہے ہدایت عارستہ دکھاتا ہے ہدایت عارستہ دکھاتا ہے اپنے نور کی ہدایت کرتا ہے ہم نام تاریکی مرغوب لہ

ندول و فرو و آید و رنگ ضلالت و گمراهی از بیند او بزاد پس هرگز نه خطام دنیا بردل و مرد شود و طلب آخرت
در بیند او اگر مرد و گوشت و عنان تو بندند و قدم در کاب ندانست آورده براسپاستغفار سوار بوده عزم با جزم کند و جمل
معاصی را پس پشت انداخته و بیوی قبله طاعت و عبادات حق تعالی آید در آنوقت و از امرش کمال آهیده جامع
شریعت و طریقت که مقتدری وقت باشد چاره نبود که خود را در پائے سعادت خدمت او باندازد و دوست در دین و دولت
او بسیار و زنا از نمک اند شیطانی و مکروهات نفسانی که از بزرگ سالک اند زمین توجیه و محظوظ ماند و در معالجه امراض بلطن خود در سب
ارشاد او مشغول شود که تا وقتیکه همه امراض معنوی که صفات ذمیمه نازل شد و بخل و کینه و کینه و عجب و ریاضت و غیره دفع
نشوند و بجای آنها همه اوصاف حمید چون علم و حکم و خداداد و تقوی و ذلت نفس و قناعت و تسلیم و غیره کرم خوردن و کم خفتن
و کم گفتن و کم با خلق بودن حاصل نشود استعداد وصول الی اللہ میسر نیاید پس معصیت بر شد و متابعت اوضه و افتاد چنانکه از
قرآن شریف نیز میفرماید **قُلْ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ** و **كُونُوا أَهْلَ التَّقْوَىٰ** **وَاللَّهُ يَخْتَارُ** **مَنْ يُؤْمَرُ**
بِأَنْ يَكُونَ مِنَ الْإِيمَانِ هر دو جا امر است و امر مقتضی وجوب است و پوشید نیست که نابال صادق و صادقان منیب همین قوم
اند و بعین محبت منت است فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین **قُلْ تَعَالَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ**
فِي السَّمَاءِ فِي ذِكْرِ الْمَلَكِ الْمَكِينِ و **يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ فِي الْقُرْآنِ** و **يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ فِي الْقُرْآنِ** و **يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ فِي الْقُرْآنِ**
اس نور کا اثر پوچھا کہ اُس کے دلین و دنیا کی طرف سے نفرت و آخرت کی طرف عنایت پیدا ہو جائے یا نہ ہو اور اپنے معاصی
کو یاد کر کے عنان استغفار با تھیں کیلئے غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رخ کرنا چاہو اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور
فوز مراد میری مرشد کمال کی درگاہ کی جہہ رسائی کے حاصل نہیں ہو سکتا چہ تو اسکو بھی چاہیے کہ کسی جامع شریعت و طریقت
کی غلامی کا فخر حاصل کرے تاکہ شیطانی وساوس و بولے نفسانی سے اُس کے التفات و توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے
امراض باطنی کیلئے اُس کی عیون حاذق کے تباہ ہوئے نہ کہ کوہتمل کرے کیونکہ تب تک کہ اندرونی امراض حسد و بخل
غور و کینہہ ریاض و غیرہ کا انسداد نہ ہو جائیگا اور انکی جگہ اوصاف حمیدہ علم و حکم و خداداد و تقویٰ و کساری و تعقیر نفس
کم خوری کم آرام طلبی کم گفتگو و غیرہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا انھیں ضرورتاً وہ
کوہ نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوے ادب تکرنا ضروری کر دیا گیا ہے جناب باری ایک سید ارشاد فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا أُمَّةً مِّنْهُ **وَاللَّهُ يَخْتَارُ** **مَنْ يُؤْمَرُ**
بِأَنْ يَكُونَ مِنَ الْإِيمَانِ ان دونوں آیتوں میں صبیحہ امر متعلیٰ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ایک وجوبی حکم ہے نیز بعینت کہ انور کسی
مرشد کمال کی فاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ**

۱۷۰ مسافر خدا سے ڈرو اور چون کے ساتھ ہو ۱۷۱ جہاں میلان میری طرف ہو اُسکی اتباع کرو ۱۷۲ اے محمد جو محمدی بیت
کرتے ہیں وہ دراصل میں خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۷۳

[illegible]

یٰۤاَیُّهَا یَعْقُوبَ بْنَ اِیْسَٰہَ دوسری جگہ پر راوی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ جناب اس کا ایک سفر فرمایا۔ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حاضر وزیر ہندوستان اسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص رب العالمین کی ہمنشین کرنا چاہتا ہے اس کو حضرت تصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے اور جو کلمہ شیخ قوم نابین رسول میں اس لیے ان کی خدمت ضروری ہے ہر نابین جو شخص اپنے تمام وقت کو وقت میں شیخ کامل کے صرف کردیگا اور اپنے نفس کا اختیار کئی اس کو دے دیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے

تنبیہ اس وقت ہر طریق سلوک محل و مختصر تحریر کر رہے ہیں جو نہ صرف مرض کا علاج جدا گانہ ہے بلکہ یہ سب سے امراض قلبی و عین و طبیب ساذق نبی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ و تعلیم فرماتا ہے ہر نابین سلوک کے طریقے لاتعداد ہوتے ہیں ان سب میں تین ارستے بہت قریب کے ہیں پہلا طریقہ صلیح الخیار کا ہے جس میں تمام شرعی ارض و درہ نماز تلاوت قرآن مجید جہاد حج کوہ و راکر نابینا ہر اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے و دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کرتوا لکما ہے جس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کمزوریوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دینے ہیں اس راہ میں اکثر لوگ فائز المرام ہوتے ہیں تیسرا طریقہ صحاب شطاریہ کا ہے ہر یک تمام غلطیوں کو دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا ہوتے ہیں لکما علیہم نظر ہو کہ درود و استغاثہ ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے لفظیہ نظر سے کشف و کرامات محض نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موقوف کرنا قبول تمنا تو ان کی ہمتاقت میں صرف کرنے ہیں

۱۵ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ چوبیت کرتے تھے شہید

۷۵ شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہو جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۶ شہیدِ عمر نے کے قبل اپنے کو مواتوا جھوٹا ۱۶

یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زیادہ جامع و مفید تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں اول تو یہ دینی
کو اپنی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے دوسرے مذہبی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت
کے وقت ہوتا ہے تیسرے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر کے جیسا کہ موت کے وقت کرتا ہے چوتھے قناعت
یعنی جیسا کہ موت کے وقت نفسانی اور دنیوی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے ترک کر کے پانچویں عزالت یعنی لوگوں سے
سننا کشتی اور انظار کرے جیسا کہ موت کے وقت کرتا ہے چھٹے تو یہ عینی حطر ح موت کے وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور
اسکے غرض تعلق ہوتے ہیں کرے ساتویں صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے
آٹھویں رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضا پر رضامند رہے اور اس کے ازلی احکام کا پابند ہو جائے
جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے نوین ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام ذکر کا ترک کر دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے دسویں
مراقبہ یعنی نبی تمام فوت و خیرات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے سب طہارت کے چاہئے کہ کچھ تبلیغ شیخ سے تمام ملاحظہ
کئے کہ لازم ہدایت سے ہیں اپنے کو کھنڈ و ٹکھنڈ اور پچھلے کو کمالات و محاسن کجا مع ذلک اور دین مومن سوائے خدا کے کسی خیال کو جگہ
دے فصل طریقہ بیعت میں سب کو چاہئے کہ جو وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے ہو کر وہ بیٹھا اور غریبوں کی خدمت کرے اور انھیں

[illegible]

باب اول در بیان اذکار و اشغال مراقبات حضرات چشتیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

فصل اول در بیان ارشاد تلقین ذکر بعد از اذکار ختم و فاتحہ باروح مشائخ طریقت مریدان حکم کند کہ سرور و متواتر و زود دارد و درین روز بکثرت کلمہ تسلیل و استغفار در و کند مگر کم از ہزار لگان باز نگوید و روز سوم مرید در آخر شب یا بعد از نماز صبح و یا بعد از عصر تکبیر اولی است پیش مرشد میاید تا مرشد اورا در خلوت کہ در آنجا بجز ہر و مرید دیگر نباشد زیر کہ تلقین مرشد اسرار حق ست و ہر طالب مخصوص با سر اسے نباشد پیش خود بادب و در او نباشد اول مرید را توجہ بہ تاتخم ذکر و جذب باطن در دہشتند و ذکر بکجا تمام قبول نہاید۔

و طریقہ توجہ اینست کہ مرشد خود را از ہمہ خیال خالی کردہ دل خود را بادل مرید مقابل کند و ضرب اسم ذات بخمال بدل اوزند و تصور نماید کہ کیفیت ذکر این اسم و جذب و شوق ازل من بدل مرید میرود و سرایت می کند با عازہ صد و یکدم اورا توجہ بہ تاحرات ذکر و جذب در باطن اورا سرایت کند و دلش متحرک بدگر در بعد از ان ہر ذکرے کہ ملائم حال مرید و استعداد او باشد ارشاد فرماید و مرید بر ارشاد مرشد با ذکر مشغول شود و انظار اسرار پرہیز شود تا شمر افار و اسرار شود

طریقہ دیگر اینست

کہ یکبار مرشد بگوید و مرید بشنود باز مرید بگوید و مرشد بشنود و ہمین سہ بار تکرار کند بعد از ان مرشد بگوید کہ انچہ ارا از پیران

پہلا باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال مراقبات کے تفصیلی حالات کے بیان میں

پہلی فصل ذکر تلقین میں پیر کو چاہیے کہ باروح مشائخ کے فاتحہ اور اذکار ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان یا میں مگر طبعیہ اور استغفار و در و در شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا

نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اسکو خلوت میں لجا کے حسین اُسکا اور میرے سوا کوئی

نہو اور اسکو روزانہ مذکور بٹھائے اور پہلے اُنکی طرف جہ کرے تاکہ اُسکا ذہن باسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اُسکے دل کے مقابل کرے

اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اُسکے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری جہ سے اُسکو حاصل ہو رہی ہے

اور یہ ذکر اُس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضرب میں اُکٹھو اکیبار ہو ناچاہئین تاکہ حق اور ذکر کی حرارت اُسکے قلب پر

اگر کرے اور اُسکا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اُسکی حیثیت کے مطابق ہو اُسکو بتایا ہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہو نا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار اسرار اُسکو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے

اور عاوان اور اذکار کو اکیبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنائے کہ جو عمل میں باہو ناچاہیے اسے بعد ہر دفعہ کہ کہہ کر چھو اپنے شیوخ سے

رسیدہ ترادادیم و مرید گوید قبول کر دیم بعد ازاں حکم کند کہ در خلوت تنگ تالیک کہ در آن فقط قیام و تہود و غلطیدن
تواند و از متلح خالی باشد و از شور و شغب دور شود و با طہارت کامل چار زانو بیست و نیند و پشت راست دارد و
چشم بند نہاید و ہر دو دست بر زانو بند و انگشتان کشادہ دارد و نقش لفظ اللہ پدید آید و در غمشت پائے راست
را بر سر کیما س نہد و رگ کیما س رکے است کہ در باطن زانوی چپ است و مرتبہ بالا باطن قلب است چون قوت
در آن رسد در باطن حرارت پیدا آید و خطرات دور شود و زیر کہ حرارت باطن موجب تصفیہ قلب است بعد ازاں ابن دعا
را ستہ بار بخواند یا قیوم لا الہ الا انت استغفرک ان تعینی قلبی پیو رمع فیما آبد یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ
بعضو قلب و عضو بینی بعد ازاں بطریق محاسبہ و مجاہدہ بذر با فکر و ملاحظہ و واسطہ با توجہ اتم و وقت و شدت
جہرہ یا خفیہ بدیخہ ذوق و انبساط دست دہد و لذت ذکر اورا بر بایشول شود و اگر خطوہ غیر در آید بمشامہ بہ جمال مرشد
آن خطوہ را دفع سازد و بہتو مشول شود تا ترکیہ نفس و تصفیہ قلب و تجلیہ روح حاصل آید و خطرات و وساوس
ماسوامی الشرجی گردد و اثر خشوع و خضوع ذکر قلب ذکر ظاہر شود و اثر ذکر تمام اعضا و کما و گوشت و پوست و خون
و استخوان و مغز را بدو ذکر بیخیر شود و شجر کا شفات و انوار و ارواات غیبی گردد و حقیقت اشیا ہر و مشکف گردد و
بعالم ارواح ملاقات شود و ذکر حقیقی شود و حق بدین مقام فزع گردد و فائدہ بدانکہ چون دل بذر الشرجی ترک گردد

حاصل ہوا بہر تہیکو دیر با و مرید کہ کمین لے قبول کیا اسکے بعد کسی ایسے تنگ و تالیک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے
جسکی وسعت صرف بیشتہ اور کھڑے ہو نیکو کافی ہوا و رشور و غل کی اس میں آواز آتی ہو۔ مرید کو چاہیے کہ
اس حجرے میں پاک و صاف ہو کہ داخل ہوا چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اسکی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور ہر انگلیں بند
کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے
اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیما س (ایک رگ ہر جو بائیں گھٹنے کے اندر ہوا و قلب سے تعلق رکھتی ہے
اور اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہی کو دبا لے اسکے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یا حی یا
یا قیوم آج پڑھے اس کے بعد محاسبہ و مجاہدہ کے طریقہ سے ذکر میں فکر اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ
اور قوت و شدت جہرہ یا خفیہ سے (جس سے اسکو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذت ذکر سے بخودی ہو) مشغول ہونا
چاہیے اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے اسکا انسداد کرے اور بہتو مشغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات
اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جائے ہر دفعہ ہر جا میں اور قلب کی صفائی اور ترکیہ نفس حاصل
ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضا اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور کما شفات و اروا غیبی کا مظہر بنے
اور حقان اشیا ہر و مشکف ہو جائیں اور عالم ارواح سے ملاقات و مدد ذکر حقیقی و شہود حق حاصل
ہو جائے فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کے قلبی حرکت کا احساس

ہو ذکر از زبان دل سموح نمود آن حرکت از دل جسم بر آگندہ گردد و صورت انتشار او آن بود کہ اول حرکت در عضو سے چنانکہ حرکت در قلب او و از ان عضو عضو دیگر دل پس باید کہ بآن متوجہ نشود و توجہ بقلب و از وہ گاہ دست گاہ پای گاہ سر پہ آنکہ قصد کند حرکت کرد و بلکہ تمام عالم را در حرکت باید چون نور ذکر منتشر گردد و در اندک زمانہ تمام اطراف بدن را محیط شود و اسر تا ناخن پا بد کہ مجموعہ گردد و احوالہای مختلفہ وی نماید گاہ گاہ بآن گاہ خندان و گاہ افسردہ گاہ حیران گاہ پریشان البسیج ملتفت نشود مشغول بنکر یا فکر کہ مقصود اصل سست باشد با مداد آہی چنان شود کہ بیک مرتبہ از تمام بدن ذکر اشر بشنود و ہمہ اعضا بادل ہوافت نمایند و بیک صورت دآواز در نیال غلبہ ذکر در بعضہ اعضا زیادہ و در بعضہ کم بود و گاہ غلبہ در جمیع اجزا اتساوی باشد درین وقت لذت بیشتر مابد و این کیفیت را در اصطلاح قوم سلطان الاذکار میگویند و ذکر آواز ذکر گوش خود استعمال نماید و انویسہ شورست کہ چون ذکر غلبہ کند آواز ذکر آن غیر جمعی شود غلط عاست پس ذکر دل ذاکر ہم سالک تواند شنید و بس ذکر و سہ کہ بر آخند کہ آواز ذکر غیر آواز و روز دیگر حسب مراتب ذکرین ساسین تواند شنید اصلی ندارد

در بیان ذکر

ہا بلکہ ذکر آنرا گویند کہ بیدار آہی جمیع غیر اللہ را فراموش سازد و بجنوبیت قلب قرب و سیت حق تالے چنانکہ فرمود اسکے دل کی زبان سے ہو سکے توہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اسکی ابتدا یون ہوئی ہے کہ پہلے کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے جو قلب کے لیے مخصوص ہے اور اسکے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں بھی سر را تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ سکو تمام دنیا حرکت نظر آنے لگی ذکر کا موجب حرکت کرتا ہے تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اسے مختلفہ انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی رونما ہے کبھی سنستا ہے اور کبھی تیر و پریشان ہو جاتا ہے ہر بہ کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو بھی اپنے تمام جسم کو ذکر یا گاہ اور تمام اعضا قلب کے ہمسرہ ہو جائیں گے اس ذکر میں ذکر خود تمام اعضا کا ذکر سننا ہے۔ ایک فقر کا خیال کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسری لوگ بھی ذکر کی آواز سننے میں بالکل بے بنیاد اور لاپہل پر کوئی نہ ہو ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہواس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتداء کی کتاب سے اسوقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یقیناً بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے ذکر اصطلاح صوفیہ میں اسکو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں نام خیر کو کہو جائے و حضور قیامت خدا کی نزدیکی اسیت حاصل کر دے اسکا شاد ہونے لگے ذکر کا چاہئے اس غیر اعتدالی حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے انکشافات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۱

اَنَامَةُ عِبَادِي اِذَا ذَكَرْتَنِي وَتَحَرَّكَتْ فِي شَفَاتِهِ دَا اَجَلِي مِنْ ذِكْرِي وَشَبَّ وَرُزْجَمَ سَبْعُوهُ بِكُوفَةٍ وَاصْبِلَا
 باوجہ و فکر تمام چندان مشغول و مستغرق ہو کر گرد کہ از خود سبب ہوش بود و در زمرہ اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ
 قُعُودًا وَّ اَوْ قَعًا وَّ خَبِيرًا داخل شود و ذکر کجاست کر دد۔ و یاد آنکہ ذکر بر اقسام ست و مقصود از حصول تذکرہ مستحضر
 قلب پس سر علی فعلی کہ از ان حصول مطلوب ست ہم ذکر ست کلمہ باشد یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود یا دعا عیمہ کہ مطابق
 قرآن و حدیث باشد و دیگر عبادات و یا عبارات دیگر کہ بلا خطہ متفقہ ان یافت مذکور و مطلوب ست ان ہم جماعت کر است
 و ان حصول مذکور خواہے ذکر حاصل نمی شود پس طالب را باید کہ در ذکر استیجاء چنان مستغرق شود کہ فرجی و خود را ہم
 فراموش سازد کہ وصول الی اللہ بدون نفی ہر مسمی شریک نیست چون باین مرنہ سہ زدہ و توہمی و توکل و عزت
 و قناعت و صبر و تسلیم و رضا و غیرہ بے قصد حاصل آید و از نتیجہ این ذکر بر قلب فکر انوار تجلیات ظاہر شود کہ در طور آن
 حواس خمسہ سالک متور گردند نہ ذکر ماند نہ ذکر و فی اگر مذکور گردد و ذکر ذکر حق شود شہد اللہ اَنَّا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فائدہ
 پس باید دانست کہ اکثر مشائخ اول مرید را حکم افضل لای کُفْرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ذکر نفی و اثبات ثلثین فرمایند و این ذکر را
 مراتب اند کہ تقریبی آیند۔

اَنَامَةُ عِبَادِي اِذَا ذَكَرْتَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِكُوفَةٍ وَاصْبِلَا پوری توجہ سے یاد آگئی میں اس طرح مہمک ہو جائے کہ اپنے نفس
 سے بالکل بے خبر ہو جائے اور الذین یذکرون اللہ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اُس کی زندگی ہو جائے
 جاننا چاہیے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں یکسں مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے تو جس
 عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز و زہرہ ہو یا درود و شریف اور دعائیں
 ہوں لیکن یہ مقصد اُس وقت تک نہیں حاصل ہو سکتا ہے جب تک کہ اگر اپنے کو مٹا نہ دے تو طالب خدا سکے
 ذکر میں اس طرح مہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا
 تو اخلاق حسنہ یعنی زہد۔ توکل۔ گوشہ نشینی۔ قناعت۔ صبر۔ تسلیم و رضا و دجو و حاصل ہو جائیں گے اور
 اسپر انوار الہیہ کی اس قدر تجلیاں ہونگی کہ اسکے حواس خمسہ غلبہ او دستور ہو جائیگے اور ذکر و ذکر دو نون فنا
 ہو جائیں گے اور صرف تذکرہ یعنی الشہر ہی رہی ایگ شہد اللہ اَنَّا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چونکہ حدیث میں افضل
 الذکوا لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب
 لکھتے ہیں۔

۱۔ جب میر اندہ مجھ کو یاد کرنا ہر سرے نام سے اسکے ہونٹہ حرکت کرتے ہیں میں اس کے ساتھ ہو جاتا ہوں اور ہر جگہ یاد کرتا ہے میں اس کا
 ہمنشین اور طلبیں ہوں ۲۔ خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۳۔ جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں ۴۔ خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود
 سوائے اسکے کوئی نہیں چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا اکبر الا اللہ رب ذکر نہیں لا اکبر الا اللہ کہ ذکر افضل ہے۔

در بیان مراتب ذکر

بدانکہ ذکر چار نوع است ذکر ناسوتی چون لا اله الا الله و ذکر ملکوتی چون لا اله الا الله و ذکر جبروتی چون لفظ اسم ذات
یعنی الله و ذکر لاهوتی هو هو و نیز ذکر زبان را ناسوتی و دل را ملکوتی و ذکر روح را جبروتی و ذکر سر را لاهوتی میگویند
و نیز ذکر زبان را ذکر اسم و فکر را ذکر نفس و مراقبہ را ذکر ولی و مشاہدہ را ذکر روحی و معاینہ را ذکر سری میگویند
فائدہ اینے ذکر را باید کہ درین ذکر از نفی لا اله ہمہ موجودات را از نظر بردارد و اثبات لا اله الله تمام اجزاء بدن
خود را معمور سازد بعد کمال این ذکر اثبات را ہم بخونکہ کہ اثبات نفی نشود نفی در نفی اثبات ذات است
فصل در بیان ذکر جبروتی و اثبات و اسم ذات مع دوازده تسبیح کہ معمول حضرت پشیمہ است طریق ذکر دوازده
تسبیح نیست بدانکہ بعد نماز تہجد کہ دوازده رکعت پیش سلام اندود در سر رکعت بعد فاتحہ سہ بار سورہ اخلاص
میخوانند ثم بعد ازاری دست برداشتن این دعا را اللهم طهر قلبي عن ذنوبي و تقو قلبي بربو مغفر ذنبي انا
الله يا الله يا الله حضور قلب سہ بار یا پنج بار یا هفت بار تکرار نماید و توبہ استغفار و کلمہ بحم بطور غرض شدہ بخواند
و سب و یک بار استغفر الله الله لا اله الا هو اتقوا القیوم و اتقوا الیوم الیوم یوم یوم بدین سہ درود را
بر سر رکعات صلی اللہ علیہ وسلم بعد از الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول الله الصلوٰۃ و السلام علیک
یا حبیب الله الصلوٰۃ و السلام علیک یا شیخ الله سہ بار طریق عروج و نزول بخواند و جلسہ مرتب نمایند

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار زمین ہیں اول ناسوتی جیسے لا اله الا الله و دوسرے ملکوتی جیسے لا اله الا الله تیسرے جبروتی جیسے الله و
لاہوتی جیسے هو هو اور یہی جانا چاہیے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو
جبروتی اور ذکر سر کو لاهوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر ولی اور مشاہدہ کو ذکر
روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں فاسق ذکر کو چاہیے کہ اس ذکر میں لا اله کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے
اور لا اله کہتے وقت تمام احسانے حکم کو قائم کرے فصل ذکر جبروتی و اثبات اور ہم ذات کے بیان میں مع ان باتیں جو کہ
جو حضرت پشیمہ کے معمول ہیں ان باتیں جو کہ معمول کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر
رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پنج یا سات بار ہاتھ اٹھا کر
اللهم طهر قلبي اتق پرے اور توبہ استغفار کے بعد استغفر الله اور اکیس بار پڑھ کر درود الصلوٰۃ
و السلام علیک یا رسول الله اتق تین بار عروج و نزول کے طریقہ سے پڑھے اور چار بار التوبہ پڑھے جائے

لے اللہ اپنے غریب مہربان پاک کردے اور اپنی معرفت کے نور سے ہر قلب روشن کر دے لا اله اپنے گناہوں کی بخشش نہ اس خدا سے
چاہتا ہوں جیسے اس کوئی سبب نہیں ہو کہ وہ ذات ازلی نہ ہو صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اسکے نبی

واز در انگشت پائے راست و دوم انگشت که متصل است سرگ کیماں را که در باطن زانو چپ است بچکر بر و پشت
 راست دارد و در مقابل آورد و نیز دو دست بر رانها نهد و انگشتان را در حالت نفی بردارد که اشارت بر فنا می غیرست و
 در اثبات فرماید که اشارت بی شکی است و ظاهر اینست که در حاضر و و ذکر را با هر دست و بهیست
 و تقسیم شروع کند با حسن صوت و ایمان خوش بعد از اعوذ بسم الله یا خلاص تمام سه بار **لا اله الا الله محمد**
رسول الله و یکبار کلمه شهادت بخواند بعد از آن سر را بر زانو چپ برده بعد از نگویند ساز و کوبیشانی قریب
 زانوی چپ برسد و از آنجا **لا اله الا الله** را آغاز کند و سر را بر زانوی راست آورده دوره تمام بر کف راست
 برساند و دم آفتد در آن کند که ضربات ثلاثه در یکدم در آیند و سر و پشت و کمر برابر شود و اندک سر را
 بجانب پشت کج کرده تصور کند که هر خطرات ماسوی الله را پس پشت انداخته و بگذرد او را و **لا اله الا الله** بر و
 وقت بر فضا دل کزیر پستان چپ بفصله دو انگشت واقع است مانند گل منور بر ضرب کند و تصور کند که مشق
 دور آبی را بدل آورد و در حالت نفی چشم را کشاده دارد و در حالت اثبات بند نماید و این نفی و اثبات را با
 فکر ملاحظه و واسطه باین طریق فکرو و هند بار بگوید و این ذکر را چهار ضری بنماید و درین ذکر نیز **لا اله الا الله محمد**
 دوم یا محمد رسول الله هم بگوید بعد از آن بطریق سابق سه بار کلمه یکتب و یکبار کلمه شهادت بگوید یا مبتدی در هر کلمه
لا اله الا الله محمد رسول الله و متوسطه **لا اله الا الله محمد رسول الله** و منتهی **لا اله الا الله محمد رسول الله** و همه دست ملاحظه کند بعد از حمد و الحمد مرتب شود
 اور دهنه باو بکشد و اگر گشاده او را بکشد پاس والی انگلی سے رک کیماں کو مطلوب کیڑے اور اپنے دونوں ہاتھ را نوں پر
 رکھے اور قبائے رو ہو جائے اور **لا اله الا الله** کہتے وقت کلمہ شهادت کی انگلی اٹھائے اور **لا اله الا الله** کہتے وقت انگلی رکھے
 اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خوش حالی سے اعوذ اور بسم الله کر کے **لا اله الا الله محمد رسول الله**
 تین بار اور کلمہ شهادت ایک بار پڑھے اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب
 ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد **لا اله الا الله** کہتا ہوا سر کو دھن گھٹنے کے قریب لائے اور نین ضربیں ایک
 ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیچ کر طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے اس کو بسم الله کو پس پشت
 ڈال دیا اور سانس تو **لا اله الا الله** کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے مشق
 و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں بی طرح دھتو بار کھ
 اور اس کو چار ضری کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد محمد رسول الله کے لیکن مبتدی کو **لا اله الا الله** کہتے وقت لا ہو بود
 اور متوسطه کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ دست کا تصور کرنا چاہیے اسکے بعد بخولئی میمر قریب
 لے جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے ۱۲ سہ کوئی عبود سو خدا کے نہیں ہوا اور محمد صلی الله علیہ وسلم کے رسول خدا
 کے رسول ہیں ۱۳

و تصور کنند کہ فیضان سرش سینہٴ مومن می آید لیکن باید دانست کہ زانویے چپ مقام خطرہ شیطانی است و زانویے راست مقام خطرہ نفسانی و کف راست مقام خطرہ مکی است و قلب مقام خطرہ رحمانی است بر زانویے چپ از لاله نفی خطرہ شیطانی تصور کنند و تار سبب نش بر زانویے راست نفی خطرہ نفسانی و تار سبب نش بر کف راست نفی خطرہ مکی تصور کنند و لفظ لا اله الا الله اثبات خطرہ رحمانی نماید و این مراتب را اگر مرید عجیب باشد بہر زبان کہ او داشته باشد تلقین فرماید

طریق دیگر نفی و اثبات

یہ انکہ در نفی خطرات جدا گانہ گوئند تفرقہ باطن است و مقصود کلی حصولی و جمعیت است پس مرشد را باید کہ نفی کلی تلقین فرماید تا نفی خطرات یکبارگی حاصل آید چنانکہ متاخرین بہین را اختیار کردہ اند یعنی کلمہ لا را از ان درون دل باشد تہ دقوت تمام برگزیدہ و الہ را بکف راست رسانیدہ و سر را بل پشت کردہ تصور کنند کہ غیر الله را از دل بیرون کردہ پس پشت انداختم دوم را اگر آتشہ لفظ لا الله بجز در بر دل ضرب کنند و ملاخعات اینجا بہانت کہ بیان کردہ شد و ذکر نفی و اثبات بہ طوریکہ باشد خواہ بدون جس و بکسب می خواہ در ذکر جادوب خواہ در ذکر آرزہ وغیرہ بجز ذکر خدا و سہ مربع می نشیند و در باقی اذکار و در انوشستن اولی است۔

خیال کرے کہ فیوضات آئینہٴ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے بہتے ہیں جانا چاہیے کہ باطن گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور دہانت میں نفسانی خطرہ اور دہانتہ شانے میں مکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہر پس باطن گھٹنے پر لالہ سے خطرہ شیطانی کی اور دہانتہ گھٹنے پر پہونچنے تک نفسانی خطرہ کی اور شانے پر پہونچنے تک مکی خطرہ کی نفی کرے اور لالہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اسکو اذکار و ادھیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہیے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور سر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گور باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اسواسطے مرشد کو نفی کلی کی تعلیم دینا چاہیے تاکہ تمام خطرات کی بالکلہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لالہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچ کر اور لفظ لا کو دہانتہ باز و تک لیج کر سر کو پیچھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کر کہ میں نے غیرت اپنے دل کو پاک کر کے اسکو پس پشت ڈال دیا در پھر لا الله کی ضرب بہت زور سے دلی پر لگائے اور جملہ ملاخعات ذکر نفی و اثبات میں پئے بیان کیے گئے ہیں دہی بیان بھی ملحوظ رکھے اور ذکر حدادی کے سوا اور تمام ذکر و نذر صبر یا بنیر جس ذکر جادوب ذکر آرزہ میں جہاز انوشختے ہیں اور ان ذکر و نذر کے علاوہ ذکر و نذر و انوشختہ اولی ہر

طریق ذکر اسم ذات

اثباتِ مجدد کے ذکر کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

۱۔ میر سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے، ۲۔ اللہ سمیع الشرفیر الشرم علیہ جو اپنے پستان کی نیچے ہے، ۳۔ اللہ رب العزت و کبریاں ہر اللہ کو دیکھتا ہے، ۴۔ اللہ رب العزت و کبریاں ہر

اللہ کا ظہری اللہ حاضر ہی بار اللہ حاضر ہی اللہ حاضر ہی بطریق عروج و نزول ہر عشرہ خواندہ باشد مع
 کلاظم معنی تا کیفیت ولادت ذکر و در غفلت و خواب دست دہر بعد از ان بطور سابق کلمہ سب بار و کلمہ
 شہادت یکبار گوید بعد از ان یک ضربی ہی ہاں طور سر با جانب کف راست کی کردہ لفظ اللہ را بر دل ضرب کند و
 این را یکصد بار و نام گوید بعد شہ بار کلمہ طیب و یکبار کلمہ شہادت گفتہ و دو ہفتبار یازدہ بار بخواند و فاشم
 بار طبع مشائخ سلسلہ بفرسید بعد از ان مراقب شود ہر قدر کہ تواند کرد دل غیب و ذوق دست دہر فبا والا ہر ذکر کہ فی ذوق
 آید خواہ جاروب خواہ زخاہ خواہ حدادیہ وغیرہ مشغول ماند تا ناما ر صبح و بعد نماز اگر میسر آید در خدمت شیخ حاضر ہوہ اخذ
 قویہ نماید والا در غفلت رفتہ بکوشش و مراقبہ و محاسبہ مشغول شود و با بار دان طریقت حلقہ نمودہ در ذکر بسر بار در
 مراقبہ شاغل گردد تا یک کلمہ اللہ را از کلمہ الا اللہ بسیا و کلمہ لا اللہ را از کلمہ کا لا الہ الا اللہ بسیار گوید بعد
 فراغ از ذکر دست برداشتہ دعائند و فاتحہ بار و حل پیران و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اگر صحابہ
 اجمعین بخواند و نذر نماید۔

اللہ حاضر ہی انج عروج و نزول کے طریقہ پر پڑے لیکن یہ ضروری ہو کہ اس ذکر کے سعی بہت جائے تاکہ ذکر کا شوق
 اور اس میں لطف حاصل ہو اور سعی اور غفلت نہ پیدا ہوئے پائے اسکے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیب
 تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے
 اور تین بار کلمہ طیب کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت آشهد ان لا الہ الا
 اللہ و آشهد ان محمد اکبر و رسول اکبر و دو ہفتبار یکبارہ بار پڑے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر
 حضور قلب سے ایصال ثواب کرے اسکے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اسکو لطف آئے صبح
 تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و مشغل و مراقبہ میں
 مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری
 ہو کہ الا اللہ میں لفظ اللہ اور لا الہ الا اللہ میں الا اللہ کا عادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کے
 بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ
 پڑھے اور نذر دے۔

۱۔ اللہ میرے پاس ہو، اللہ تمکو دکھتا ہوں، اللہ میرے ساتھ ہو، ۲۔ کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح
 خوش ہوتی ہے اور اس سے تعین اور محبت پیدا ہوجاتی ہے اس ایصال سے اسکا قلب فیوضات مشائخ کا مہبط ہوجاتا ہے جس سے اپنے
 مقصود میں کمال کی آمد تو قہر ۳۔ شہید ۴۔ حاجۃ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو خیرات سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کی
 دلیل خیال نہ لائے کہتے ہیں اور نہ محض گردن جھکا کر بیٹھے کہتے ہیں ۵۔ شہید ۶۔ اگر ذکر و کفر ہی سے گھبرا جائے تو ذکر غنی کرے اور
 ۷۔ میں بھی لطف تبارعہ تو اور ذکر میں مشغول ہوا اگر اس سے بھی دل کو حفاظت نہ آئے تو مرا تہم کرے۔ ۸۔ شہید

خدا ان مشغول شود کہ خود کو ذکر کرد و وفادار فاعبارت ازین است و اگر باین مرتبہ برسد بمقام فی کیمۃ دینی بقی رسد و خود را بر سر نور گرد و با زور یاب کہ لوازم نور است با ظهور کند بمقام جدیدیت لا اله الا الله محمد رسول الله کہ بہر تہجہ جدیدیت مقام انتہائے سالک است در ان مقام حقیقت جدیدیت و معبودیت کشف شود با زور عبادت جب تکہ حق عبادت است مشغول شود و حفظ مراتب را بوجہ حسن بجای آورد و کمال اتباع شریعت نماید و برستد ارشاد جلوه گر بود طالبان حق را راہ نما باشد و ولایت و شجاعت بر دوار مسلم باشد فائدہ آگاہ باد اسخیز بر هر چند در وصال محبوب دیر اشتیاق غالب تر و لذت بیشتر و ہر کہ طلب مردانہ و بہت شیرانہ دارد و در طلب استوار قدم باشد و نا امید نشود ان شاء الله تعالی آخر کار اگر طالب صادق است شاہد مقصود می شود و خوار ہویم و بسیم و کریم

طریق ذکر پاس انفاس

باید کہ بیدار و ہوشیار باشد بر انفاس خود و دل ہرگز صاف نشود از کہ در وقت انسانی و شیطانی تا مرد پاس انفاس نکند و پاس انفاس این است کہ مکان و زمان را دور یابد یعنی در بر آمدن نفس و فر رفتن نفس بقدر تنگ ہو جا نیاید کہ خود و مکرور یعنی نفس ہو جائے اور وفادار فنا کے معنی میں ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائیگا اور مرتبہ فی صمیمہ دینی و بیحد یعنی اسکو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہو حاصل ہو جائیگا پھر وہ مرتبہ حسن میں جدیدیت و معبودیت کی حقیقت بے انتہا نامہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ جدیدیت لا اله الا الله بخوبی ظاہر ہو جائیگا اس کے بعد عبادت میں اسکو کائنات مشغول ہونا چاہیے اور حفظ مراتب و احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور سزا و جلو مکر ہو کر طالبان حق کے لیے راہ نما ہو اور ایسی حالت پر اسکی ولایت اور شجاعت مسلم ہو جائیگی فائدہ وصال محبوب حاصل ہونے میں جس قدر دیر ہوئی ہے اسقدر آتش شوق میں انتہا پہنچا اور خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی ہو وہ جبہ آریگا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی کا سیلاب کی امید ہے

پاس انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ میں اسکو کہتے ہیں کہ سانس لینے اور سانس باہر کرتے وقت لہ لہایت خدا ہی میں غائب ہونے اور پسینی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ شہید عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے قصر شکنے اور اختیار یا بنائے کو شیخ کہتے ہیں اور مرتبہ شجاعت و ولایت ہی بالاتر ہے ۱۳ شہید کہ پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض یوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہوا بظاہر ہوا باطن اور بعض یا حی یا قیوم اور بعض حق اور بعض یا ہوا اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد دینی و مولیٰ سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۴ شہید

طالب ذکر باشد خواہ بزرگ جلی خواہ بدکشی پس وقت بر کمین دم لا اله گوید وقت فردقن لا اله و تکرار حق بدم ذکر گردود در بالا کشیدن و فرو گذاشتن نظر بر ناف دارد و از آنجا ذکر گردود و دهن بستہ ب حرکت زبان بدم ذکر بود و چند دن مشغول باشد کہ دم ذکر گردود

طریق دیگر

آنکہ لفظاً لا اله الا کشف و هو را فرو گذارد و ملاحظہ کند کہ چون اندرون و بیرون مست یعنی هو الظاہر و هو الباطن بخوبی ملاحظہ دارد این ذکر را چند دن ورزش نماید کہ دم ذکر شود مستغرق ب ذکر گردود ذکر جبات شود و در بیداری و در خواب ذکر باشد و پاس نفاس حاصل آید و دل را ماسوی شریک صاف و نورانی گرد و لهذا این ذکر را جارب قلب گویند زیرا کہ دل را از همه کدورات و کثافات صاف گرداند و نور تجلیات و وارادات سازد فائده اگر مرید سادہ دل باشد و از کیفیت ولذت ذکر لذت گیر نشد باشد باید کہ مرشد اوریش خود را نوبز او نبشاند و بگوید کہ چشم را بند و سر را نگون ساز و کمر را کج کرده دسینہ را پیش آورده مقابل شود و مرشد نفاس او را احساس نماید وقت فرو بردن نفس مرید و مرشد نفس خود را بردم او بگرداند و وقت بر آوردن دم او دم خود را در کند چون باین طو مشغول شود یکایک لرنہ در بدن مرید یا نرها زوی بر آید و ہر ذکر کہ ارادہ مرشد باشد جاری گردد۔

ہمرا با سر آید بیکے سے یا بلند آواز سے، ذکر کرے اور سانس لیتے وقت لا اله کے صرف سانس سے اور سانس باہر آنے وقت لا اله کے لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنی حرکت بھی نہ دے اور مقدر پابندی اور استقلال چاہیے کہ سانس خود بخود دہلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لفظاً لا اله کو سانس میں لا کے اور سانس لیتے وقت ہو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اشربی کا ظہور ہو اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر رہے اور پاس نفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوی اشتر سے قلب بالکل صاف ہو جائے چو کہ مرید ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کرے انوار اکبیرہ کا محیط بنا دیتا ہو اور جس سے ہر کو صوفی علی صوفیہ میں جار و ب قلب سکتے ہیں فائده اگر ذکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اسکو اپنے سامنے نمودار ہو اور دوا نواز چھو کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کریمیری کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب سانس باہر نکالے تو یہی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر سے بعد خود بخود مرید لرنے لگے گا یا بیتا یا بند یا کبھی نغمہ لگائے گا اور خود ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گئے معتدلی سے کر لے گا لگا

پس در حالت جمع زبان و دل بیشک ترتیب امر ذکر کمال است و این ترتیب در اکثر سلاسل است لیکن در سلسلہ نقشبندیہ انتصار بر ذکر قلبی بجز نباطن میکنند و متجدیان را همین ذکر شروع می کنند -

طریق ذکر اسم ذات مع ضربات

بدانکه ذکر اسم ذات بر اقسام است یکضربی و دوضربی و سهضربی و چهارضربی و آنکه در یکضربی میکنند این است که هر دو چشم را بسته و سر را بجانب کتف راست برده لفظ الله را جهرًا بقوت بر دل ضرب زند و در وضربے اول بر روح دوم بر دل ضرب زند و در سهضربی اول بر زانوسے راست دوم بر زانوسے چپ سوم بر دل و در چهارضربی اول بر زانوسے راست دوم بر چپ سوم بر روح چهارم بر دل ضرب کند -

طریق دیگر

از یکضرب تا هفتضرب میکنند خواه شسته خواه ایستاده و بقبله یا دب تمام بعمل می آرند و یکضربی بطور مذکور سر را بجانب کتف راست آورده لفظ الله بر دل ضرب کنند و در دوضربی اول بر روح دوم بر دل و در سهضربی اول بجانب چپ دوم جانب راست سوم بر دل و در چهارضربی راست و چپ و پیش چهارم بر دل و در پنجضربی راست و چپ پیش و پس پنجم بر دل و در ششضربی راست و چپ و پیش و پس ششم بر دل و در هفتضربی راست و چپ و پیش و پس تحت و فوق ششم بر دل ضرب برند -

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرے لیکن کئے تو ذکر کی ترتیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انتصار کرتے ہیں اور مبتدی کو اسی ذکر سے ذکر شروع کراتے ہیں -

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی جا و زمین ہیں یکضربی دوضربی و چارضربی یکضربی کا طریقہ آنکھیں بند کر کے اپنے نشانے کی طرف سر کو بجا کر پوری قوت سے لفظ الله کی دل پر ضرب لگا نا دوضربی یہ کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور دوضربی یہ کہ پہلی ضرب اپنے گھٹنے پر لگائے دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چارضربی یہ کہ پہلی ضرب اپنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری روح پر چوتھی دل پر -

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ روئے قبلہ کھڑے ہو کر یکضربی سے ہفتضربی تک کرین یا کسی اور دوضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سےضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری دائیں طرف اور تیسری بائیں لگائے اور چارضربی میں داہنے بائیں اور سامنے اور دل پر بالترتیب لگائے اور پنجضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور ششضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر بالترتیب لگائے آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر بالترتیب لگائے و ہفتضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر بالترتیب لگائے

درین ضربات ملاحظہ فرمائیں کہ اُنہوں نے اُنہیں دُعا کی ہے اللہ وادارہ متفرق نہ ہو کیفیت ولادت میں ذکر ذکر اندماجیت بیان
نہیں اگر لکن ذکر بالماضی کمال رساند استغراق و محویت نماید و از درود و بار و شجر و حجر آواز ذکر شروع شود
و مضمون دین حق کا لایستہ ہو کہ کشف گردد و بندہ گور برد۔

طریق دیگر چار ضربی

مستقبل قبلہ بنیاد مصحف پیش دار و یا قبر بزرگی پیش ہو ضرب اول بر چپ دوم بر راست سوم بر مصحف
بر قبر چارم بر دل زند و متفرق ذکر گردد درین ذکر کشف معانی قرآن و کشف قبور فرمودہ اند۔

طریق دیگر اسم ذات قلندری

اگر سالک خواہد کہ بمقام ہیبت رسد باید کہ باین ذکر متوجہ نماید و پیوستہ در خلوت مشغول باشد یا بد کہ جلسہ
مربع بنگاہ دارد و سر را در میان ہر دو زانو بردہ زانہاں اشارت گفتمہ سر را بردارد و ہر دو دست بر زانو سخت کردہ ہموار اور
خود ضرب کند ہمین طور ذکر گوید و مشغول باشد ناموصوف بصفات الشہر گردد و اکثر مشائخ رضوان اللہ علیہم
در عمل آورہ اند۔

اور ہر ضرب میں قائم ہو کر اُنہوں نے اُنہیں دُعا کی ہے اللہ وادارہ متفرق نہ ہو کیفیت ولادت میں ذکر ذکر اندماجیت بیان
نہیں اگر لکن ذکر بالماضی کمال رساند استغراق و محویت نماید و از درود و بار و شجر و حجر آواز ذکر شروع شود
و مضمون دین حق کا لایستہ ہو کہ کشف گردد و بندہ گور برد۔

چار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کسی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھ اور پہلے داہنی طرف دھر باین طرف اور پھر قرآن شریف
یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اُس ذکر سے معانی قرآنہ کا کشف اور کشف القبور حاصل ہو جائیگا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہیبت پر پہنچنا چاہتا ہو تو اس ذکر کی پیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار نو پنج کرد و نو
گشتوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اشارت ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکرتے اور دلبہرہ کی
ضرب لگائے اگر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے تو خدا کے بہتر اوصاف اُس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر
اکثر مشائخ کا دستور اہل ربانہ۔

۱۵۔ انکشاف سے اُس قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اُس کے ایمان میں اور زائد ویت حاصل ہو جائیگی مہتممیت۔

طریق ذکر جارب

بدانکہ لا الہ الا انوے چپ آغازیدہ و سر را بنوے راست آوردہ و دورہ تمام بکثرت راست رسانیدہ و اندک سر را بجانب پشت بکج کردہ ضرب لا الہ بکثرت بردل زندہ و مدام ورزش نماید و درین ذکر دوزانو بنشیند۔

طریق ذکر حدادی

بدانکہ همان طور دم را بزور کشیدہ و در کلہ لا الہ را بکثرت راست رسانیدہ بہر دوزانو ایستادہ شود و ہر دو دست بردار و کلہ لا الہ را بقوت تمام بردل ضربند و ہر دو دست نیز بزانو ہا بزور بنشینند چنانکہ جدا د تپک بدو دست بر آہن بقوت نیز بند بہرین طریق ہر بار کشد نا ذوق دست و ہا این ذکر از امام ابو بکھنص منقول است حضرت شیخ جلال تہانیسری قدس سرہ فرمودہ کہ بسند این ذکر حضرت شیخ داد است بر کاتہ این فقیر را بھنور خود شرف فرمودہ اند چنان مشاہدہ و معاینہ گشت کہ بطاقت مرئوس اند لا بفضل اللہ و عونہ

طریق ذکر ارہ

بدانکہ م راہ از گون کردہ بشدت تمام کشیدہ و دورہ لا الہ بکثرت راست رسانیدہ و سر را بجانب پشت مائل کردہ ضرب لا الہ بکثرت بردل زند۔

ذکر جارب کا طریقہ

باین گفتہ سے لا الہ ترموع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر لا الہ کی ضرب بہت زور سے دہر لگائے۔ اس ذکر میں دوزانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر لا الہ کا دورہ داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے کھڑ ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ کی ضرب دہر لگائے اور بیٹھ جائے اور جسطرح وہاں کے ہاتھوں کی حرکت ہوتی ہے اسی طرح ہاتھوں کو حرکت دے تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تہانیسری کے متعلق امام ابو بکھنص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میرے شیخ نے بسند یہ ذکر کھجوا تعلیم فرمایا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارہ کا طریقہ

سانس کو اتار کر کے پوری طاقت سے لا الہ کا دورہ داہنے کندھے تک پہنچائے۔ اور سر کو پیچہ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر لا الہ کی ضرب لگائے۔

لے خالہ ایسی مشاہد سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلا تا ہے ہر شہید۔

طریق دیگر ذکر آرزو

پیشم را بسته و زبان را بکام چسبانیده و دم را با واژگون کرده لفظ **آرزو** را از انابت بشدت کشیده و با تکلف رسانیده شرب لفظ **هو** بقوت بدل زند چنانکه در دیگر آرزو بچوب میکشد دادم نفس را بزر و آواز سخت جاری دارد و ملاحظه صفات اجماع نگاه دارد و تصور کند که بر قلب آرزو شکست و بجای برآوده که از چوب در و دیگر وقت آرزو کشی می برآید ذرات نور صاف همراه **هو** از دل می برآیند و در تمام اخصاص بدن منتشر می شوند و از جسم برآوده تمام عالم را محیط بود و همراه وجود و ذاکر وجود و عالم راستور و محو گردانیده اند درین ذکر چندان مستغرق شود که محویت کمال حاصل آید و مشاهده روحانیه و کیفیت این ذکر بقلم نمی گنجد هر که کند داند قائم به آنکه دراذکا بهر تعلیل غنا پسند ان کند که ضعف لاحق آید بلکه به معده خالی گذشتن کافی است و استعمال روغن و مغزیات در خوراک از ضروریات است تا بهیست خوشکی و پریشانی در دماغ عارض نشود و ربط قلب باشی با اعتقاد و محبت و تعظیم تمام درین راه سلوک شرط مقدم در کن اعظم است و مقصود از چندین کار همان ذکر دوام حضور تمام است باید که خود را دالیم ذکر دارد و اگر کار برید و از گفتار و اظهار بجزیز و دماغ ذل روح همان ذکر گردد و همواره مونس و دست شود بیت کار کن کار کن از گفتار به کاندین راه کار دارد و کار به

ذکر آرزو کا دوسرا طریقت

پیشم انگشتین بند کرد و زبان کو تالوت نکاز کشی سانسین پوری طاقت سے لفظ **آرزو** کوناف سے بکنجی و داهنے شانه تک پہنچائے اور ہونکی ضرب دل پر اسطرح لگائے جس طرح بڑی لکڑی پر آکرہ کھینچتا ہوں اور برابر سانس کوزور سے جاری رکھے اور صفات سے اجماع کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آکرہ کھینچ رہا ہوں اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کا ٹکڑے وقت اس پر آکرہ کھینچا ہوں جس طرح قلب کو نور کے ذرات کل پر ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے ہلکا کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور عالم کے وجود کو متور کر رہے ہیں اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہیے کہ محویت کل اور مشاہدہ تام حاصل ہو جائے کہ ذکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہو جائے جو حیرت میں نہیں آ سکتا ہے قائم آکرہ کا جہر میں غذا کو اس قدر کم نہ کرنا چاہیے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی مددہ کو خالی رکھنا چاہیے اور کھانے میں روغنیات و مغزیات کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ دماغ خوشکی اور ہیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکر و ن سے ذکر دہامی مرید اپنی مریدانے کو ہمیشہ ذکر رکھے اور دنیا کے کار و بار سے قطع تعلق رکھے اور اظهار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اسکی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اسکا مونس رہے شعر کار کن کار کن از گفتار به کاندین راه کار دارد و کار به

بسم اللہ الرحمن الرحیم در ذکر آرزو کا دوسرا طریقت

فصل دوم در بیان اشغال ذکر

باید دانست که دل و سوراخ دارد یکے زیرین دوم بالاد و ازہ بالا آنکہ متصل بہ جمست و در و ازہ زیرین عروق
بروح دارد چون ذکر بزرگ جبر کند و شد تحت و فوق مشغول شود دریا لا کشادہ گردد و ازہ افراد دینم بزرگ خفی کہ
مرا و بکس دم است مفتوح میگردد و جس دم در ذکر اصل الاصول است و شرط کرده اند این را حضرات چشتیہ و
قادریہ لیکن حضرات نقشبندیہ شرط نکرده اند مگر شکار اویت نیز نیستند و فائدہ ہا درین بسیار اند زیادہ تر آنکہ حرارت
در باطن پیدا آید و رسومات اندرونی گذاختہ شوند و عوق کہ متصل ببدل اند چربی بیلہ دارند و بواسطہ چربی خناس
دہندہ و سواس کہ ہر روز او دل گرفتہ مثل عنکبوت شستہ و پر دہاے فرد ہشتہ قرار گاہ و ساختہ است بدان
عروق تعلق میکنند و خطرات و سواس باطلہ در ولی اند از و چون دم بستہ شود و حرارت دم بآن چربی برسد
گذارد و صفائی دل حاصل آید خناس مقہور گردد۔

طریق ذکر برای دفع خطرات فاسدہ کہ در دل بنشینند و دور نشوند

بدانکہ صورت خناس مثل اژدہا است و خرطوم دارد و ہر خرطوم خار ہاے پُر زہر دارد و ہر گاہ کہ از مرید قصور سے
واقع شود و یا طعام از ناوہ میخورد و خناس قوت گیرد و خرطوم پُر زہر را بزرگ دل میگردد و آن زہر در دل او را اثر میکند۔

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہو دوسرا بالائی جو جمست سے متصل ہے جب ذکر جبر میں
ذکر کردہ شد تحت و فوق سے مشغول ہو جائے تو بالائی دروازہ کھلتا ہے لیکن نیچے کہ دروازہ صرف ذکر غنی دینے
جس دم ابھی سے کھلتا ہے اور ذکر کا اصل الاصول جس دم ہر حضرات چشتیہ و قادریہ نے اسکا ذکر میں شرط
کیا ہے حضرات نقشبندیہ یا سکو شرط تو نہیں کرتے ہیں لیکن اسکی ادویت سے انکو بھی ابکار نہیں ہے مغلہ اس کے
فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور طو بات فضلیہ کی تحلیل
ہو جاتی ہے اور وہ گین جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں
وسوسہ ڈالتا ہے جو قوت دم ترک جاتا ہے تو اسکی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان
اسکی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا اندراجیں ذکر سے ہو جاتا ہے اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہ کی ہے اور اسکا پھن بہت سخت زہر ہلا اور خار دار ہے جو قوت
مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور اپنے
پھن کو دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کرتا ہے۔

و سیاهی پیدا می آید پس چون مرید توبه و استغفار بپاس نفاس بزرگتری یعنی مشغول می شود خناس ضعیف میگرد و دل صفائی پذیرد فائده پس هرگاه که خطره سخت فاسد و به حقیقت در دل قیام گیرد بهیچ وجه در و نشود علاجش آنکه دم را از نواف کشیده در دل حبس کند و قرار دهد و گفته الا الله را از دل برآورد و تصور کند که خناس که بر گرد دل حلقه کرده مثل مار شسته است و دمش از مقاض الا الله گرفته می کشد و تا بگفت راست رسانیده ضرب گنگه الا الله بر دل بشدت و قوت زند و خیال کند که صد بار ضرب الا الله از دل بر سر خناس افتاد و پاش پاش شد و از اندرون بیرون افتاد همین طو که کشاکش و دمادم مشغول شود و بعونه تعالی در آنک عرصه خطره فاسد دفع شود و خناس خطره دهنده هلاک گردد و دل صاف مثل آئینه منور بخیزد ذکر شود درین ذکر ملا حظہ و جس دم شرط است و الا بهیچ وجه نیز فائده خواهد بخشید مگر کردن شرط است۔

طریق حبس نفی و اثبات

که آنرا شغل نفی و اثبات گویند بطریقش اینست که هر دو چشم بسته و زبان بکام چسبانیده اول دم را از نواف کشیده در دل قرار دهد و باز همان طو که الا الله را از نواف چسب باز نواف راست آورد و دوره تمام تکلیف است رسانیده ضرب الا الله بر دل زند و همین طو را اول نوزده دم سه بار بر دم مشغول شود و بعد از آن هر روز اور تا رگی اور سیاهی پیدا میجوای و واجب مرید گناه من سے توبه کر کے پاس نفاس میں مشغول ہو جائے تو شیطان ضعیف ہو جائے و اور قلب میں صفائی اور نورانیت پیدا ہو جائے هر فائده جب کوئی بزرخیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نمودن با تو آسکے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور گنگه الا الله کو دل سے نکالے اور خیال کرے که شیطان جو دلیر اثر دے گی طرح بیٹھا هو لا الله کی فنی سے میں نے اسکی دم بکری اور داپنه شانے تک لائے۔ پھر الا الله کی قلب پر ضرب گنگه اور خیال کرے که یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی اور اسکا سر پاش پاش ہو گیا اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر شریں گنگه اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائینگے و شیطان ہلاک ہو گا و دل نفاذ کرے منور ہو جائینگے۔ اس ذکر میں ملا حظہ و جس دم ضروری ہے او بهیچ جس دم کے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر اگر بشرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور گنگه الا الله کو بائیں زانو سے شروع کرے داپنه زانو پر لاکر شانے تک دور کو ختم کرے الا الله کی پوری طاقت سے دل پر ضرب گنگه پہلے دن میں دس سانسین کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبے کرے اس کے بعد روز بروز درجہ

درجه یک یک زیاده کند و عدد و تر را که الله و قوه محیثه انو می بخشد تا در باطن حرارت پیدا آید و بولت اندر سنی گذارند و نظرات دفع گردند و خناس بگزیند و حالات ظهور گیرند و چون کشش دم فوق المتاد باشد خطر هندی و محویت بر دل زود پدید آید و حرارت در تمام اندام سرایت کند و ذکر در همه اعضا جاری شود و آتش عشق شعله زند بگونه تعالی آتشش دم را و خطر هندی را از موده انطعام و شراب شرط است خصوصاً در ابتداء حال فائده و نیز در حبس دم عدم استعمال مبررات مثل آب و هوای سرد ضرر و است تا سوره ننگ حرارت قلب را و نیز از انطعام حار پر پزیرد و باید است که حرارت طبعی باشد یا عارضی زیرا که موجب ایجاب مرض یا از یاد مرض میگردد و اعظم شرط آنست که درجه اوسط را نگه دارد و نه چندان پزی شکم که کاهل شود نه غایت گر سنگی که ضعف آورد.

طریق دیگر حبس نفی و اثبات

بابد کہ در غلوت جلسہ میں پیشینہ و چشم بند نماید و از زنا گشت پائے راست انگشت کہ متصل بآنت رگ کیماں راست گمیرد و ہر دو دست بر زانو ہند بیدہ دم از زبر ناف قبض کردہ بجانب دل آوردہ بام الدماغ ایک ایک دم زانو کرنا ہے اور اللہ و حق و یحییٰ و یحییٰ و اللہ طاق ہوا و طاق کو دوست رکھتا ہے کما کاخا رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پکھے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو اور جب دم کشی کی عادت ہو جائیگی تو دل پر محبت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت ساری ہو جائیگی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہو جائیگا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو اور ابتدا میں تو اس کی بہت ضرورت ہے قالہ جس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ کہیں یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کرے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اسقدر سیر ہو کہ کھائے کہ مضمحل ہو جائے اور نہ اسقدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ

چاہتے تھے کہ تہائی میں چار انبوہ میٹر آگھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے گلوٹے اور اُسکے پاس کی اُگھلی سے رگ
کیاں کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکر ام الدماغ میں
۱۰۰ سین میٹر تک رگ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اس طرح نفس کو مقام ہر طرح مضبوطی دل کی پس جب وہاں سے نفی شروع
کجا جائی اولام الدماغ تک پہنچائی جائیگی تو ہر چیز میں پیچ میں واقع ہوگی متاثر ہوگی اور عجب اُسے اُٹھ جائیگا ۱۱ شہید۔

قراردہ و حرف لا اذناف باکر و لا حفظ بے حرکت لب و زبان از خیال کشیدہ و بجانب روح برده و حرف
البہ زیادہ باغ رسانندہ از دماغ بیرون دہر و لفظ الا اللہ را بر فضاے دل ضرب کنند پس بطوریکہ منہ بفتح
بارگوبہ بعد از آن بہتہ نفس بہرہ روزن منی بگذارد و وقت گرفتن دم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوید
و چشم را بکشاید و لا حفظ لا محو و لا یحی الا اللہ کند و وقت گرفتن چشم پوشد و تصور لا محو جوڈ الا اللہ کند و دم
بہشتی قبض کند و آبستگی گزارد و پسین طور دہ نفس بر روز میل کرد و بہر دم پو یا فو یا یک یک زیادہ کند حتی کہ در
یکدم نہ یکصد و سب و یک بار رساند آن زمان روزن دل بکشاید و از نور شاہدہ منور گردد بفضلہ تعالیٰ۔

طریق شغل سپاہیہ دورہ چشتیہ

شغل سپاہیہ اینست کہ با الفاظ اللہ سُبْحَہُ اللہ بَصِیْرَہُ اللہ عَلِیْمُہُ ذکر کنند این شغل را حضرات چشتیہ سپاہیہ
می گویند و اکثر اہل شہر دین عمل مشغول گشتہ اند نظر نقیض آنکہ جملہ مربی نشینند و فکر تصور سُلْطَانًا مَحْمُودًا سُلْطَانًا
نَصِیْرًا مہار دوم را حبس کردہ از زیر ناف بام الدماغ رسانند چون دم بام الدماغ برسد اللہ سُبْحَہُ اللہ
و فی سُبْحَہُ تصور دارد و باز بر دل اللہ بَصِیْرَہُ گوید و فی سُبْحَہُ تصور کند و باز ز ناف اللہ عَلِیْمُہُ گوید و فی سُبْحَہُ
تصور دارد و باز از سر گیر بام الدماغ اللہ عَلِیْمُہُ بر دل اللہ بَصِیْرَہُ و ز نافع اللہ سُبْحَہُ گوید پسین طریق عروج و نزول کند مشغول شود
تھہرے اور بغیر زبان کو حرکت دیے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچی روح کی طرف لا کر لفظ اللہ
کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر لا اللہ کی ضرب لگائے بطرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہ پھر
آہستہ سے ناک سے سانس باہر کرے اور باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد خدا کی رسول مہین خدا و اپنے حصول
و لا یحی کا تصور کرے اور آئین کھنکھ لا محو جوڈ الا اللہ کوئی سوا خدا کو پیا نہیں ہے کہ تصور کرے اور سانس وقت تکلیف نہ کرے اور
لا محو جوڈ الا اللہ کوئی موجود حقیقی سوا خدا کو نہیں ہے کہ تصور کرے اور آہستگی سے سانس کو اور اس طرح ہر دن سانسین لے اور ہر روز یک
ایک بار زائد کر جائے یا تاک کہ ایک سانس کو ایک سو گیس مرتبہ یہ ذکر کرے اس وقت حدوزہ قلب کھلی جائیگا اور شاہدہ قلب نور و ہوائیگا

شغل سپاہیہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سپاہیہ یہ ہے کہ اللہ سُبْحَہُ اللہ بَصِیْرَہُ اللہ عَلِیْمُہُ اخذ ادا نابینا اور سننے والا ہے کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات
مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار تا نو بھرجائے اور سُلْطَانًا مَحْمُودًا سُلْطَانًا نَصِیْرًا (درد گار اور محمود شاہنشاہ) کا تصور کرے
اور سانس کو رک کر ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اللہ سُبْحَہُ خدا سننا ہے کے
اور فی سمیع (ہر جہی ذریعہ) کا تصور کرے پھر اللہ بَصِیْرَہُ خدا بینا ہے کے اور فی بصیر (ہر جہی ذریعہ) کو دیکھنا ہے
کا تصور کرے پھر ناف پر اللہ عَلِیْمُہُ خدا دانہ ہے کے اور فی یطیق (ہر جہی ذریعہ) سے پوچھنا ہے کا تصور کرے پھر سر سے شروع
کرے اور ام الدماغ میں اللہ عَلِیْمُہُ اور قلب پر اللہ بَصِیْرَہُ اذناف پر اللہ سمیع عروج و نزول کے طریقہ پر کرے۔

اور حضرت خلیفہ عین الدین چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سو ایک بار شغل سے پاک کرنے کے لئے کمال الہی سے فیضیاب ہو جانے کا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزیں کماحقہ ضرر پہ اس واسطے اصحاب شطاریہ اسکو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں شعور بر تلخ وذات وصفات و شہود و تحت و فوق یعنی نمایہ طالبان راکل نفس ذوق و شوق یہ اس شغل میں جو احوال منکشف ہیں انکو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال ذاتی ہیں اول قرب فوافل دوسرے قرب فوافض تیسرے قرب فوافل نہ قرب فوافض بلکہ اسکو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا تین عین انسانی کا تین ہیں فائدہ ہر ایک دو میں ہیں قرب فوافل اور قرب فوافض قرب فوافل اسکو کہتے ہیں کہ اسکا سنا انسان کی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے تم باذن اللہ کہ کسی مرد کو زندہ کر دینا اور پھر اسکو ہلاک کر دینا اور بہت دوسری بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فوافض اسکو کہتے ہیں کہ انسان تمام ہو جو چیزوں کے اور اسکا فنا ہو جائے اور اسکی نظریں سوائے وجود الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فوافض کا ثمرہ ہے۔

خواجہ عین الدین سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں
کے صفات و خصوصیات ہاتھ میں جگہ پر آدھریان کو کچھ ہیں اور بزم و واسطہ پر مشاوردات و کام ذات مراد ہو، شہید۔

تاثير عجيب و غريب اور دلنشين اور دل را بہت تمام جمع نمودہ نظر ہر دو چشم
نمودہ بايك چشم نہ نمودہ چشم دیگر بر پرہی خود دارد بے آنکہ بکشد نہ ولا حظہ فرغیر عین مثل نور چراغ با ستارہ و خشان
کند و ران چند ان مشغول شود کہ مستغرق و محو گردد در ابتدا حال ہر دو چشم در یکند و آسای و جاری شود مگر
در چند عرصہ مزاولت در دو چشم دفع شود و نظر بر قرآید و تمام چہرہ شاغل میشود نظر در آید چنانکہ در آن عرصہ می بیند
دو سے شاغل منور گردد و نور بے کیف و لطیف شود و مذاق را کیفیت حسب استعداد او حاصل آید۔

طریق شغل سلطان محمود

باید دانست کہ چنانکہ در شغل سلطانان نصیر ابر بر پرہی دادند درین مثل نظر خود را در میان فرق ہر دو ابروی خود
میدارند درین مثل سر شاغل در نظرش آید چون سر نہوار شود کیفیت عالم بالا اطلاع یابد۔

طریق شغل سلطان الازکار

بدانکہ سالک در حجرہ تنگ و تاریک کہ از شور و غلبہ دور باشد داخل شود و در دو دستہ استقامت و محو و بسم اللہ خواندہ
این دعا را کہ بار حضور قلب تصور می نمازد کہ **اللہ اعطینی نوراً و اجعل لی نوراً و اعظم لی نوراً و اجعل لی نوراً**
عجیب و غریب تاثير رکھتا ہے اسکا طریق یہ ہے کہ صبح یا شام کو در قبلہ و از انویسہ او در میان خاطر سے دونوں انگلیں یا
ایک انگلی بند کر کے دوسری انگلی سے ناک کے تھمے پر نظر ڈالے اور بغیر ہلک جھپکاتے جس طرح چراغ با ستارے کی روشنی
کو دیکھتا ہے غیر عین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کو کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف
ہوگی اور پانی بھیگا لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو تکلیف جاتی رہے گی اور اسکو اپنی صورت
جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آئے گی اور نور آگے سے منور ہو جائے گا اور لطف و مذاق اسکی حیثیت
کے مطابق حاصل ہو جائیگا۔

شغل سلطان محمود کا طریقہ

جس طرح سلطانان نصیر کے ذکر میں تھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھون کے
بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے
لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے۔

شغل سلطان الازکار کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ تنگ و تاریک حجرہ میں جس میں شد و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود و استقامت
اور احوذ و بسم اللہ پڑھے **اللہ اعطینی نوراً و اجعل لی نوراً و اعظم لی نوراً و اجعل لی نوراً** اور سر سے واسطے
نور کرے اور میرا نور پڑھادے اور خود بھیجے نور کرے تین بار حضور قلب اور تصور منے سے سکے۔

بعد از آن نشسته یا ایستاده یا غلطان بهر صورت که باشد بدین خود را بے اختیار و سبک وارد و شل مرده انگار و
والا سر تا دم به برین موعود خود میخیزد و موعود می شود و فیکه دم بالا کشد اسم ذات یعنی الله و
چون بیرون دهن و تصور کند یعنی به آنکه در آمد و رفت نفس از برین موعود الله هو جاری ست در آن
شغل مستغرق شود که شعور از خود نماند و لا حظ من له و لا شیء الا الله و لا یعونه تعالی در چند عرصه ذکر التلاز
برین موعود جاری شود و موعود گردد و ثمر از او تجلیات شود لیکن مشغول بودن شرط است -

طریق دیگر سلطان الاذکار

باید که حواس خمسہ ملازمینہ با ادا نگشتن بنده کرده دم را از زیر ناف کشیده با مالدماغ حبس کنند و آنجا ببل مدور برده با ذکر قلبی اسم ذات از قلب صنوبری در زمین اسماع آواز احدیث در تصور نقطه درخشنده اندرون دل تدور که مملش درام الدماغ است که آن را الطیفه خفی میگویند اشغال دارد تا آنکه این نقطه پنهان گردد و بعد یک تمام جسدش منور گردد و بدو همه آفاق بلکه فرش تاعش نور محض شود و در آن نور صورت پاکیزه از عالم ملائکه حق پدید آید - چون این شغل کمال خود برسد حقیقت سالک که متصرف در تمام افعال عالم است مشهور گردد و درین مقام سالک را باید که صفات خود را صفات حق دانند و از خود بی خودی متنی پیش آید -

اسکے بعد لیٹ کر بائیں ٹھکڑا بائیں ہاتھ پر اپنے بدن کو لٹکا کر اور مردہ تصور کر کے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر بھجائے تو لفظ ہو کا تصور کر کے اور خیال کر کے کہ سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ اللہ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اسطرح منہمک ہو نا چاہیے کہ اپنا خیال بھی جا تا رہے۔ اور ہوا محال لغویہ م (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور کر کے اسکا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہو گا کہ جسم کبھی سرور بان اور ہر ہر بال ذکر ہو جائیگا اور او اور اسی سے مسرور ہو جائیگا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حوالش غم سے کوروئی یا اٹھگی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدیاع میں روکے اور وہاں سے دل
مور میں ایجا کر اہم ذات کے ذکر قلبی کیساتھ قلب صنوبری پر آوازا حدیث کے سنتے کے ضمن میں اس نقطہ
درخشندہ کے خیال میں حودل مور میں ام الدیاع میں طاق پر بیٹھے اسکو لطیفہ اخفی بھی کہتے ہیں اشعل رکھے
ہمایت تک کہ یہ نقطہ اسقدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک محض فی ربی رہ
دھکائی دے اور اس زمین حق و ملائکہ کی صورت میں دکھائی دینے لگیں جب تک اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے
نوابی حقیقت کو جو عالم میں منتصرف ہے خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری
سمجھنا چاہیے و انفع یؤکون من ینک یخبر خدا کو ما ستیام (ستاہ)

طریق مشغول سردی کہ آذربایجان و سلطان الاذکار میگویند

بطریق مہجور چشم گوش را از انامل بند نماید و حواس را جمع نموده تصور نماید کہ در و ملخ آواز سے مثل آواز اُفتادون
آب از بالا بہیم سوز سیکر دو بہمت تمام توجہ بسلخ آن آواز باشد چنانکہ گفت بیت در راہ عشق و سوسلہ
از من ہی است بہ شمار گوش دل بہ پیام سروش دازد و یک کھلک از غافل نشود رفته رفته آن آواز چنان قوت
گیرد تا آنکہ بے بند کردن گوش ہم غالب نشود و شور عالم او را زحمت فرساند بلکہ آواز سردی بر ہمہ آواز غالب
باشد و درین مشغولی ذوق و شوق فرو میگردد کہ تھری نمی آید و چون ذکر در تمام بدن سراپت کند تمام اندام ملو
بآواز سے باشد کہ صدایش مانند آواز در گنبد پدید می آید و این آواز را صوت حسن و ہنس می نامند چنانکہ
فرمودہ اند وَحَسَّتْ لِخَلْقِهَا صَوْتَ لِلَّهِ تَحْمِيْنٌ فَلَا تَكْتُمُ الْاٰیٰتِہٖمْ و گویند کہ ہمین آواز بود کہ موسی علیہ السلام
از حجر تہا می بدن خود شنیدہ بودند و دلیل ظہور وحی بران علیہ السلام بود و اولیائے نابین آواز بالہام مشرف
می شوند و عارفان ازین آواز حق تعالی را یافتہ اند و بعد از ذکر و زہد و صلاے ذکر غالب میشود گاہ گاہ مثل
سلسلہ جرس می یابند چنانچہ حافظ شیرازی بہویش اشارت فرمودہ اند بیت کس ندانست کہ منزل گمان بار
کجاست نہ انقدر بہمت کہ بانگ جرس می آید نہ گاہ با نواز گبری می آید و چون غلبہ وے بکمال رسد -

شغل شرمی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آگھون اور کافون کو انگلیوں سے بند کر کے اور ٹاس غسکو بوس کے خیال کر کے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی ہو اور اسکے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے خوب کہا ہے شعر درو را عشق و وسوسہ
اہم تر من بسی است پشہدار گو ش دل بہ پیام سرش و اربہ اندر کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چن دن میں اس
آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائیگی کہ بے سکان بندے کی آواز سنائی دیگی اور کوئی شور و غل نہ مانع ہو سکے گا اور جب
یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جائے تو تمام جسم سے گند کی ایسی آواز آئے گی جتنی اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت
حسن وہم کہتے ہیں جیسا قرآن شریف میں ہے و خشعت الا حصۃ الا لایۃ خدا کے لیے آواز میں بہت ہوگی مگر
سوائے بہت آواز کے کچھ نہیں سننے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز نبی جو موسیٰ اعلیٰ نبینا و علیہ السلام نے
درخت سے اپنے تمام جسم میں مٹی تھے اور یہ آواز نیچو مٹی کی نزول کی دلیل تھی اور اولیاء کرام بھی اسی آواز سے العلام
کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے یہ آواز باندی سے غالب ہو جائیگی
اور کبھی گھٹنے کی ایسی آواز آئے گی جتنی ہے حضرت حافظ فائز نے یہ بیت کہیں نہ انست کہ منزل کہ آن
یا کر کجا بہت ہی مقدار بہت کہ بانگ جرس می آید یاو کبھی دوشہرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جائیکے بعد
اس لئے کہ اس ذکر کو خدا و سلطان الامام بھی کہتے ہیں اس لئے حواس خمسہ سے بچنے سے بچنے اور ہر قسمی فتنہ کو چھوڑنے میں اس سے کہ کوئی مصلحت نہ

سلطان ذکر گردد و آواز عدد و ضاعف ظاهر شود و در تمام اندام ارزہ پیدا شود و محبوبیت بخود و ظهور گیرد و گاہ گاہ انوار نمودار شوند مثل برق دستارہ و ماہ آفتاب و غیرہ اسالک را باید کہ متقنت باین انوار نشود زیرا کہ مقصود اعلیٰ نور ذات است کہ بے جهت و بے کیف است۔

طریق شغل بساط

باید دانست کہ در ام الدماغ نقطہ ایست درخشان مثل آفتاب آن را دل مدور گویند و صوفیہ اخفی نیز نامند و گویند کہ این شغل بلا واسطہ از سرور عالم صلوات اللہ علیہ وسلم بحضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ رسیدہ بود و حضرت ایشان را ببرکت این شغل معراج معنوی حاصل شدہ بود و از بہین جاست العلم نقطۃ طریقتش آنگہ چشم را بسعہ و زبان را بیکام چسپانیدہ و دم را بآتم الدماغ حبس کردہ در اینجا گردہ و گویہ بصورت آفتاب درخشان بزرگ سرخی سیاهی و سرخی مائل مثل نقطہ چشم تصور نماید ہم تصور کند کہ گردہ مذکور منبطب و ہر ہمہ اعضا را محیط شدہ است و گویا بدن سالک را محو ساختہ و جوہ آن گردہ و گوہ کہ عین ذات بے جهت و بے کیف است و بجایش قائم گشتہ مصحح عرفت او در میان بہین خدا ماند خدا بہین مرتبہ فناست برویت و قبل ذاتی و لاہوت محمدی گفتہ اند درین شغل اگر نور زرد تیز در نظر کید نور نفس و ناسوت است و اگر نور سرخ نماید نور ملکوت و اگر نور سبز نماید نور۔

سلطان ذکر ہو جب آتا ہو اور کرک اور کرن کی آواز ظاہر ہوتی ہو اور تمام جسم کاپٹنے لگتا ہو اور سجدی اور خمیہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہو اور کبھی چاند سوج اور کبھی کی روشنیوں کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہو لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے بلکہ فرد ذات کی طرف خیال رکھنا چاہیے۔

اشغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہو جسکو مدور و در حضرت صوفیہ اسکو اخفی کہتے ہیں مشہور ہو کہ یہ شغل حضرت معین الدین چینی ہو گا اور حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہونچا ہو اور اسی شغل کی برکت سے معین الدین چینی ہو کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہو العلم نقطۃ علم ایک نقطہ ہو اس شغل کا طریقہ یہ ہو کہ کلمین بند کر کے اور زبان کو نالہ سے لگا کر دم کو ام الدماغ میں دھوک کر گردہ ہو جو کوسرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ نقطہ تمام جسم کو پھیل کر حاوی ہو گیا ہو۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا اور اسکی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جهت اور بے کیف ذات کا معین ذات ہو قائم ہو گیا اس مرتبہ فنا کا نام دیت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہو اس شغل میں اگر زرد و نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آدے تو نور

لے اس مقام کو مصلح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سکل اس مقام سے ترقی کر جاتا ہو کشاکش دینا سے گویا نجات پاجا نا ہے۔ شیخ عبد القدوس تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی کو تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ شہید

جبروت است و اگر سیاه نظر آید نور لاہوت است ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء

فصل سوم در بیان مراقبات و اذکار یکہ در حالت ذکر و مراقبہ پیدا میشوند

طریق مراقبہ بدانکہ چون طالب را اذکار ذکر جبر یہ و خفیہ منور گردد و ذکر در گد و پست سرایت کند و محبت و محبت رود و ہمراہ اقیات ثقلین فرازیدہ مراقبات بر اقسام اندہر انچہ طالب را فائدہ بخشد و بمنزل مقصود رساند بہل آورد و رنجی چند مراقبہ بیان کردہ می آید۔

طریق مراقبہ

باید کہ سجدہ صلوہ سر برافرازد و نہادہ و قلب را از جمیع ماسوی شریک گاہ شستہ بجنوبیت حق سبحانہ تعالی حاضر دارد و اول اعوذ بسم اللہ خواندہ سہ بار اللہم خاصیتی اللہم تاظیری اللہم معنی بر زبان تکرار نمودہ بیدہ سر و سبب مراقبہ برودہ بدل معنی آن ملاحظہ کند و تصور نماید یعنی بدانکہ اللہ سبحانہ تعالی حاضر و ناظر و باطن است و دین دانست چنان خوض نماید و متفرق گردد کہ شعور از غیر حق بکلی برود تا از خود ہم خبر نماند اگر طرفہ امین این علم برود و مراقبہ جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے نور لاہوت ہے ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء (یہ خدا کی عنایت ہر جبر یہ چاہتا ہو کر تاج ہے۔)

تیسری فصل آن اذکار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہو تو ہیں

مراقبہ کا طریقہ جب اذکار جبر یہ و سربہ سے سالک منور ہو جاتا ہو اور اسکی رنگ و پلے میں ذکر سرایت کر جاتا ہو اور ایک محبت اور پیوندی پیدا ہو جاتی ہو تب سکومراقبات کی تعلیم دی جاتی ہو اور مراقبہ کی چند معین ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اس منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہو، بیچکر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تہذیبینے اعوذ بسم اللہ من الشیطان الرجیم (اور تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اللہم خاصیتی اللہم تاظیری اللہم معنی کہہ مراقبہ ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا بیان تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکھالے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہیے کہ مراقبہ

سہ ہو جبر یہ مطلوب حقیقی تک پہنچا ہوا ہے اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ مرام و مضمون میں لنگر کے نظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ لپٹے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے۔ ہشتم یہ

نباشد در ابتدا سے حال تکلف مراقبہ شروع نہ ہو رہے ہو کہ باز داشتن زمان ممکن نباشد تاہم بہر حال
تدریج میرسد باید کہ تنگ شدہ ترک نہ ہو۔

مراقبہ دیگر

بدانکہ مرض دل بہ نسبت مزاج است تا بدان سبب بغرض تناول ست بجای حدیث نفس کہ مدام بقصد و اختیار خود در دل
حدیث میکنید خواہ در ملا خواہ در خلأ دوم خطرہ کہ آن بغیر قصد می پرد و دوم نظر بغیر نفسی علم باشیاس متکثر و دلیل علان
آن مرض شغل باطن است و آن بر انواع است باید کہ اسم ذات و مقام حدیث نفس و اسماء صفات اہمات و
مقام خلوت بنشانند و نظر دل بر جمال مرشد کما صفا نظر است دارد۔

مراقبہ رویت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرُوحِیْ بِالْمَلاَظَظَہِ مَعْنٰی صَوْرَتِ رُوحِیْ حَقِّ تَعَالٰی خُودِ و در ملا حظہ دارد و بران مواظبت
نماہد تا وجدان صورت ملکہ دارد۔

مراقبہ معیت

وَهُوَ مَعْلَمٌ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِالْمَلاَظَظَہِ مَعْنٰی تَقْوِیْرِ سَائِدَہِ اَوْ تَعَالٰی بَاسِیْ است بہر حال و بہر جا در خلأ و ملا و در ملا مستغرق شود
نہیں بہ ابتدا میں مراقبہ میں رمت ہونی بہ لیکن عادت ہو جائے کہ کوئی تکلیف نہیں ہونی بلکہ اس سے رجوع
مشکل ہو جائے تاہم لیکن اس مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہونی بہ اسوجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیے
شعر بہر کارے کہ بہت بہت کر دے اگر خارے بود گلہ ستر گرد۔

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے انکے اسباب میں ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد
اپنہ دل سے جلوت اور خلوت میں باطن کرنا دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جائے تیسرے نظر بغیر نفس
کثیر التعداد چیزوں کی ماحویت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے لیکن اسکی چند صورتیں ہیں حدیث نفس
کی صورت میں اسم ذات اور خلوت میں اسماء صفات اہمات کا دل میں تصور کرے اور دل کی وجہ مرشد کی طرف رکھے

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کی صورت کا تصور کرے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرُوحِیْ دیکھا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے، پر خور کرے
اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبہ معیت وَهُوَ مَعْلَمٌ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ (جہاں کہیں نہ ہو خدا انھارے ساتھ ہے) کا بھی گیساتہ تصور کرے اور
نہیں کرے کہ خلوت و جلوت بیماری و محنت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور یہی خیال میں مستغرق ہو جائے

نہیں
لہذا بہت سیکھا جائے کہ اگر کاشہ ہوئے تو کہہ دیجئے "اللہ"

مرا قبلہ و بعد

دوم است که اول هو الآخر هو الظاهر هو المباحث بر زبان گفته با ملاحظه متصور کنید که هیچ نیست
مگر اوست و در آن مستغرق شود.

راقبہ فنا

کُلُّ شَيْءٍ عَلَيْهِمَا كَانِ وَيُخْبِرُ وَيُخْبَرُ وَالْمَجَالُ لَا يَكُونُ كَمَا هِيَ بِالْمَنْظَرِ مِنْ صَوْرَتِ بَعْضِ شَيْءٍ فَهِيَ جَمْعُ مَوْجُودَاتٍ وَبَقَا
 آن ذات بے کیف تصور نماید و چشم دل آن را ببیند و در آن محو شود تا که این معنی بوجه حسن جلوه گر گردد و فنا شود
 سالک و ضعیف حال عقل و علم را و نماید۔

و دیگر مراقبات بسیار اند

مثل اٰیْمَتَا نُوْحًا فَمَسَّ وَجْهَهُ اللّٰهُ
اَيْضًا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ خَبِيرٌ
اَيْضًا كَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ رَاقِبًا
اَيْضًا وَلِيَّ اَنْفُسِكُمْ اَنْتَا تَبْصُرُونَ

مراقبہ اقربیت

حقائقِ اقرب لا یکبر من جبلِ انور یدہم انسان کے رگ گوشت بھی نازد قریب ہیں پر تصور مہنی کے ساتھ عود کرے اور اس خیال میں محو ہوا ہے کہ خدا مجھے بہت قریب ہے۔

مراقبہ وحدت ہمہ دست اور ہولہ دل ہو لای خوار کا جو دہر گنگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے (زبان سے کہے اور تصور کر کے کہہ سکے گا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبہ فناء کا من علیہما فان الاذیہ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا) کے سننے کے تصور کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو یکے کی ہمیشہ رہی اور ختم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اُس کے معنی اور یہی منکشف ہو جائیں اور اُس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اِنَّمَا تَوَكَّلْنَا عَلَى اللَّهِ (جبرئیل علیہ السلام اور صہیب رضی اللہ عنہما سے) اور كَانَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (رضا انصاری)
حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے اور مَعُونِكُمْ لَشَيْءٍ مُّحِيطٍ (رضا اہریر کو) کا طے کیے ہوئے ہے، اور قَرَفْنَا أَنْفُسَكُمْ
أَكَلًا فَتَبَّ ت (خدا تم میں سے کیا تم نہیں دیکھتے ہو)

ایضاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ایضاً مراقبہ آیات و مراقبہ جمیع اسمائے حق و غیرہ حاصل آنکہ ہر کلمہ و آیت کلام ربانی کہ دلالت بر توحید کند و تصور منی آن چنان خوض کند و غرق شود کہ بحر ملاحظہ آن بیچ نہانہ و دران مستغرق گردد بہین مراقبہ است۔

مراقبہ دیگر

بعض چشم کشادہ نظر سوی بالا یا مقابلہ خود در ہوا اندازند و دران کوشند کہ پلک نہ زند و ازین شغل افوار پدید ی آیند و آتش او پلک میخیزد و جملہ اندام را بیگہر و عشق پیدا می آید و این را مراقبہ ہوا می نامند درین مراقبہ بعض اولیا چشم در ہوا انداختہ سالہا در عالم تجرماندہ اند مراقبہ دیگر در حجرہ تنگ و تاریک چشم کشادہ بر ہوا در یک جا و اردو از قدس بنا بد و حق برسد۔ مراقبہ بعض صرف خاموش باشند و فکر میکنند کہ من نیم گرا دست اگر درین معنی خوض کامل نماید بحکم آیت حَبَاءُ الْحَقِّ وَ ذَهَقَ الْبَاطِلُ اَنَّا ذَا الْفَتْحِ دَل براید و این راہ قریب تر است مراقبہ بعض آن ذات را محض در آس آب صاف و روشن ملاحظہ نمایند و وجود و اقطارہ آن دریا و دران متغری و در حق اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ خداوندہ اور قائم ہو اسی طرح دیگر آیات اسمائے باری کے مراقبات بہین غرض جو لفظ یا آیت توحید پر دلالت کرے اسکے معنی کے غور کرنے میں اس قدر تنہم ہو جائے کہ اسکے تصور کے سوا کچھ ذہن میں نہ رہے اسکی صوفیہ مراقبہ کہتے ہیں۔

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکہ کھوکھو آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں افوار آئینہ متعلی ہونے میں اور ایک پلک سے آگ نکلا کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہو اور یہ مراقبہ ہوا کہلاتا ہو بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدنون عالم تجریم میں رہتے ہیں۔ مراقبہ تنگ و تاریک حجرہ میں بیٹھ کر کھوکھو کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے افوار آئینی ظاہر ہونگے اور وصال حق نصیب ہوگا۔ مراقبہ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اُسکیا وجود ہوگا پروری توجہ سے اس پر غور کر لیکھا حَبَاءُ الْحَقِّ وَ ذَهَقَ الْبَاطِلُ اسکے حکم کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکلیں گے اور یہ راستہ بہت قریب کا ہو مراقبہ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن بانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اُس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔

۱۔ ہوا میں سرشتیم ہے کہ مستقیم اور مستقیم ہو اور قول اللہ کافی خلق الرحمن من نقادۃ ہی کلام کا سرچہ اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات کو کان و کون بنے شرع ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور جو اسے گرد کر سجان و لامکان ہر جگہ سرچوں علی اعلا ش استو ہے اور تو ہوا آگیا گر پرین جانتا کہ ہوا ہے پرین ہوا ارشاد الطالین ۱۔ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۲۔ مولانا صیغت اللہ شہید

مراقبہ یعنی آن نور مطلق را در پائے نور غیر متناہی تبسیر نمایند و خود را قطره نور مستحکم دران دریای نور۔
 مراقبہ یعنی آن ظلمت محض قرار دهند و خود را ظل کہ در شب دیگر مستحکم دران بود و مانند و مثال آنسان این
 ہمہ تشکلات و تصورات برائے آنست کہ مقول با حواس عقل و تصنیف کید و آن را مہم تصور برد والا ذات مطلق
 بے کیف و بچون و بچگون و بے شبر و بے نمون پاک و مژدہ است ازین تصورات و تمثیلات و ادراکات تعالی
 اللہ تعالیٰ لا یفک علیہ کیذا و تصور و مطلوب نہرہ جہلما غاسمستی مہموم است کہ برد بدہ دل سالک حجاب از مشاہدہ
 وجود مطلق کہ حقیقت اوست گشتہ است چون بجلایہ حال متفرق افغاسے خویش حاصل آید ہر قدر کہ از خود رفت با حق
 پیوست پس حاصل آنکہ سالک را باید کہ ہستی و افعال و صفات حق بین و دران متفرق شود تا حقیقت او برد و متکشف
 گردد و راہ بنرلی مقصود برد فائدہ ہر آنکہ انداز کار چہرہ و خفیہ سر کہ فکلمہ چون بغض آئی مرید ترقی کند و کمال رسد
 مرتبہ ذکر سنوی و حقیقی کران را ذکر روحی و سری و ذکر مشاہدہ و معاینات منظر و کمال ذکر و کمال سناہد درین مقام
 سالک از غلبہ نور غفلت آئی بیوش شود چون بیوش آید خود را عاجز و حقیر بیند و طالب ترقی شود و بعد از ان

مراقبہ یعنی اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستحکم خیال
 کرتے ہیں مراقبہ یعنی اسکو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانیا والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالین
 اسوجہ سے فرض کیجاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلین اسکو تصور کر سکیں در ذات مطلق جو بے کیف و بچون
 اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہو اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہوا ان تمثیلات سے پاک اور بری ہو
 خالی عن ذلک علو اکبیرا اور ان تمام حیثیوں اور طریقوں سے غرض اپنے مہموم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ
 جو دھن حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کے رکتناہم قدر پاک متفرق ہو ہویت کی زیادتی کیونکہ اسے اپنی ذات
 سے فنا ہو گیا تاہو اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے جو غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری
 کے صفات و افعال اور وجود سمجھنا چاہیے اور اسی میں متفرق رہے تاکہ اسکی حقیقت ہر سنگشف ہو جائے اور منزل
 مقصود تک پہنچ جائے فائدہ جب منکر یہاں لا ذکر چہرہ اور سر سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ
 جاتا ہے تو ایسے ذکر سنوی و حقیقی و جسکو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معاینات کہتے ہیں ہر سنگشف ہو جائے
 تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بیوش ہو جائے گا ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے
 کو عاجز و اور کم حیثیت سمجھنا چاہیے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہیے اس کے بعد

سے خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر ہر پاک ہو و تمہید ملکہ بیوشی کی دہشتیں ہیں ایک تو بحسب وادراک ہو جاتا اور دوسرے سے نہیں
 پانشت کی کیفیت کا پیدا ہو جاتا اور تمہید ملکہ جب حضرت موسیٰ کے لیے طویل اندر و سول ایک دنی تخلیق میں بیوش ہو کر پانڈ پر کر کے
 تو یہ سچا کہ کس طرح محفل ہو سکتا ہے اس کا تو بیوش ہو جاتا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے ہر مولا نا محمد
 مصطفیٰ شہ صاحب شہید گھنٹوں سے فریختے تھے

بیان مراتب فنا

برائے فنا در درجات اند و در ہر درجہ اور احد سے اسیت چنانکہ ذکر رائج در طبقہ ذکر شہم ذکر نفس - ذکر اول ذکر روح ذکر سرکہ ذکر ثناء بالا کرشت فنا را نیز پنج درجہ اند اول درجہ مرتبہ غلبہ ذکر ربانی کسان را ذکر جسمی بگویند خناسے صفات ذہنیہ کہ صفات نفسیہ بارہ است در صفات حمیدہ کہ او امر شرع شریف اند میثود دوم در مرتبہ غلبہ ذکر فکر کہ ذکر نفس است فناء کے خواہشات نفسانی کہ صفات نفسیہ واسطہ است درخواست ربانی می شود تا بر احکام طریقت استحکام یابد و طریق مکاشفہ و الہام کہ مقام نفسیہ است مکشوف گردد و سوم در مرتبہ غلبہ ذکر قلبی کہ اگر امر اقبہ میگویند فناء افعال و اوصاف موجودات و افعال اوصاف موجود مطلق می شود تا در حقیقت ہر شئی اثر و افعال عن ملاحظہ نماید و اطمینان قلبی کہ مقام نفس مطمئنہ است حاصل آید چہاں در مرتبہ غلبہ ذکر روح کہ آن را مشاہدہ گویند فناء کے کثرت در وحدت حق میگردد و شایکہ در بعض ذات بحت حق بیچ نباشد این مرتبہ مشاہدہ است پنجم در مرتبہ غلبہ ذکر سری کسان را لذت اذکار و فنوار مطلق و معانیہ میگویند خناسے ذات خود سالک در ذات مطلق گردد این معانیہ است و این را خناسے سالک بگویند کہ خود را بیچ و جدہ در خود نیاید بعد از ان

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر درجہ کی ایک حد ہے صرح ذکر شہم ذکر نفس ذکر دل ذکر روح ذکر سرکہ ذکر کے پانچ درجے ہیں جب تک تفصیل اور گزینگی ہے اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جبر) کو ذکر جسمی کہتے ہیں اسکے غلبہ کیہ ہے جسے اخلاق و جو فیض بارہ کی صفتیں ہیں صفات حمیدہ انجکما خسرع نے حکم دیا ہو ہیں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جسکو ذکر نفس کہتے ہیں) انسانی خواہشیں اور جو نفس واسطہ کی صفتیں ہیں وہ کافی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ جو فیض ملے مقام ہے مکشف ہو جائے تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے حاصل ہو جائے ذکر روح کے غلبہ میں (جسکو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی کیمتائی میں فنا ہو جائے بیان تک کہ سالک کے مشاہدہ میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار و معانیہ اور مطلق سے نفرت کر نیکو کہتے ہیں خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے یہ حالت ہے اور مطلق سالک بھی کہ کہنے جو کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پاسے پھر ملحق نفس جسکے غیر سے انسان جسے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مر جاتا ہے اور انسان کو ملی ایسی خواہش نہیں کرتا جو جائز اور مذہب ہو بلکہ ایسی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہش ہیں ۱۲ مولانا صہبنت شہید۔

چون یافت فناست ہم نہ دنیا الفنا اگر دودرین مرتبہ باقی نہ ماند علم ذات سالک احق و حقیقت فی حق تعالیٰ
 و شش خبر ازین مقام ہر دو معنی ذاتی فَنَدَ رَ اَی اَلْحَقُّ اَزْجَاوَمَ اید بیت تودرین گم نشو کہ توحید این بود
 گم شدن گم کن کہ تفرید این بود و درین مرتبہ سیر الی اللہ کہ مقصود سالک است و سیر فی اللہ کہ تصور سالک است
 تمام نموده بطلب اصلی وصول یافتہ جمیع موجبات را از ظهور خود بداند یعنی سہنی سالک بالکلیہ نہ اند اینجا حضرت
 سلطان المعارفین یا یزید بطامی می فرماید کہ تا غائب بودم اورا می جتم و خود را می یافتم اکنون سی سال است کہ
 خود را می جویم و اورا می یابم اگر تخیل این مرتبہ در تمام عمر یک بار بر دل سالک وارد شود و او را دلی میگویند اما این مرتبہ گاہ گاہ
 رونمای بعضی را در ہفتہ یک ساعت یاد و ساعت یک مرتبہ یاد و مرتبہ وارومی شود یا ہر روز یک مرتبہ تا یک ساعت یاد و
 ساعت یا سہ ساعت این فنا نیست باقی ماند یا دوسہ روز یا زیادہ کم و این مطلق باحوال عارفان است و ہر یک را
 درین جا ختم و ادا رک گویند و از دلک فُضِّلَ اللّٰهُ یَوْمَئِذٍ مِّنْ یَّشَآءُ پس ہر گاہ کہ او تعالیٰ خواہد کہ سالک را ازین فنا
 بقا و مدد نمود ذاتی خود او را بیا کہ دانایین مرتبہ را جمع میگویند کہ محل حیرت کثیری است و این را مقام آخر گفته اند
 کیونکہ سالک را با ہر گاہ فنا فنا نیست بھی فنا ہو جائیگی اور فنا الفنا کا مصداق ہے گا مقام میں علم سالک اور اسکی ذات وغیرہ
 کچھ باقی نہیں رہتی مع اللہ و توفیق کی طرف اشارہ ہوا و معنی ذاتی فَنَدَ رَ اَی اَلْحَقُّ کا ظہور ہوتا ہے شعر تودرین گم نشو
 کہ توحید این بود و تفرید گم کن کہ تفرید این بود و سالک س مرتبہ سیر الی اللہ جو اسکا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جو اسکا
 تصور ہے تمام کر کے مقصد اسنی حاصل کر کے تمام موجبات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجہ سالک
 بالکمال فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بطامی اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ جب تک غائب تھا اُسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے
 کو پاتا تھا اسوقت تیس سال سے میں جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبہ کی تجلی اگر سالک پر ایک
 بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ
 میں ایک یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے یا دو تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کمال است
 پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنا نیست ہوگی ہر شخص اسکو نہیں سمجھ سکتا ذلک فُضِّلَ اللّٰهُ یَوْمَئِذٍ
 مِّنْ یَّشَآءُ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا
 ہے اس مرتبہ کو جمع اجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بہت جری حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں۔

یہ حدیث شریف ہے حضور نے فرمایا کہ چھک خدا کے پاس ایک ایسا مخصوص وقت ملاقات کا حاصل ہے جس میں بڑے بڑے
 نبی اور بلند پایہ سے بلند پایہ سے شہر شہرے بار یا بی نہیں حاصل کر سکتا ہے ۱۱ شہید سلہ میں نے جبکہ اُس نے
 بغیر خدا کو کچھ دیا ۱۲ شہید سلہ تم اپنے دھوکہ خدا کے دھوکہ میں خدا کو دیکھو تکہ توحید کے سننے ہی میں اور اپنے فنا کو فنا کر دیکھو تکہ
 تفرید ہی سے ۱۲ شہید

تصرف عالم گرد و دستگیر کلمہ مافی السموات فی ذلک وظیفہ نذر دو صاحب اختیار باشد بر تخیل حق را که خواہد
بر خود ظاہر سازد و بہر صفتی کہ خواہد متصف بودہ اثر آن صفات بظہور آرد و درین مقام حال تابع سالک گردد
زیرا کہ او متصف بصفات حق و تعلق باخلاق اللہ گردید و جمال اللہ علیہ السلام بظہور آید و با طاعت و بندہ
و نور علی نور شدہ و این را حدس و نہایت و پایانی نیست بہیکس این در در ادرمان نیافت :
بیکس این راہ را پایان نیافت : اسے برا در بے نہایت در گئی ست : ہر چہ بروی میرسی بروی نیست :
فائدہ پس طالب صادق را باید کہ شب و روز در ذکر ربانی و دلی ہر اوست و خلوہ و جلوہ چنان مشغول و
مستغرق گرد کہ خود را و ذکر خود را فراموش سازد و جوگرداند بوضہ تعالی چندان انوار و اسرار الہی بر دل ذاکر
جلوہ گر شود کہ در بیان نیاید و در اثر ارق آن انوار لذت جمال مذکور و تخیل حق بوصول انجامد و مقصود رسد۔
فائدہ مگر در اینجا ہوشیار و مراقب باید بود چنان نشود کہ بنور غیر مقصود مائل شود و لذت گیرد و در خسارت

عالم بر تصرف ہو جا تا ہوا و دستگیر کلمہ مافی السموات و مافی الارضی کا انکشاف ہو تا ہوا و وہ ذی اختیار
ہو جا تا ہوا و خدا کی جس تخیل کو چاہتا ہوا اپنے او پر کر تا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر
اسکا اظہار ہر کتابہ چو نکہ اُس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ
مزین ہے اور اُس نے جمال سیغہ علیکم نعمہ ظاہر و باطنیہ کو دکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اسوجہ
سے حال اُسکے تابع ہو گیا ہے قطعہ بیکس این در در ادرمان نیافت : بیکس این راہ را پایان نیافت :
اسے برا در بے نہایت در گئی ست : ہر چہ بروی میرسی بروی نیست : فائدہ سالک کو ذکر ربانی و دلی میں
تنہائی اور مجمع میں آواز اور بلا آوازیات دن مشغول رہنا چاہیے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول
جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لائقہ ادا نور و اسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار
کی روشنی میں جمال کا لطف اور تخیل حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیے اور مراقبہ کرنا چاہیے کہ میں ایسا نہ ہو کہ اُس نور کی طرف توجہ
ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسار ہو

۱۔ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اُسکو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صہب اللہ شہید ۵۲
خدا نے اپنی نفا ہری اور پوشیدہ نعمتیں بکھو عنایت فرمیں ۱۳ مولانا صہب اللہ شہید ۵۳ اس مرض ذکر کوئی دو انہیں ہے
اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس دہکے کوئی نہایت نہیں ہے تیرہ ہونچو اچر کہ نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علائق سولے وصل
کے نہیں ہے : در سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کرے کہ بہین وصل حق نصیب ہو گا وہ دراصل
انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اُس سے بھی بالاتر ہے ۱۴ مولانا صہب اللہ شہید ۵۴ نرنگی محلی ۔

آئندہ از غیبت مشغولیت سوخته گردد اگر چه جلالی و جمالی ہمہ انوار حق اند غیرے را گنجایش نیست اما فرق مقام و عظم مراتب واجب است و در محمود و مذکورہ فرق ضرورتاً مناسب است والا خوف کفر و ذنوب است
تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اِنَّهَا عِلْمٌ اَمَامٌ وَاَثَارُ اَنْوَارِ مَحْمُودِہ و غیر محمودہ باید دانست۔

بیان کیفیت انوار و آثار محمودہ و غیرہ محمودہ

بدان کہ چون قلب سالک بزرگ حق گردد و ذکر در جوارح او سرایت کند و از ملوثات و کمالات ماسوا پاک و مصفا و متغایر گردد و نسبت و ربط بر او حانیت حاصل آید و روانوار شریعی شود گاہ در خود یا بدگاہ در خارج از خود آن نورے کہ در دل خود یا بد یا در سینہ یا در سربل در دست راست یا در دست چپ یا بد و گاہ در تمام بدن این ہما نور محمودہ اند و اما اگر در خارج از خود گاہ از زمین گاہ از جانب سرگاہ از پیش پیداشود و این ہمہ بہتر است مگر التفات را نشاید بدانکہ اگر نور متصل کشف راست بود بہرے کہ گاہ باشد نور ملائکہ است و اگر نور سفید خالص است از کرامات بنین است و اگر مردم سبز پوش و خوش رو با بصورت دیگر یا کزہ ظاہر شوند ملائکہ اند کہ بلے حفاظت و حاضر اندہ اگر نور غیر متصل از کشف راست یا با بر خیم راست پیدا شود آن نور شدہ است کہ فریق راہ است و اگر نور از پیش ظاہر شود نور محمدی است کہ بادی صراط مستقیم است۔

اٹھائے اور رشک مشغولیت سے جلوائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی بنین ہیں جمالی بھی ہیں مگر عظم مراتب ضروری ہیں اور اچھے بڑے بن انبیاء و کراما چاہیے ورنہ کفر اور ذنوبیت کا ڈر ہے لہذا اچھے بڑے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہیے۔

اچھے اور بڑے انوار و آثار کی کیفیت

جب سالک کا قلب خدا کا ذکر کرنے لگتا ہو اور ذکر تمام معنائیں سرایت کر جائے یا جو غیر خدا کے دل بالکل پاک و صاف ہو جائے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جائے تو انوار اسی ظاہر ہونے لگتے ہیں کہ بعضی انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جنکو وہ دل سینہ یا سر یا دونوں طرف سے کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داپہنا یا بائیں کبھی ساٹے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے کسی رنگ کا نور اگر داپہنا شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ نہر شوق کا نور ہے اور اگر سفید رنگ ظاہر ہو تو کرامات بنین کہے اور اگر سبز پوش و خوبصورت آدمی یا کوئی اور ابھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لیے آیا ہے اور اگر داپہنا شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کار فریق ہے اور اگر سامنے ہو تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستہ کی تعلیم فرماتا ہے۔

لے کر ان کاتین سان شریع میں وہ دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے کھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر تین فرما گئے ہیں ۱۰ شہید۔

اگر نور متصل از کف چپ پیدا شود آن نور ملائکہ کا تب سید است و اگر نور بی اتصال از کف چپ ظاہر
 شود بہر سبب کہ باشد آن نور ابلیس است و نور دنیا ہم میگویند علی بن ابی القیاس اگر صورت یا آواز و غیرہ از چپ
 یا از پس باشد تلبیس ابلیس است بلا حول دفع کند و معوذتین خواندہ بدد و انتقات نکند و اگر نور از بالا یا از
 پس ظاہر شود نور ملائکہ است کہ محافضہ تواند و اگر نور بلا حجت ظاہر شود و در خاطر دہشت آید و
 بعد از رفتن او هیچ حضور در باطن نیاید آن نور از ابلیس تلبیس است لا حول باید خواند و اگر بلا حجت ظاہر
 شود و بعد از رفتن او حضور و لذت در باطن خود یابد و اشتیاق و طلب غالب و زیادہ گردد آن نور مطلوب
 است **وَرَدَقَاتُ اللَّهِ دِيَاكُ** و اگر نور از بالا سینہ یا بالا ناف پیدا شود و رنگتش دود و دار و آن نور خناس
 و ہندہ و سواس تلبیس ابلیس است معوذہ باید خواند و اگر نور از درون سینہ یا بالا دل یا بد آن نور صفائے
 دل است و اگر از دل سرخ یا سفید زردی آید سید پیدا شود نور دل است و اگر خاص سفید است آن نور
 روح است کہ در دل طالب تجلی کردہ بستی خود را نموده و اگر نور از جانب سر است آن نیز نور روح است
 و نوریکہ بصورت قنایا شد آن نور ہم در روح است و بعضی آن را نور ذات مفعولہ یا اگر از بالا است ذات است
 و اگر مقابل است نور روح است و اگر بصورت قرینہ پیدا شود نور دل و نیز بعضی اگر مقابل است ۔

اور اگر بائین شانے کے متصل ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور
 ہے اسی طرح جو آواز بیچے سے یا بائین طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکا ہے لا حول سے دفع کرے
 اور معوذہ بالشر آٹھ پڑھے اور توبہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا
 ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر ملا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا
 کرے اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے لا حول پڑھنا
 چاہیے اور اگر اسی طرح بلا حجت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے
 اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے **وَرَدَقَاتُ اللَّهِ دِيَاكُ** اور اگر
 دھوکہ یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو وہ خناس کا نور ہے ۔ **عُوذُ بِاللّٰهِ**
 پڑھنا چاہیے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی
 باطنی نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خاص سفید ہے تو روح کا ہے کہ جس نے طالب کے
 دل میں تجلی کر کے اپنی بستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی روح کا ہے اور
 آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اسکو نور ذات مفعولہ کہتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا
 ہے اور اگر سامنے سے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند کا ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور کی جانب سلطاناً محموداً و سلطاناً حمیداً پیدا شود ان ہم نور ذات
است اما طلب را باید کہ هیچ ازین انوار بجز نور مطلوب مشغول نشود و ان شرح ولذت نگیرد بلکه در نور الہی ہر ہم
ترقی جوید کہ تجلیات آنہی را انتہائی نیست و اگر تاریکی شل سیاہی کا جل و گرد آن خط نورانی ضعیف تر و مکرر
پیدا شود آن نور فنی اسمعہ اگر بسوی او متوجہ شود البتہ فنی حاصل آید ان مطلوب است کہ از کم و زورت
ناسوی مصفا گردد و در ہر تجلی آثاری و انضالی و صفائی کہ انوار انہا سفید و سبز و سرخ است بحیثیت و فنا سے
مطلق رونماید چون باز بخیش آید در دو شوق و بیقراری حشر در ترقی باشد و از ہر تجلی خروج نمودہ باقسام دیگر
تجلیات بیادین کیفیت و حال در قال بنی آید بر سر کہ گردد و اندید ان کمال سیر و حوجی تجلی ذاتی بردل عارف
جلوہ فرماید و آن نور تجلی ذاتی برنگ سیاہ شل سیاہی نیم است و در ان فنا انفا را عارف است
بدانکہ در ابتدا سے این تجلیات انوار عالم ناسوی بنا سبت اوصاف رنگارنگ بردل سالک ظہور گیرد و
سالک نیز شل آن انوار نور مجسم بودہ در ان انوار سیر نماید پس سالک را باید کہ از انہا لذت نگیرد و در ان مشغول نہ
شود و آن را صنعت حق دانستہ و بر آن تیغ لاکشیدہ بشوق تمام متوجہ بسوی صانع کہ مقصود و مطلوب
اوست گرداند از ادا و آئینی جو ہر مرشد سالک آسمان رسد در آنجا عجب آئین و غرائب سما ویرا ملاحظہ نماید

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہر اور جو سلطاناً محموداً و سلطاناً حمیداً اوست خود کی طرف سے ظاہر ہو و بھی نور ذات ہے
مگر سالک کو چاہیے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور و لطف حاصل نہ کرے بلکہ صرف
نور الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہائی نہیں ہے اور اگر کا جل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے
گرد اگر دبا رکھ دیکھ نور انی خطوط ہوں تو وہ نور فنی کا ہے اگر اس طرف تو جہ کر لگا تو فنی حاصل ہوگی اور
ناسوی اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری انضالی و صفائی تجلی جبکا رنگ سفید اور سبز اور
سرخ ہے۔ بین بحیثیت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جب ہوش میں آجگا تو درد اور شوق اور
بیقراری حشر ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کرے دوسری تجلی سے لطف حاصل کر لگا اسکی کیفیت کا
بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھائی ہے اور تجلی ذاتی کا آئینہ کی
سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا انفا ہے معلوم کرنا چاہیے ان تجلیات کی ابتدا میں عالم
ناسوی کے انوار اوصاف کے مناسب سالک کے قلب پر مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک
ان انوار کی طرح مجسم نور بنکر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیے اور
نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی
مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء

ذبا رواج انبیاء و اولیاء و فرشتہ ملاقات نماید و ملائک را باقسام اجسام یابد و ہمراہ ملائک مثل آنہا بر
ہر آسمان عروج کردہ عجایبات آنہا سائنہ نماید پس مرید را باید کہ در سیر آن ہم متوجہ نشود و با درود و بقراری
عشق ترقی خواہد با مادہ الہی از توجہ مرشد بر عشق و کرسی برسد کہ کسی را پیر از نور عیش و عرش را
مثل خورشید درخشان باید و از نظارہ غرائب آنجا چشم را سوز سازد پس سایلک را باید کہ در
تماشاے آن نیز لذت نہ گیرد و ہمہ را در تحت لائش شدہ باشوق و در عشق طالب بقی گردد و در آن مرتبہ
نفس مرید صفت عنصریہ را اگر آشتہ صفت اطلاق پیدا کند مگر تا ہم بران مطمئن نباید و کہ ہنوز خطوہ راہ
در پیش است و از ملاحظہ کوتاگون اوصاف حق آتش عشق او بجانہ قمارے در دل مرید غلبہ کند و
عقل و ہوش او را سوختہ گردانند چون بخود آید بجلتہ شوق و اشتیاق باضطراب کلمات بیابا کہ عاشقا
بر دل را راندند اند کہ چہ میگویم دران حال از غلبہ عشق از جمیع تعلقات ماسوی اللہ ہر دگر دو و طلب و
اشتیاق بقراری و در ترقی آورد اگر مادہ الہی شامل حال است مرید ازین تجلیات جتہ و کیفیت عروج کردہ
تجلی حقیقی بکفایت دکم باید و دران نحو مستغرق گردد و از خود و ماسوی بخیر شود و بقرحق نہ بیند و یقین داند کہ
حق ست چون باز بچویش آید از فناے خود زیادہ تر در دو اشتیاق وصال منسوب

اولیاء و انبیاء و فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا
اور ان ہی کی طرح اُنکے ساتھ آسمانوں پر صعود کرے عیب عجیب چیز و کائنات را کہ گویا تو میرے لئے لطف ڈالنا چاہتا ہے
اور در عشق اور شوق کبسا تھ ترقی کرے پھر مادہ الہی و مرشد کی توجہ سے عشق و کرسی پر پہنچے گا اور کرسی کو نور عیش سے سوز
اور عیش کو آفتاب کے مانند روشن پانچ سالک کو اس سے لذت ڈالنا چاہتا ہے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا
چاہتا ہے مرتبہ میں مرتبہ صفت سے ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کرے گا اس حالت پر بھی سکو مطمئن نہونا چاہیے اور
خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اُسکے دلیں عشق الہی کے آگ اور تیز ہو جائیگی اور اُسکے ہوش و عقل کو باکمال جلایی
ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے میا کی سے گفتگو کرے گا لیکن اُسکو خود اسکا احساس نہوگا نیز اس
حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا اور آرزوے وصل اور در عشق اور
زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کفیی سے ترقی کر جائیگا اور اُسپر تجلی حقیقی بکفایت ہوگی اور انہیں
محو ہو جائے گا اور تمام چیزوں سے بے خبر ہو جائیگا اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور جو خدا کا ہے
کو یقین ثبوت پہنچ جائے گا پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کے وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کے

لئے انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا کہ وہ چار عنصراں ہیں۔ بانی یعنی سے بنایا گیا اور اسی سبب سے وہ عنصری اور ادنیٰ کلمات نامہ و مصنف

اور شریعت ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری تریب کا بلکہ اطلاق اور تجر و امح کی حالت پیدا کرے گا اور اُنکے واسطے بڑی من شانہ شہید

حقیق درخو دیابد و در شکر و نشہ آن حق را در تعقیب خود یافتہ کلمات منقولہ بر زبان آورد و نہ دانکہ چہ می گویم و این
 تجلیات افغانی و صفاتی بودند بعد از ان از ادا الکی توجہ مرشد با وجود درودہ بمقراری عشق مرید بر و تجلی ذاتی
 مطلوب حقیقی جلوه فرمایند برین مقام مرید چنان از ہستی خود درود کہ علم غنائیت ہم نہاند و فناء الفنا پیش آید بعد این
 غنائیت بقائیت حقیقی مرید را حاصل آید و حفظ مراتب رود و در خلافت حق یا بدینا نکہ مذکور باشد

باب دوم در بیان اذکار و اشغال حضرات عالیہ در جہلانیمہ مرتبہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فصل اول در اذکار

بدانکہ درین خاندان عالیہ طالب الاول کلمہ طیبہ زبانی بجم متوسط را شاد فرماید باینطور کہ کہ لا الہ را بامد و شد
 از اندرون خود کشیدہ ضرب الا اللہ بر دل ضرب کند باینطور کہ روز و شب در خلوت و ورزش نماید بہر قدر کہ
 تواند کرد انرا نماید و در آخر ہر صد بار محمد رسول اللہ یکبار بگوید و بہتر است کہ یک ہزار و یک صد و یازدہ بار در
 یک جلسہ بگوید بون درین مزاولت نماید بہر مرتبہ چند از ان کلمات ذکر و محبت و بیجہ دی است نطا ہر شود
 بعد از ان طریق ذکر می گویند اثبات تائین نماید باین طریق کہ در خلوت روقبلہ باد ب نام دوزانو نشیند و ہر دو چشم
 بہ بند و کافنی را از زیر ناف بقوت و شدت برون آوردہ دم در آتشیدہ تا بکلفت راست رسانید لفظ الہ را
 ایک خاص کیفیت محسوس کر بجا اور خدا کو اپنہ وجود میں پاکر نصرت منقولہ کے ایسے کلمے کہ تہ لگے گا اور خود بخوابیگا کہ
 میں کیا کردہ ہوں۔ یہ تو تجلیات افغانی و صفاتی تھے مگر اسکے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق و ہفقراری
 باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اسپر ہوگی اسمرتبہ میں وہ اپنے وہو دستہ اسقدر پیچہ ہو جائیگا کہ اپنے فنا کا بھی احساس
 نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی اسکے بعد اسکو فنا ہی حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کرے گا اور خدا کی خلافت پائیگا

دوسرا باب حضرات قادر بہ جہلانیمہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیبہ معمولی آواز سے اسطرح تنلیف فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ کو پوری طاقت بچہ بن کے اندر سے
 کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اسطرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جب قدر ہو سکے اپنی تکرار کرے اور
 ہر تکرار کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک ہی نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر اس میں
 مزاولت کے بعد اگر کسی ایک خاص قسم کی محبت و لطف حاصل ہوگا اسکے بعد لفظ اثبات کا طریقہ اسطرح تعلیم کرتے ہیں کہ روقبلہ
 دوزانو باد بچھڑا کھینچ کر بند کر کے پوری قوت کر کا کوناف کے پنجے کھینچ کر بالے اور اپنے شانے تک پہنچا کر اللہ کو
 اللہ حضرت منصور رحمہ اللہ اسما الحق میسے میں خدا مومن نہہ یا کرتے تھے اس وجہ سے حاصل
 ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے اپنے میں پائے گا تو بے اختیار ہی سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔
 مولانا محمد مصنف اللہ شہید فرنگی محلی۔

از ائمہ دماغ بروی آورده الا الله بالقوت بر تقضای دل ضرب زنده والا اله نفی معبودیت و مقصودیت و موجودیت
غیر ائمہ را حفظ نماید تا وجود غیر از بصیرت او منتفی گردد و از کلمہ الا الله اثبات وجود مطلق او تائید نماید۔

طریق حبس نفی و اثبات

بدانکہ نفس را از بر نفای حبس کند و حرف الا را بکمال حفظ نفی ماسوا از نفای بحیال برآورده و برابر پستان راست
بر زده لفظ الا را از دماغ بیرون دهد والا الله را بر دل ضرب نماید و وقت گزاشتن نفس محمد رسول الله
با تکی و نرمی بگوید و بسینه اشاره کند و ز اول سه بار بعد یک یک بارتدیع زیادہ کند تا دو صد و زیادہ
ازین برساند فائدہ حبس سابق بیان کرده شد۔

طریق پاس انفاس

بدانکہ وقت بر آمدن نفس الا الله دو وقت ضرورتاً الا الله از دل بگوید۔

طریق اسم ذات با ضربات

بعد اسم ذات را با ضربات اشاد نماید طریقی که در یک ضربی لفظ مبارک الله را باشد و در جمر بقوت تمام
بر دل ضرب زند بعدہ توقف کند تا دم قرار گیرد و باز همان طور ضرب زند چہنیں معمول و زمشش نماید
ام الدماغ سے کہے اور الا الله کی بہت زور سے قلب پر ضرب لگائے اور الا الله کہتے وقت خیال کرے کہ
سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے
اور الا الله سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سائنس کو نفات کے پیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا لفظ الا الله کو دماغ
سے نکال کر دل پر الا الله کی ضرب لگائے اور سائنس باہر نکالنے وقت چپکے سے محمد رسول الله کہے اور بسینہ
کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ جو
یاس سے زائد ہو جائے اسکا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سائنس باہر کرتے وقت الا الله اور سینے وقت الا الله دل سے کہے۔

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کیساتھ کہے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ کبھی فی مین لفظ الا الله کی پوری طاقت اور
زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سائنس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے

دور و ضری اسم ذات موصوف را یکبار بر زانو سے راست و دیگر بر دل بزند و در ضری بہان اسم را یک ضرب بر زانو سے راست و دیگر بر زانو سے چپ سوم بر دل بشدت و چہر بزند و در چہا ضری ضرب اول بر زانو سے راست دوم ہر چپ سوم دہش خود چہام بر دل بزند لیکن در ضری و در ضری و زانو دور سے ضری و چہا ضری جلسہ مربع بنشیند

فصل دوم در بیان اشغال قادر علی شغل اسم ذات خفیه

بعد ذکر اسم ذات خفیه فرماید طریقش آنکہ زبان را بکام چسباند و بدل ہر قدر کہ تواند بگوید شب و روز ہمین تصور باشد تا بچختہ شود و بے تکلف جاری گردد و اگر با پس نفاس بگذرد اسم ذات نماید طریقش آنکہ اسم ذات را بالائے ناف تصور ہو و ہر لفظ ہو را بخیال دراز کردہ اذ افلاک بگرداند ہمین طور ہر دم اشغال نماید و طریق ذکر ارہ کہ شغل مخصوص این خاندان است بالا ذکر یاد نشد۔

شغل برزخ اکبر

و این چند نوع است اول آنکہ جس دم کہ کردہ نظر در میان دوا بر و دارد۔ نوع دوم نظر در میان ہوا دارد و نوع سوم چشم است کشادہ و چشم چپ بند کردہ و در تیرہ راست مینظر ملاحظہ تو بہ کیف وجود مطلق کہ منفرہ است از تقییدات نماید تا ظاہر گردد و فناء حقیقی حاصل آید یا بشرطیکہ ہر نوع کہ عمل نماید یک نزدیکین بر آن کند کہ ہر چہ می بیند و می بینم مقصود من است افشا را بشرط مقصود خواہد رسید۔

اور در ضری مینہی ضرب اپنے گھنے پر اور دوسری قلب پر لگائے اور ضری مین پہلے دہشت گھنے پر دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب پر لگائے اور چہا ضری مین پہلی دوسری اپنے بائیں گھنے پر اور تیسری سامنے اور چوٹی ضرب دل پر لگائے لیکن یک ضربی در ضری اور ضری مین نو دور زانو اور چہا ضری مین چوڑا تو بیٹھنا چاہیے۔

دوسری فصل اشغال قادر علی کے بیان مین اسم ذات خفیه کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیتہ تعلیم فرماتے ہیں اور اسکا طریقہ یہ کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جتہد رہو کہ قلب سے اللہ اللہ کہے اور اوقات دن ہی تصور رکھے تاکہ بختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر مین کوئی رحمت نہوا و اگر اسم ذات سے بائیں نفاس کرے تو اسکا طریقہ یہ کہ ناف پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو تو خیالی طریقہ سے دراز کر کے کرمان پر بجائے اسطرح ہر سانس مین کرے اور اس خاندان کے ذکر ارہ کا مخصوص طریقہ ویر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اسکے چند طریقہ ہیں اول یہ کہ جس دم کہ دو نوں ابروؤں کے مین نظر رکھے دوسری نظر بائیں چو تیسرے دہشت آنکھ لگی اور بائیں بند رکھے اور تاک کہ دہشت تھنے پر وجود مطلق خدا کو نہا کہ جو تمام فید و تن پاک ہے تصور کرے تاکہ ہر ظاہر ہو اور فناء حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل مین پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور غیر کر کے مین دیکھنا ہوں اور جبکہ پانا ہوں ہی علی مقصود و نہا ان مقصود و بلعالم ہو گا

شغل اسم ذات

طریق شغل اسم ذات آنکہ در بارچہ کاغذ شکل قلب صنوبری بزرگ سرخ یا نیلگون کشیدہ و دوران لفظ اللہ را بآب طلا یا نقرہ بنویسد و بیستہ نظر بر آن داند تا آنکہ نقش این اسم در اول پدید آید یا صورت وہمی را بر صغیرہ دل بنویسد و مدام متوجہ بآن باشد تا غیب از حواس پدید آید۔

طریق شغل دورہ قادریہ

آنکہ رو قبلہ بآب دوزانو شستہ ہر دو چشم بند نمودہ و زبان را بکام چپانیدہ بحضور قلب تصور نماییند بر زبان دل اللہ بصدیقہ بلا حلقہ فوضہ نورانی از ناف بر آوردہ تا بوسط سینہ کہ مقام لطیفہ لیسٹ رسانند و از سینہ اللہ بصدیقہ بر آوردہ تا بر داغ اللہ علیہ السلام بر آوردہ تا بر شمس رسانند باز اللہ علیم از عرش تبار داغ و اللہ بصدیقہ از داغ تا بسینہ و اللہ بصدیقہ از سینہ تا بناف آرد و این جماعت دورہ گردیدہ باز از ناف شروع کند و درجہ بدرجہ بطور مذکور بطریق عروج و نزول کردہ باشد بعضی بزرگان پہلو این کلمات مذکورہ اللہ قدی یو زیادہ کنند برین تقدیر اللہ قدی یو تا تا آسمان چارم ہرند و اللہ علیہ السلام تا بر شمس رسانند و در آنجا چندے قرار کنند شمرات و کیفیات این شغل بقلم نمی آید ہر کہ کند داند۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی طرح یا نیل تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے بانی سے لکھ کر آسپر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے بالفاظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ ادب سے دوزانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیعہ کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصدیقہ کو سینہ سے نکال کر داغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام داغ سے نکال کر عرش تک پہنچائے اور اللہ بصدیقہ کو داغ سے سینہ تک اور اللہ سمیعہ کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدی کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدی کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہو بیٹھے معلوم ہوتی ہیں۔

بعد از حصول ثمرات ذکر و شغل مراقبہ تلقین فرمایند۔

فصل سوم در مراقبات قادریہ

مراقبہ مشتق از رقیب است و رقیب نگاہبان را میگویند پس دل را از یاد اسواذ خیال غیر حق نگاہدار و طریقتش آنکہ سرایت و گمگاہ کہ مراقبہ آن منظور باشد آن آیت یا کلمہ را تلفظ نموده بآداب تمام روز از نو بذلت و حقارت خود رو بقبلہ بنشیند و دل را از اسواذ خالی نموده در تصور مزی آن خوب خوض نماید چندانکہ در آن مستغرق گردد و اصل در مراقبہ حدیث شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم است یعنی الا حسن ان تعبدوا الله کانک تواد فان لم تکن تواد فانه یؤاخذک و از آیات کلام اللہ شریف گو یا کہ سر ہمہ مراقبات است کل من علیہا فان و یقیقہ وجہ دہک ذوالجلال و الا کوام۔ طریقتش آنکہ ذات خود را مرده و بوسیدہ و خاکستر شدہ تصور نماید و دانند کہ با د اورا جابجا سیکردند و آسمان را شاگذاشتہ و تمام عالم را برہم درہم چنانکہ روز قیامت فانی خواہد شد ملاحظہ نماید و ذات معلق اللہ تقدس و تعالی را موجود و باقی دانند درین شغل مشغول ماند تا و تکیک نتیجہ او کہ محویت و بیخودی است بوصول انجامد۔

اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو اسوی اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اسکا یہ طریقہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اسکو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھے بآداب قبلہ رود و از نو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اسے منہ کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں مراقبہ ہے سئل ہو الا حسن ان تعبدوا الله کانک تواد فان لم تکن تواد فانه یؤاخذک اور قرآن مجید کی آیت کل من علیہا فان و یقیقہ وجہ دہک ذوالجلال و الا کوام گو یا تمام مراقبون کی اصل ہے اور اسکا طریقہ یہ کہ اپنے کو بالکل مرده اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگافت دار اور تمام دنیا کو درہم برہم جیسا کہ قیامت کے دن قدرۃ ہو جائیگی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجودگی باقی خیال کرے جو وقت تک محویت اور بیخودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اسکے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبون میں مشغول ہو۔

سلہ بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گو یا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ تو یہ خیال کر کہ خدا تمکو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صہبانت اللہ شہید سلہ دنیا میں جو کوئی یہ وہ ضرور فنا ہو گا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا ۱۳ شہید

مرآة القیاس

اول مراقبہ توحید افعالی

دوم مراقبہ توحید صفاتی است

دوسرا امر آیت

آیت کا مراقبہ

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ کہ کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں متفرق ہو جائے اسکے فواید بھی اسے حازمین اور اسان کا فواید ہیں۔ مگر جس سے تمہا کے ہر وہ دم کو مژدہ پائی کہ تمہا نہ جان کہ میں ہر دم حکومت مژدہ پائے گی خواہ تم کچھ کرے ہو یا نہ کرو۔ میں ہر دم شہید ہوں جو تک دنیاوی ولزات سے بری ہو جائے ہیں انکو اچھا ہی برا ہی کہنا چاہیں رہتا اور وہ جب یہ ای نفاہیں غور کرتے تھے کہ میں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جائے تھیں ۱۲ شہید۔

در بیان نبی آید محصل آنکہ صاحب بن مراقبہ خود را مصدق کثرت کہ در عالم است میداند و صورتش آنکہ بران خود را فراخ و پینا می یابد باین مرتبہ کہ از فرش تا عرش تمام عالم را در گرفتہ است و ہمہ عالم را در غو می بیند و درین حالت کیفیت عالم را و تکشف گردد و آن تکشف و مطالب واقع باشد لیکن درین وقت نمکند و قصد ازان با نوار کند کہ حجاب ذلت اند و گاہ اذوار رنگارنگ نمود و گیرند آن ہم حجاب ذات بخت اند ازان ہم ترقی جوید و حجاب ہاے اوار سخت تر از بدر گاہی و بجز و ابھکار استد عانوہ و بظہر خیالی ازان بگذرد و آخر این حجب حملے است لطیف بے لون ککن را بہ نسبت بیزگی تفسیر نمایند انجانیز گاہے وقت میشود و بعضی آن را مقصود اصلی آنستہ در آن مرتبہ وقت میکنند و اگر ادا کھی و جذب عینی شامل حال است تمام حجاب طے شود و بر تریہ معرفت ذات بخت بچون برسد و دران جا حالات عجائب و غرائب پیش کیند و این را سیر فی اللہ میگویند و این را پایانی نیست و این مقام را انتہاے سلوک و معرفت فرمودہ اند۔

سوم مراقبہ

مراقبہ توحید ذاتی کہ ہمہ ذات راسخ داند و غیر او را موجود اند و محققان حال بن مراقبہ را منع فرمودہ اند کہ قسم آن بدن و دیدان راست نیاید بطریق اجمال اذکار درین حال باشد و بنا بر اینست کہ کسی رفتہ رفته برو جھکال کثرت خواہد شد و در ابتدای حال تعقیبش و استیقان مشغول نشود۔

کل کے کل نہیں قلبت کیے جا سکتے مختصر بون بھننا چاہیے کہ یہ مراقبہ کنوایا اپنے کو کثرت فی عالم کا منبع سمجھتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ میں زمین سے عرش تک تمام چیز دن کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر تکشف ہو جاتی ہے اور یہ تکشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اسکی نہ ٹھہرے اور اُن اذوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی جو مطلق کے حجاب ہیں درگاہ انہی میں عبور و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے جو لطیف اور بے رنگ ہے کبھی اس پر وقت ہو جاتا ہے اور بعض اُسکو غرض اصلی سمجھ کر ٹھہر جائے ہیں مگر خدا کی بدوشال ہے تو یہ تمام پرے آسانی سے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فقر حاصل ہو گا اور اُس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اسکی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک معرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے

تیسرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو مذموم سمجھے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ بھننا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بون بھننا چاہیے کہ ہمیشہ اسی حالت میں ہو انشا اللہ تعالیٰ اور بے طور پر کشف ہونے لگے گا اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہیے۔

فائدہ ہاں کہ در مراقبہ بغایت ملازمت و مشق نہایت حاصل آید کہ دل از ان تکلف باز توان داشت بلکہ دل از ان بازداشتن ممکن نہ باشد و از ان حالت حضور و محبت و فی خود و عالم و اثبات حق پیدا آید و اگر یک خطہ موقوف شود خوف ہلاکت او باشد۔

طریق کشف ارواح و ملائکہ و ہر روحی کہ باشد

طالب را باید کہ طرف راست گوید و بگوید و جب قلہ منی و طرف آسمان در جنب المذبح و در دل قائم ضرب کند ہزار بار گوید و توجہ بطلوب کند پس آن روح در بیداری یا در خواب ملاقی شود و اگر دو ہزار بار گوید زود بمقصود رسد۔

ذکر برای کشف آئینہ

راست یا اُحد چپ یا صمد گوید ہزار بار و نیز سر را بجانب کشف راست گردانیدہ یا صحیح و در دل یا قائم ضرب کند و برای دفع بلا ہمین کند ہزار بار۔

ذکر برای شفاے مریض

در راست یا اُحد و چپ یا صمد و طرف آسمان یا در دل یا قمر ہزار بار گوید۔

فائدہ مراقبہ بین پابندی اور مشق کرنا چاہیے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بشکل ہستہ اور مراقبہ سے دل پھیرنا غیر ممکن ہو اور اُس سے حضوریت اور محبت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجہ حق ثابت ہو جائے اور اُس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہونے میں جان کی ہلاکت کا ڈر نہ ہو۔

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سیوہ اور بائیں قد و سر اور آسمان کی طرف دبلہ مذبحکۃ اور قلب پر و ا لودوح کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرگی و ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئینہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اُحد اور بائیں یا صمد اور ششائے کی طرف پھر کر یا صحیح اور دل میں یا قائم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لیے اسی طرح ایک ہزار بار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لیے ذکر

داہنے یا اُحد اور بائیں یا صمد اور آسمان کی طرف یا قمر یا ایک ہزار بار کہے۔

ذکر برائے حصول امور مشککہ و کشف وقائع آئندہ

بعد توجہ از بار بطرف راست یا چپ یا قیوّم و آسمان یا دُھاب و در دل یا اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُونَ دعا کنند

ذکر برائے کشف قبور

اول بست و یکبار یا دُبْ بگوید و بطرف آسمان یا دُؤْمُ و بر قبر یا دُؤْمُ و بر دل یا دُؤْمُ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُونَ ضرب کنند حال نیت معلوم شود و علامتہ بار در خواب۔

طریق دیگر

نزدیک قبر نشیند اول فاتحہ برست خواند بعد از آن بطرف آسمان اَلْکِشْفُ یٰی یا نُؤْذُ بآز بر دل ضرب کند اَلْکِشْفُ یٰی یا نُؤْذُ بعدہ بر قبر ضرب کند عَنْ حَالِہٖ قَوِّمَہٗ قَلْبُہٗ شَدُ۔

ذکر کشف روح مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

صورت مثالیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تصور نموده در دو خواند و بطرف راست یا اَحْمَدُ و چپ یا مُحَمَّدُ و در اول یا دُؤْمُ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُونَ ضرب کنند ہزار بار بگوید علامتہ بار در خواب اذ دولت دیدار مبارک مشرف شود۔

ذکر برائے برآمدن حاجات

ہر شے دہ و حاجتہ پیش از ہر اسمی از ہماں حسن مطابق حاجت خود گرفتہ ذکر سہ ضری یا چار ضری مشغول شود۔ مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق اقصیت حاصل کرنے کا ذکر ہمارے تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یا سَیِّئُ بآئین طرف یا قیوّم و آسمان بطرف یا دُھاب و اولین یا اللّٰهُ کی ضرب گاہے اور دعا کہے۔

کشف قبور کی واسطے ذکر۔ پہلے اکیل بار یا دُبْ کہے اور اسکے بعد آسمان کی طرف یا دُؤْمُ اور قبر پر یا دُؤْمُ اور دل پر یا دُؤْمُ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُونَ ضرب گاہے انشاء اللہ خواب با بیداری میں نیت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر نیت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اَلْکِشْفُ یٰی یا نُؤْذُ اور دل پر اَلْکِشْفُ یٰی یا نُؤْذُ اور قبر پر عَنْ حَالِہٖ کی ضرب گاہے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور رکھ کے در دو شریف پڑھے اور داہنی طرف یا اَحْمَدُ و بآئین طرف یا مُحَمَّدُ و اولین یا دُؤْمُ اللّٰهُ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہو۔

حاجت برآری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اسکے موافق آجائی خنی میں سے کوئی نام لیکر سہ ضری یا چار ضری میں مشغول ہو جائے

مثلاً برائے کشائشِ رزق یا دذاق و برائے شغلِ مریض یا شافِیہ کے حفظِ مزاجات یا حفیظ و برائے اگر سنگی یا صمغِ برائے دفعِ شمن یا مینہ لے کر برائے دفعِ بلا و انشراحِ خاطر یا کھجور یا قیثوْم و علیٰ ہذا القیاس۔

باب سوم در اذکار و اشغال و مراقبات حضرات طریقت عالیہ
نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

پایدار است که چون طالب صادق بتوفیق الهی متوسل از بزرگان این سلسله عالمیه میشود اول او را استخاره فرمایند پس از دو حال غالی نباشد یا اجازت یا منع در صورت اجازت بامشغول شوند و الا جواب دهند که قمتش بجاست دیگر است و نیز توجیه مرشد قائم مقام استخاره میشود۔

طریق استخاره

آنکے بعد انماز عشاء وضو تازہ کر دے صد و کھیا را استغفر اللہ الکی کا الہی لا ھو النحی القیوم و آتوب الیک
بعد ق تمام بخواند بیت آنکہ انجمن تقصیرات ظاہری باطنی صادر شدہ از جملہ توبہ کردم و از سر نو سلمان
شدم بعدہ دو رکعت نماز استغفار ہا بنیت کلا حق تعالی میجو اہم کہ براتباع شریعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بوسیلم شدم محکم دارد و دو رکعت اول بعد فاتحہ کبیرہ کی و در دوم بعد فاتحہ قل یا اھتیا انکا فی رؤوف
مثلاً گشت کش رزق کیواسطے یاد ذکا و در مریض کی شفا کیواسطے یا شافی اور موزی جانور و نر
بچے کے لیے یا حفیظ اور فاقہ کے لیے یا صہل اور دشمن کے دفع کرنے کے لیے یا مہین لہ اور بلا کے
دفع کرنے اور دل کی قلعج کے لیے یا تحی یا قیوم و علی القیاس ۔

تیسرا باب حضرات نقشبندیہ رحمہ اللہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے استخارہ فرماتے ہیں پھر اجازت لیگی یا نہ لیگی اجازت مل جائے پھر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کہ کیونکہ کسی نعمت دوسری جگہ متعلق ہو اور مرشد کی توجہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہو۔

استخارہ کا طریقہ

عشاق کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صدق دل سے استغفر اللہ الذی لا اله الا هو الخ لقیوم واوجب الیہ
ایک شتو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہوں سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان
ہوا اسکے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدائے آرزو کو تباہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے محکو
شریعت محمدی کا پورا پابند کرے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد تہمید الکرسی و دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون
پڑھے کہ میں خدائے بزرگوار کو کھانا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قادر ہے اور میں اس کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید

بجواب بخشود و مضموع تمام داناہد بگوید دذاری پر داز و بعد سلام نماز و بعد ویکبار درود و شریف و صد و یکبار کلمہ تجید خواندہ و دست برداشتنہ و مانند چون خواب غلبہ کند بر زمین بخشد و اگر بعد دست اختیار دارد بعدہ انجیمہ و خواب شارت شود از مرشد بیان کند و اگر در روز اول بشارت نہ شود و سہ روز بکشد و بر استخارہ نظر بر قلب خود کند اگر قلب در اعتقاد چہ بیان حکمست کہ سابق ازین بود و ہمین بشارتست پس مرشد بعد اخذ بیعت اورا تلقین دکر اسم ذات بواسطہ لطائف ستہ نماید باین طریق کہ زبان را بکام چسبانید ہر دو چشم بندہ نماید و بر زبان خیال از دل صنوبری بگوید برنجیکہ این اسم را غیر ذات نہ اند و این حیثیت را بوسہ خود در حال شست و برخواست از دست نہ دہد۔

بیان لطائف ستہ و طرق ذکر آنها

باید دانست کہ لطائف شش اندینہ شش موضع اند در جسم انسان کہ پرفیض و بڑا نور و مثل سیارہ برکات اند اول لطیفہ قلبی کہ مقام او دوا انگشت فروز زیر پستان چپ است و نور او سرخ است و دوم لطیفہ روحی کہ مقام او دوا انگشت فروز زیر پستان راست است و نور او سفید است سوم لطیفہ نفس کہ موضع آن زیر ناف است و نور او زرد است چہارم لطیفہ سمری مقام آن مابین سینہ و نور او سبز است پنجم لطیفہ خفی مقام آن بالای ابرو و نور او نیلگون است ششم لطیفہ خفی محل آن ام الدباغ است و نور او سیاہ است مثل سیاہی چشم ششخ و مضموع ہمچو آواز گدازہ کسی ہوتا ہے اور سلام پیر کے ایک سوا ایکبار کلمہ تجید پڑھکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے و جب بندہ کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سوراہے اور اگر کوئی عذر ہو تو چہاں چاہے سوراہے اور سوتے میں جو کچھ خواب کچھ مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دلی حالت پر عور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہو تو یہی بشارت ہے میں مرشد کو چاہیے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطائف ششکی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تاوست ملا کر آٹھ تین بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اسکی ذات کا غیر تصور نہ کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوست یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور انکے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ طبقہ ہیں اور ابراہیم کتون سے بڑھ کر ہوا و یہی لطائف کہلاتے ہیں اول لطیفہ قلبی اسکی جگہ مابین پستان سے دوا انگلی نیچے ہے اور اسکا نور سرخ ہے و ثمر لطیفہ روحی اسکی جگہ دامن پستان سے دوا انگلی نیچے ہے اور اسکا نور سفید ہے و ثمر لطیفہ نفس اسکی جگہ ناف کے نیچے ہے اور اسکا نور زرد ہے چہ لطیفہ سمری اسکی جگہ سینہ کے درمیان ہے اور اسکا نور سبز ہے پانچوین لطیفہ خفی اسکی جگہ ابرو کے اوپر ہے اور اسکا نور نیلگون ہے چھٹہ لطیفہ خفی اسکا مقام ام الدباغ ہے اور اسکا نور سیاہ ہے آٹھکی سیاہی کے مانند

طائفہ شش کی جگہ دوا انگلی نیچے ہے اور اسکا نور سفید ہے و ثمر لطیفہ روحی اسکی جگہ دامن پستان سے دوا انگلی نیچے ہے اور اسکا نور زرد ہے چہ لطیفہ سمری اسکی جگہ سینہ کے درمیان ہے اور اسکا نور سبز ہے پانچوین لطیفہ خفی اسکی جگہ ابرو کے اوپر ہے اور اسکا نور نیلگون ہے چھٹہ لطیفہ خفی اسکا مقام ام الدباغ ہے اور اسکا نور سیاہ ہے آٹھکی سیاہی کے مانند

فائدہ ہر ایک کے لیے لطائف شش کا ذکر بہ ترتیب کی مذکور شدہ جو بی ذکر باہر نمود حتی کہ خود ہر ذکر کتنا واقف شود و مرشد
 بہت تمام باقیات کے آن ذکر و لطیفہ مرید متوجہ شود و استدعا از حق نماید و مرید را بگوید کہ زبان را بکام چسپا نیدہ از
 زبان قلب اسم ذات را بے حرکت زبان بگوید و خود بقوت و بہت تمام توجہ کند یعنی دہن قلب خود را بر قلب
 مرید تصور نماید و خطرہ غیر آید نہ دہن و بجز بہ قلبی قلب مرید را بطرف خود کشد تا از اثر توجہ او در لطیفہ مرید
 جنبش پیدا کیو و ذکر جاری گردد و فور ذکر در دل مرید قوت پیدا کند و نسبت و حضوری سے ہر ذکر کو تقدس و تعالیٰ
 ظہور گیرد و باین حیثیت تا یک ساعت کم زیادہ بحال مرید متوجہ رہا شد و احوال متبرکہ اکابر این سلسلہ اشامل
 حال خود دانستہ این تصرف را از ادا و شان دانستہ فائدہ ہر ایک کے لیے دل صنوبری اشیا قلب حقیقی
 است کہ از عالم امرت سہمی حقیقت جامع و نیز چون مرید متوجہ قلب شود عادت اشتہاریت کہ از سبب فیض
 بواسطہ قلب حقیقی فیض میرسد چون شش لطیفہ قلبی با تمام رسد و فناء قلبی حاصل آید ہمین طور لطائف باقی
 را جہد کا دمشق نماید و فناء لطائف عبارت از ان است کہ در ان لطیفہ استغراق بہر رسد و بکلفت نہاند و گاہے
 میباشد کہ مرید را در لطیفہ قلبی تجلیات رومی دہند اما باید کہ بوسع امکان خود را مغلوب تجلی نہ سازد بلکہ
 تنزیہ و تعالیٰ را بنظر قلبی متیقن خود سازد و درین لطیفہ قلبی لغی و اثبات منسیر می فرمایند
 فائدہ سالک کو ان چہ لطیفہ بکجا میآید ذکر مرید ناچاہیست کہ خود دانستہ ذکرست واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو
 لطیفہ مرید میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے اور بارگاہ اسی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تا لوہین چمتا کے بغیر
 زبان بلائے قلب سے اسم ذات اذکارنے کو سکے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے
 قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر سکے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے
 مائل کرے تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اور ذکر کا نور اس کے قلب
 میں جا کر میں ہو جائے اور تعلق اور حضور می درگاہ قدس جناب باری میں پیدا ہو جائے اس طرح ایک گھنٹہ سے
 کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی عانت
 اور توجہ سے ہر فائدہ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امرت ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں
 اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سبب ریاض سے قلب حقیقی کیواسطہ
 سے اس کو فیض پہنچتا ہے جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فناء قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی
 انگ انگ مشق کرنی چاہیے اور فناء لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں بکلفت کی ضرورت
 نہو اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار و تجلیات ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو ہو جانا چاہیے
 بلکہ خدا کے سنہرے اور پاک ہونیکہ خیال کرنا چاہیے اور اس لطیفہ قلبی میں لغی و اثبات منسیر بھی تسلیم کیا جاتا ہے

طریق شغل است کہ در جسم و در دل و لب بند کرده و دم را از ناف بر آورد و در قلب حبس کند و کلمہ لا را از ناف بر آورد و تا بجلو رسانند ۱ کہ را از جلو تا لطیفہ روحی فرود آورد و ضرب ۱۱۱ اللہ بر قلب بزمیستی کہ فرود کریم بر سر لطائف برسد و ملا حظہ نفی ماسوی اللہ و اثبات ذات طلق بلکلیت کرده باشد و اولاد یک دم نشد بار بعد از ان در جسم بر جبر رعایت عدد طاق یک یک زیاد کرده باشد تا بست و یک بار برساند و شد نگاه داد و تا اثر ظاهر گرزد و اگر اثر ظاهر نشود دلیل بی حاصلی است باز از سر نو تریج کند و اثر ذکر آنست کہ در وقت نفی وجود شریعتی نمود و در اثبات آثار جذبات الہی ظهور گیرد درین ذکر چند ان مشغول شود کہ مذکور بردل ذکر مستولی شود و تا هم مشغول ہم فراموش کند و مستغرق بجلوہ مشغول گردد۔

طریق شغل لطائف ستہ

اینست کہ دم را از زیر ناف کشیدہ بہمان لطیفہ کہ مشغول آن بایند و قرار دہد و در ذکر اسم ذات اللہ اللہ با ملاحظہ منہ و نور ان مقام و واسطہ چند آنکہ دست دہ مشغول شود و این اسم را با غیر ذات نداند و ذکر این مقامات بدون حبس دم ہم میکنند و ذکر بہمان اسم ذات ست۔

طریق ذکر جارب

این لطائف این است کہ دم را شد تمام ہما خطہ اسم ذات بدون حبس از بہان لطیفہ جارب و آن کند کشیدہ اسکا طریقہ ہم کہ کسکین اور ہونہ بند کردہ سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے ہکا کر گنگے تک پہنچا کر لاہ کو گنگے سے لطیفہ روحی تک لا کر لا ۱ اللہ کی دل پر سطح ضرب گنگے کہ اسکا اثر تمام لطیفہ پتر پہنچے اور غیر اتر کی نفی کا اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکس مرتبہ تک پہنچاے لیکن طاق عدد کا اور بدو شد کا خیال رکھے تاکہ اثر ظاہر ہو و اگر اثر نہویہ بے حاصل کی دلیل پہنچا از سر نو شروع کرنا چاہیے اور ذکر کا اثر یہ کہ نفی کی بقوت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور جالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں یہاں تک پہنچا جائے کہ مذکور سینے خدا کا ذکر انسان کے دل پر غالب ہو جائے اور مشغول کا نام ہو کہ جلوہ مشغول میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرت اور بقدر ممکن ہوا اسم ذات میں سکے منی اور اس جگہ کے ذرا واسطہ کیا تھ نہکٹ جائے اور اسم کو ذات کا غیر سمجھ بعض گن مقامات کا ذکر ہمیں میں ذکر کرے میں ذکر کرے میں ذکر کرے

ذکر جارب کا طریقہ

ان لطائف میں اسکا طریقہ یہ کہ اسم ذات کے تصور کو یہاں تھ سانس کو بوجی تھ و غیر اس کے ہونے کی لطیفہ کی جامعہ ہو کہ کھینچ کر

باز ضرب ہو بہمان لطیفہ زند چنانچہ اگر جارب و لطیفہ قلبی کند دم لاشد تمام از قلب باللاحظہ اسم ذات کشیدہ ناموضع روح رسانیدہ ضرب بملاحظہ ہو باز بدل زند وہیں طو جارب و ہائے دیگر لطافت ہستند و عمل آوردن شرط است طریق ذکر ارہ این لطافت نیست کہ دم لاشد تمام بملاحظہ اسم ذات از بہمان لطیفہ کہ ارہ او ورزش نماید و اثر گون کشیدہ باز ضرب ہو بہمان بملاحظہ ہو بہمان لطیفہ زند چنانچہ در جارب و لطیفہ قلب گذشتہ ناماجون لاشق لطافت ستہ فرغ نماید و ملکہ حاصل بدیدہ مرشد فرما یک جمع ہست نمودہ متوجہ بہر لطافت یک مرتبہ شود و مرشد نیز توجہ نماید تا ہمہ لطافت بخوبی جاری شود اگر دسیر لطافت چیزے التجلیات وغیرہ پیش آید در ان متکذ ذ بودہ متغنی نشود بلکہ طالع ترقی شود فائدہ بردارکہ در اصطلاح ایشان این سیر را سیر لطافت مگویند چون این سیر تمام شود سلطان الذکر فرماید۔

طریق سلطان الاذکار

مرید را بیکہ از سر تا قدم متوجہ بہر جن موسے وجود دوشدہ للاحظہ اسم ذات نماید و مرشد نیز ہمت تمام و کمال متوجہ بہر بہر اجزائے مرید شود و این متعل را چندان کند کہ از ہر جن موسے بدن ذکر جاری گردد حتی کہ اگر خود را غافل سازد مکن نباشد تا اینجا کہ از ضمن بطافت ستہ وغیرہ بود تمام شد چرکنزد مشائخ این سلسلہ قطع این راہ جملہ ہفت قدم است پھر ہو کی ضرب سی لطیفہ رنگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جارب و سکر تا ہر دو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے پھینک کر موضع روح تک لاکر ہو کی ضرب قلب پر رنگائے ہی ہر لطیفہ کی رو بہن ہونا چاہیے اور ذکر ارہ کا طریقہ ان لطافت میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا پھینک کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جارب و لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے لیکن جب چھوٹے لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور انہیں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطافت کے طرف یکبارگی توجہ فرمادے اور فرماید چاہیے اور وہی توجہ کرنا چاہیے تاکہ تمام لطیفے باسانی جاری ہو جائیں اگر لطافت کی سیر کی کچھ تجلیات ظاہر ہوں تو انہیں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش رکھنا چاہیے فائدہ اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطافت کہتے ہیں اور اسکے تمام ہونے پر اسکو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم سے بہر بال کی طرف توجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہیے۔ اور مرشد کو بھی مرید کے بہر بال کی طرف توجہ ہونا چاہیے اور اس شکل میں سجدہ تک ہو جائے کہ جسم کا ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اسکی طرف سے توجہ ہٹانا چاہیے تو قدرت دیکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کیے گئے ہیں جو لطافت ستہ کے ضمن میں ہیں یہ کچھ کچھ سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس مسئلہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے سات قدموں کی ضرورت ہے۔

تج از ان از عالم امر کہ قلب بر حق یعنی از دوازده عالم خلق کہ نفس و قلب اند و قالب مرکب از بعضی عناصر است
درین صورت وہ لطیفہ شد شروع سلوک از قلب کہ از عالم امر است یکنانند نصف اگر گراشتہ اند از برائے ہین
اقرب است و لطافت قالب یعنی اربعہ عناصر را در نفس بطبقہ نفس سلوک می فرماید بعد از ان ذکر نفی و اثبات
را ارشاد فرمایند ۔

بیان طریق نفی و اثبات

بدانکہ از قدیم بنیاد این طریق و کمالات ولایت برہین ذکر است و ذکر اسم ذات در لطافت ستارہ تجویر قطب یابی
حضرت مجدد الدلائل ثانی قدس سرہ است ۔

طریق شغل نفی و اثبات

آنکہ چشم بسته و زبان را بیکلام محکم نموده نفس را از زربانہ برآوردہ و در داغ قرار دہد و حرف لا را از انات کشیدہ تا
اسم الہی داغ رساند و انجا لا الہ را بجانب بطیفہ برومی فرو دآوردہ ضرب لا الہ باللہ بر دل بریزد و از لا الہ نفی ماسوی اللہ
تصور کند و از نظر لا الہ اللہ اثبات ذات یکدفعہ نماید مبنی لا معبود الا اللہ و متوسط لا مقصود الا اللہ و
سنی لا موجد الا اللہ تصور کند نہنہائی عدد در یک دم بہت و یکبار است اگر از این شغل کہ بتعلق از ماسوی است
انہین سے پانچ قلب بر حق بر سر خشی ماضی عالم امر سے ہین اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہین اور قالب
چار عنصر سے مرکب ہوا اب اس صورت میں دس بطیفہ ہوں سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کر اسے
میں نصف دائرہ اسوجہ سے چھوڑ دیا گیا ہو کہ بہت قریب ہوا اور لطافت قالب یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے
ضمین میں سلوک فرماتے ہین اسکے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہین ۔

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنیاد اسی ذکر پر ہے اور لطافت ستارہ میں اسم ذات کا
ذکر قطب دہانی حضرت مجدد الدلائل ثانی کی تجویز ہے ۔

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکہ ہین بند کر کے زبان کو تاو سے جس طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کہیں پور داغ میں لائے اور لا کو تاو کو
کہیں پور ام الہی داغ تک لجاے اور وہاں سے الہ کو بطیفہ برومی کی طرف لا کر لا الہ کی ضرب پر لگائے اور لا الہ
سے غیر خدا کی نفی کا خیال کرے اور لا الہ سے ذات باری (جب تک یہ نفی) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور
مبنی لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور نفی لا موجد الا اللہ کا تصور کرے اور ایک
سانس میں زائر سے زائد اکیس بار کے اگر اس ذکر کا اثر دینے غیر اللہ سے بے تعلقی

خود دل پیدا آید مگر بجا آرد و الا نبی باز از سر نو شروع کند باز حاصل آید بطریق ادکا و تکرار از پی تمام شد اکثر سلوک شایخ
نقشبندی تا این جا است بعد از آن مرتب مراقبات و انکاک که مذکور میشد و اول مدبره انقباض افعال که آنرا امر اقبیه
توحید افعالی میگویند تلقین فرمایند -

مراقبہ توحید افعالی

طریقش آنکہ مرید افعال خود را و جمیع موجودات را منظر افعالی حق داند و در ہر شیا او را فاعل مطلق تصور نہایتنا
فاعلیت غیر از نظر بر خیزد و بعدہ مراقبہ فناء صفات کہ آن را مراقبہ توحید صفاتی بگویند را شاہانید یعنی ہمہ
صفات خود را و صفات جمیع موجودات را و صفات حق متہلکہ را و حتی کہ صدق حدیث قدسی گفت کہ سَمِعْتُ اَللّٰہَ یَقُولُ وَ یَصْرُخُ
اَللّٰہُ کَرْد و بعدہ مراقبہ فناء فی کہ آن را مراقبہ توحید بگویند طریقش آنکہ مرید را یاد کرد و اندرون قلب حقیقی کہ سر سرور است
نظر انداختہ ذات خود را و ذات ہمہ موجودات اظہر ذات حق داند و ذات بے جہت یکلیف آفاق دانش بینی در
اندرون بیرون خود را حاضر داند و ہر کس را نہ بیند ازین دانش گاہ غافل نہ خود را اگر غفلت آید باز رجوع باین سنہ
شود تا آنکہ در نور شاہد اش مستغرق گردد و ہر ذات مطلق خود را و غیر خود را نیابد بد آنکہ بعضی بزرگان براس
تکلیف این نسبت مراقبہ قرار بیکناختہ طریقش آنکہ حقیقت جامع را فاضل آفتاب خیال کند و جمیع موجودات
دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے ورنہ بیخیر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اسکا اثر پیدا ہو تاکہ اسی کے اذکار کا
طریقہ ختم ہو اور اکثر مشائخ گفتہ ہیں کہ سلوک میں تک پہنچنے بعد مراقبات اور اذکار میں جواب بیان
ہوتے ہیں پہلے مرید کو فناء افعال (جسکو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید و افعالی کا مراقبہ

اسکا طریقہ یہ ہے کہ مہربانیہ افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا منظر سمجھے اور تمام چیزوں کا خدا کو فاعل حقیقی سمجھ کر توغیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا اور اس کے بعد فاعل صفات کا مہربانیہ (جسکو توحید صفاتی کا مہربانیہ بھی کہتے ہیں) تسلیم کریں یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں منسلک سمجھیں یا تنک کہ حدیث کثرت لکھتے ہیں کہ لا شفعۃ و لا یجوز لہ کا معصیان ہو جائے اسکے بعد فلک ذاتی کا مہربانیہ (جسکو توحید ذاتی کا مہربانیہ کہتے ہیں) تسلیم فرمائیے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی (جو سرسرفروزی کو دیکھ کر اپنے کو اور تمام موجودات کو خدا کی ذات کا منظر خیال کرے) اور ذات بے کیف (یعنی خدا) کو تمام جانداروں اور تمام آفاق میں اور اندر باہر موجود خیال کرے اور اسکے سوا کسی کو نہ دیکھے اس توحید سے کبھی غافل نہ ہو اگر غافل ہو جائے تو اس منہمک طرف بچھڑے ہو جائے یا تنک کہ اسکے مشابہ کے نور میں متغرق ہو جائے اور سوے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو نہ دیکھے معلوم کرنا چاہیے کہ اس نسبت کو مکمل سمجھنے کے لئے بعض ذکر و قاریہ تعلیم فرمائیے میں اسکا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات

را تو از تصور نماید کہ در مقابل آن آفتاب نہ تمام قوا بر نور واحد موقوف دیدہ اند و دان موجودات بجز یک نور نیست اگر
 این مراقبہ را بکمال رساند وجود مطلق را در جمیع افراد ساری دیدہ دیگر را موقوف نہ پندارد و من عرف نفسه فقد
 عرف ربه خبر این مقام است و تمام اشیا را غلبہ شود و احاطہ بمعیت و تعالی عین و انوالی بآبادین را در اصطلاح
 این قوم توحید وجودی میگویند این ولایت متعلق بطبیفہ قلب است کہ از عالم مرتست و محیط ہر شیا یعنی این ولایت
 از وی خیزد و اگر ہمہ اشیا را از نظر انرا خستہ نگم کردہ مشاہدہ بجمال لایزال حق بر خود این نسبت را توحید شہودی میگویند
 و این ولایت علاقہ بطبیفہ روح اعظم کہ محض نور است میدارد و این ہر دو مرتبہ ولایت خاصہ اولیای
 است است درین مرتبہ علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدانیت و غیرہ امور دیگر حاصل میگردد و اللہ یؤدی عنہ فی شانہ
 چون این نسبت بکمال رسد مرید را باید کہ برین تجلیات و مشاہدات لذت یافتہ قرار نگیرد و بکمال طالب ترقی شود اگر چہ
 انہم کمال ولایت است اما درین مرتبہ نوعی شرکت مفہوم میشود و تا وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیا باشد بدو
 مرید را باید کہ با مداد توجہ مرشد خود را از غلبلات این تجلیات و مشاہدات و واردات اگر چہ لطیف باشد و انچہ ذہن
 نشین است از حق باشد یا از غیر حق خالی مضاف سازد و تلقین مرشد بر اقبہ نایافت و ورا را نور را مشغول شود -
 کوشیشہ کے اند خیال کرے اور تصور کرے کہ بے شیشہ ہین آفتاب کے مقابلہ و اسکے نور کی وجہ سے روشن ہین اور
 ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر
 کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا مگر حق تعالیٰ عنہ نفسہ فقد عرفہ بہ اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور
 معیت حق کی وجہ سے تمام چیزوں کو عین حق پائیگا اسکو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہین ولایت
 بطیفہ قلبی (جو عالم مرتست ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور
 غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہین اور یہ ولایت بطیفہ روح اعظم
 (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رہنے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہین اس مرتبہ میں علم لدنی و
 مرتبہ قطبیت و ابدانیت حاصل ہوتے ہین واللہ یؤدی عنہ فی شانہ جب یہ نسبت کمال ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں
 اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہیے بلکہ ترقی کا آرزو مند ہونا چاہیے اگر چہ یہ بھی ولایت
 کا کمال ہے لیکن اس میں ابیک گونہ شرک مقصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو۔ اسکے
 بعد مرید کو چاہیے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات و واردات اگر چہ یہ سب بطیفہ روح کے غلبہ
 اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے (خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں) خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے
 مراقبہ نایافت و ورا را اور امین متہم ہو جائے -

لے جسے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کرنی اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۰ ختم شد

مراقبہ نایافت

طریقش اگر لطیفہ سری را ز واردات مذکورہ خالی ساحتہ نظر باطن بران دارد و حق تعالی را بتسربہ تمام تصور نماید
 و ہر چہ در ذہن و خیال او باشد از ہمہ پاک و منزہ و بے جہت و بے کیف و باطل بہ تابیج در نظر او غیر مطلوب نہ اند
 حتی کہ بحر نورین معلوم ہیچ نہانہ چہنیم تنزہ نہایت رساند و ہیچ جا قرار نگیرد و ہیست اس برادر بے نہایت
 و گمبست و ہر چہ بروئے سیری بروئے مالیت و چون ماقبت نفی نہاند و آئینہ سری از توجہات و تصورات
 صاف و صفا شدہ و بے کیفی رونود مرتبہ نایافت و رار الورا و ولایت اخس کہ ولایت ملائکہ مقرب است
 بوصول انجامید و این ولایت متعلق بطیفہ مرتبہ است و اللہ اعلم بہت ہر کہ از فضل حق باشد و این ہمہ
 نمائے حق و اوارسد و بدانکہ چون مرید بطیفہ مرتبہ را از تجلیات اگر چہ شاہدہ باشد خالی ساخت داخل دائرہ
 حقیقی شدہ لیکن چون ادحقیقت اگر گاہیت از ارباب جہل است پس اگر اعداد الہی و جہد بے معنوی شامل حال
 است جمیع مراتب عنصری و فوری را طرکہ گرداید بعد از مرتبہ نایافت و رار الورا و حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت
 اخس اخو اس کہ ولایت انبیا علیہم السلام است و سہ نمائے پس بوصول این نسبت محض سی در غلو متغیہ باطن
 من جہت حقیقت از یافت حق و غیر حق است حاصل انیکہ دل لایت خاص اگر چہ ولایت است لیکن درین

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورہ بالا واردات سے خالی کر کے اسے باطنی نظر کے طور پر خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور
 کرے اور جو کچھ اسکے ذہن میں ہوا اسکو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اسکی نظریں مطلوب کے
 سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نورین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے سطح پاک اور صفائی کو درجہ کمال
 تک پہنچائے اور کمین سکون نہ لے شمرے برادر بے نہایت و گمبست و ہر چہ بروئے سیری بے مالیت و اور
 جب نفی کی حاجت نہ باقی رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف و روشن ہو جائے و ہر چہ او بے کیفی
 حاصل ہو جائے تو مرتبہ نایافت اور رار الورا اور ولایت اخس جو ملائکہ مقربین کی ولایت ہے حاصل ہو جاتا ہے
 اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے و اللہ اعلم شمرے کہ رار الفضل حق باشد و این ہمہ نمائے حق اور ارسد و
 جب مرید بطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہون) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی جن داخل ہو جاتا ہے لیکن
 چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اسوجہ سے جاہل ہے پس اگر اعداد الہی و جہد بے معنوی اسکا دستگیر ہو تمام عنصری و فوری
 مرتبے طے کر جائیگا اور زنا یافت اور رار الورا کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخس اخو اس جو ولایت انبیا
 علیہم السلام کی ہے انکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا سطح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر
 وصل سے خالی نہایا جائے مختصر یہ کہ یہ ولایت خاص اگر چہ ولایت ہے لیکن اس میں ..

حقیقت نایافت کا طریقہ یہ ہے کہ اسے باطنی نظر کے طور پر خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اسکے ذہن میں ہوا اسکو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اسکی نظریں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نورین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے سطح پاک اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کمین سکون نہ لے شمرے برادر بے نہایت و گمبست و ہر چہ بروئے سیری بے مالیت و اور جب نفی کی حاجت نہ باقی رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف و روشن ہو جائے و ہر چہ او بے کیفی حاصل ہو جائے تو مرتبہ نایافت اور رار الورا اور ولایت اخس جو ملائکہ مقربین کی ولایت ہے حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے و اللہ اعلم شمرے کہ رار الفضل حق باشد و این ہمہ نمائے حق اور ارسد و جب مرید بطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہون) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی جن داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اسوجہ سے جاہل ہے پس اگر اعداد الہی و جہد بے معنوی اسکا دستگیر ہو تمام عنصری و فوری مرتبے طے کر جائیگا اور زنا یافت اور رار الورا کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخس اخو اس جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے انکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا سطح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی نہایا جائے مختصر یہ کہ یہ ولایت خاص اگر چہ ولایت ہے لیکن اس میں ..

ولایت وجوہ غیر در نظر است یعنی تیز در ظاهر و ظاہر باقی است پس ازین نسبت مرتبہ عالیہ ایشان ہوے شرک
 می آید و در ولایت انھیں اگرچہ تنزیہ است کہ جمیع مراتب ذاتہ و صفاتہ و کمالات و صفات و کمالات
 حق تعالیٰ می بیند و بجز نظریات انجمنی باید و تنزیہ او کند اما تنزیہ سائر انکسایش رتبہ علو انبیا علیہم السلام حکم تنزیہ
 دارد پس دل را از تصور عینیت کہ نزد ایشان غیر حق است و تعالیٰ از ملاحظہ تنزیہ نیز منزہ و پاک است تعالیٰ ان شاء
 عنہ ذلک علو اکید از ہر دو خیال خالی سازد و ملاحظہ فی شود تا بجای بکے کیف و جہتی بر دل بریدارد و شود و تجلیات
 انوار قدس تعالیٰ گردد ہر چہ غلو زیادہ دخل در دائرہ این ولایت بشیر بعد از ان کمالات نبوت انبیا علیہم السلام است و
 حقیقت این مرتبہ خارج از تحریر و تقریر است اما محققان این قدر فرمودہ اند کہ اگرچہ ولایت انبیا و نبوت ایشان ہر دو
 در دائرہ اصالت اند و ہر دو از ظلیت خالی و مبرا لیکن بقدر است کہ در ولایت وصول بحقیقت صفات حضرت
 عزت جل شانہ است و در نبوت وصول بحقیقت ذات بحت است تفاوت مراتب استعدا و چنانکہ فرمودہ قولہ تعالیٰ
 تِلْكَ اَلسُّلُوسُ فُضِّلْنَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فَرَضْنَا اللَّهُ دَايَا كَهْ چوں این نسبت بکمال رسد ملاحظہ از میان برخیزد و بمقام
 حضور در حضور نور علی نور رسد کہ مرتبہ بقا باشد است و ذکر مراتب و ذکر و اشغال علیہ نقشبندیہ بطریق اجمال و اختصار بقلم
 آردہ اگر تفصیل باید از جنب ایشان مثل تنزیہ تبرکہ کہ انوار محمدی مصطفیٰ حضرت مولانا و استاد نامولوی شیخ محمد فاروقی
 غیر کیستی پر نظر ہوتی ہوئی مظاہر و ظاہر ہر تنزیہ باقی رہتی ہو تو اس میں اور بلند ترین مرتبہ کی یہ نسبت کچھ نہ کچھ
 شرک کی ہو ضرور ہو اور ولایت انھیں اگرچہ بالی ہو پنے اپنے مراتب و صفات و کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات
 و صفات کا مظہر بنجائے اور بجز خدا کی مضہرت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پائی کر تا ہو مگر تمام انسانوں کے تنزیہ انبیا
 علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تنزیہ کی شان رکھتی ہو تو دل کو عینیت کے تصور سے جدا کر کے نزدیک غیر حق ہو اور
 خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک تعالیٰ ان شاء عنہ ذلک علو اکید از ہر دو خیال سے بازا اور پاک ہو و در حالی کرے اور
 ترقی کا آرزو مند ہو تا کہ بکے کیف و جہت تعالیٰ کے دل پر ہو اور انوار قدس کی تجلیات منور ہوں اور بقدر غلو زائد
 ہو گا اسبق در دائرہ ولایت میں دخل زائد ہو گا اسکے بعد انبیا علیہم السلام کے کمالات میں اس مرتبہ کی حقیقت اور
 اہمیت بیان نہیں کجا سکتی ہو محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ولایت اور ان کی نبوت اگرچہ اصالت کے دائرہ میں ہیں
 اور دونوں غلطی ملی ہوئے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہو کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم
 ہوتی ہو و نبوت میں حسب حدیث ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہو چنانچہ ارشاد ہوا ہے تِلْكَ اَلسُّلُوسُ فُضِّلْنَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ
 بَعْضٍ جب س نسبت میں کمال حاصل ہو جائیگا تو ملاحظہ و تصور در میان سے دفع ہو جائیگا اور حضور در حضور و نور
 علی نور جو بقا باشد کہ مرتبہ کے مرتبہ پر رسانی ہوگی میان تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال سے مراتب مجملہ
 بیان کیے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہو تو تبرکہ کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا و استاد نامولوی شیخ محمد فاروقی

یہ رسول پرستی کی نسبت ہے بعض کو کہنے کے بعض پرستوں اور عقیدت دہی ہے ۱۲

تھا نوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ خاص حضرت مرثدوم و ہادی قطب الاقطاب مولانا امینا نجیہ و محمد شاہ عجمانی قدس سرہ باریست مادیان اشغال طریقہ احمدی حضرت شیخ عبدالاحد ارکانیہ نازان حکمہ کو بنے کسی کل احوال ہر بنیاست
ستین است و نیز طریق تحصیل مراتب سلوک این طریقہ تفضیل تمام باحسن موجد در سالہا را ربیعہ و لقمہ حضرت شاہ
احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ بنات پسندیدہ است مرقوم است کہ انوں بعضی کلمات مصطلح حضرت نقشبند کہ کہ بنا سے
این طریقہ بر آست بطور می باید و دانست و باید داشت و اگر ایسولک خود باید ساخت و آن این است ہوش
در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد بزرگداشت نگہداشت۔ یادداشت۔ وقوف زمانی۔ وقوف
عدی۔ وقوف قلبی۔ یاد دہک اندہ ہوش در دم عبارت از آنست کہ ہمیشہ ہوشیار و آگاہ بر نفس خود باید بود تا کہ دم
بغفلت نہ بر آید و این شغل دفع تفرقہ نفسی است نظر بر قدم آنست کہ در آمد و رفت را ہر جا کہ باشد نظر بر پشت یاد دارد
تا نظر بر آگندہ نشود و جمعیت قرب باشد در ابتدا اول تابع نظر است و پریشانی نظر در دل تاثیر می کن۔ و شاید نظر
بر قدم اشارت بر عزت سیر سالک بود در قطع مسافت ہی طے عقبات خود ہی بینے نظر او سربا کہ نشدہ شود
فی الحال قدم بران نہد سفر در وطن آن است کہ سالک طبیعت بشری سفر کندیشہ از صفات ذمیرہ صفات حمیدہ
بر آید کہ منت تخلعوا باخلاق اللہ است خلوت در انجمن آنست کہ رہا ہر با خلق و بیاطن با حق تعالی بود یعنی
تھا نوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ خاص حضرت مرثدوم و ہادی قطب الاقطاب مولانا امینا نجیہ و محمد شاہ عجمانی قدس سرہ باریست
تصنیف ہو دیکھنا چاہو مگر طریقہ حمیدہ کے شغال کے میانہیں شیخ عبدالاحد صلب کے چند رسائل ہیں اول انہیں ایک
رسالہ کل احوال ہر بہت اچھا ہوا و طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے مکمل نیکے طریقہ انہا را ربیعہ و لقمہ حضرت شاہ سعید
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت پسندیدہ کتاب ہے، میں محمد طریقہ سے تفصل تحریر ہیں اب چند اصطلاحات بنبر حضرات
نقشبند یہ کے طریقہ کی بنا ہے کہے جاتے ہیں یاد دیکھنا چاہتا و اگر کو اپنا طمع نظر کرنا چاہتا اور وہ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر
در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد بزرگداشت نگہداشت۔ یادداشت۔ وقوف زمانی۔ وقوف عدی۔ وقوف قلبی
گیارہ کلمات ہیں ہوش در دم۔ سلوک کہیں کہ ہمیشہ اپنے سے باخبر و ہوشیار ہو کہ غفلت سے سانس نہ لے اور یہ تفرقہ
نفسی کو دفع کرنا ہر نظر بر قدم یہ کہ ہر جگہ بروقت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پر آگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت غافل ہو
ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پر آگندگی دل میں اثر کرے اور نظر بر قدم سے شاید سفر کی مسافت اور خود پرستی
کی وادیان طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہان کہیں کی نظر نہ ہو اسوقت وہیں قدم رکھے۔ سفر
در وطن یہ کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات ذمیرہ کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی
تخلعوا باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ کہ غلابہ میں خلعت کیساتھ اور باطن میں اللہ کیساتھ ہو بیٹنے
سے صحت یعنی مذکر کے اوصاف پانے میں پیدا کر اور شہید سلمہ اسی مقصد کو کہ شاعر نے بیان کیا ہے کہ شاعر سلمہ کو اصل صفت خلوت

یا ہر حال متوجہ رہی باشد یا نہ یاد کر و عبارت از ذکر سانی قلبی ہے یعنی دور کردن غفلت از ذکر حق تعالی بازگشت
 و آن نیست کہ ہر بار کہ ذکر زبان لکھ طیبہ لکھید و عقب کُن ہم بدل مناجات کند کہ لکھی مقصود توئی و ضایع تو تو ترک
 کردم دنیا و آخرت را برائے تو محاسن نما سے خود و پھول تمام ہر گاہ خوش و این شرط عظیم است در ذکر این غافل
 نشود بنگاہ داشت مراد از مراقبہ خاطر است از خطہ ماسوی اللہ چنانکہ اگر دم یک دم قصد با رکعہ طیبہ را
 گوید خاطر بغیر نہ رود بلکہ از اسما و صفات ہم غافل بود یا حدیث بحر در انوار الوار اورا منظور نظر داشتہ باشد
 یاد داشت عبارت از توجہ بودن حق تعالی است بہ دم و ہر حال بسبیل ذوق بیغہ گفتہ اند کہ حضور بے غیب
 است و نزد اہل تحقیق ہتیکرا شود حق ہر دل تو بسط حب ذاتی کہ کنایت از حصول یاد داشت است و این را
 مشاہدہ گویند و حق این است کہ این مقام مذکور کہ توجہ نام بحق است بدون فناء تمام بقائے کامل حاصل نمیشود
 و توقف زمانی آنست کہ بندہ بہر حال اوقات خود باشد اگر بطاعت ست شاکر باشد و اگر بمعصیت
 است عذر خواہد یا آنکہ پاس انفاس را نگاہ دارد کہ بحضور دیگر رویا بغفلت و علی ہذا القیاس در مقصود
 استغفار و شکر باید و این را محاسبہ گویند و وقف عددی و آن عبارت از رعایت عدد طاق در نفی و اثبات
 چنانکہ گزشت در رعایت عدد قلبی موجب جمع خاطر متفرقہ است و وقف قلبی آنست کہ اگر آگاہ و واقف باشد بلیقعات
 ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ ہے یا کہ دستہ ذکر زبانی قلبی مراد از یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہم
 کہ جے با رکعہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ یا اَللّٰہ ا تو ا تیری رضا جوئی میرے مقصد ہے
 اور میں نے تیرے ہی لیے دنیا و آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نصیحتیں اور اپنی ہلکھ کی سانی عنایت فرما اور ذکر میں اس
 سے غفلت نہ کرنا چاہیے بہت بڑی شرط ہے اور نگاہداشت مراقبہ قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی
 رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار رکعہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسما و صفات باری تعالیٰ سے ہی غافل
 ہو جائے اور وحدت مطلق اور راء الوار اور کو نظر رکھے یا داشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف توجہ رہنا بیغہ
 حضور قلب کو یاد داشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک محبت ذاتی جو یاد داشت کو حاصل ہونے سے کنایہ ہے کہ اسطے
 سے خدا کا شہود اور اسکا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اسکو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ کہ مقام مذکور کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے
 پوری فناء و بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے و توقف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر ہے اگر
 خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر حالت گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں
 گذرتا ہے یا غفلت میں اور بسط طاق و بطن میں شکر و استغفار کرنا چاہیے اور ہی کہ محاسبہ کہتے ہیں و وقف عددی
 نفی و اثبات میں طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اور پر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت
 کرے سریشانی خاطر دفع ہوتی ہے و وقف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے ۔

دیا و قلوب قلبی عبارت از اسکا ہی و حاضر و بدن دل است بجناب حق تعالی پہنچے کہ دل التبع علاقہ میر حق نباشد و تفسیر گفتہ اند کہ درصین ذکر ارتباط و اسکا ہی موجب شرط است کہ متعلقان فرمودہ اند کہ اگر طالب را ذکر قلبی درگیر و تاثیر نشود و بر او ذکر باز داشته ہو قلوب قلبی امر فرایند تازد و ذکر درگیر د۔

نصرفات مثل مخ و طرق توجہ

شیخ خود را از حلقہ مورخالی ساخته توجہ بشود بیوی نفس ناطقہ خود در پیشے کہ در مریہ القایش منظور باشد و توجہ خاطر صرف بحالش نماید و تصور کند کہ کیفیت و جذب زن در مریہ بر است میکند بفضلہ تعالیٰ اضافہ و نور و برکات حسب استعداد آن میشود بلکہ در لے بطیفہ قلب بر ہر لطیفہ درجہ بدرجہ توجہ نماید و همچنین در القاء انوار و ترقیات لطائف مریہ باین طریق توجہ کند و بر مریہ غائب تصور صورت او و نوہ توجہ غالبانہ می نمایند و فائدہ او را میرسانند۔

طریق سلب مرض

آنکہ خالی کند نفس خود را از ہمہ خطرات و خیال کند نفس خود را بیمار بآن بیماری کہ مرض دارد پس آن مرض منتقل میشود از مریض بسوے او و این از عجائب صنعت الہی است در خلق دیگر طریق دفع مرض و توجہ بخشی آنکہ بعد از بخارہ صاحب نسبت وضو کردہ دور کمت نفل ادا نماید و در دو استغفار خواند و بعد از آن در گاہ مجیب الدعوات یا خدا کے حضور میں دل کے اسطرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تسلی نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کی وقت ارتباط اور تہنیش شرط ہے کیونکہ تحقیق نے فرمایا ہے کہ اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اسکو ذکر سے روک کر و قلوب قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جبکہ القامریہ منظور ہو توجہ ہوا و توجہ قلبی مریہ کے حال کی طرف مائل کرے اور خیال کرے کہ میری کیفیت اور جذب مریہ میں اثر کر رہی ہے انشاء اللہ حسب استعداد و نور و برکتیں حاصل ہونگی اور بطیفہ قلب کے جاری کرینگے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اسطرح انوار مراقبات و لطائف کے القاء میں توجہ کرے اور اگر مریہ موجود نہ ہو تو اسکی صورت کا تصور کرے غالبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مریہ کو یہ وہ مرض کی طرف منتقل ہو جائیگا اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صنعتوں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توجہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کرے و تھلین پڑھے اور در دو استغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و حضور سے در گاہ الہی میں۔

البتہ انہیں کہ از مرخص مرض و یا از عاصی مصیبت زائل شود بعد از ان مقابل مرخص یا عاصی بنشیند و بہت تمام جمع نموده و فتنہ نفس می گرد و تصور کند کہ مرض از قالب مرخص و یا مصیبت از عاصی می گیرد و میکشد و در از کند نفس را و وقت گرفتار شدن نفس خیال نماید کہ آن مرض و یا آن گناہ از اندرون سلب کنندہ بر زمین می افتد بچونہ تعالیٰ مرخص شفا یابد و عاصی توبہ کند۔

طریق دریافتن نسبت اہل اللہ زندہ باشد یا مردہ

طریقش آنست کہ بنشیند روبروے او اگر زندہ است و اگر مردہ است مقابل قبر او پس خالی کند نفس خود را از ہر نسبت و البتہ نماید بدگرہ علام الغیوب کہ یا علیم یا تحییذ یا تمییز خبر دہ ما را و آگاہ کن از کیفیت باطن این شخص متوجہ شود بسوے روح و زمانی چند تا متصل کند روح خود را با روح او بعد وقفہ جو رع کند بذات خود پس ہر گاہ در یاد در نفس خود از کیفیات پس بداند این نسبت آن شخص است و ہمین طریق در یافتن خواطر است

طریق دریافتن خطرہ

نفس خود را از حدیث نفس و از ہر خطرہ خالی ساخته بدل بسوے قلب او متوجہ شود ہر چہ از خیر و یا شر در خاطر خطور کند پس بداند کہ از دست ۔

البتہ ہو کہ مرخص اور گناہ گار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اسکے بعد مرخص یا گناہ گار کے سنانے بیٹھے اور پوری بہت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مرخص یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس بکالتے وقت تصور کرے کہ اسکے قالب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گرارہا ہے خدا کی مدد سے مرخص شفا پائیگا اور گناہ گار توبہ کریگا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اسکا طریقہ یہ ہو کہ اگر زندہ ہے تو اسکے سنانے بیٹھے اور اگر مردہ ہو تو اسکی قبر کے سنانے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی ایگاہ میں مالک کے علم سے خبر اسے حسین بجاوے ایگاہ کر اور اسکی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اسکی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ نشیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اُسی شخص کی ہے اور خطرون کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کر نیک کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کرے اسکی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا بُرا خیال دل میں آئے اُس کی طرف سے خیال کرے۔

طریق کشف وقائع آئندہ

بطریق یہود و دل خود را از ہر خطر است پاک نمودہ اول بجناب قدس عالم السورانی النجاشی نماید کہ یا اللہ یا علیہ
یا حیی یا قیوم یا مبین آگاہی بخش مرا باین واقعہ پس اگر مستطیع شد تمام خطرات و حاصل شدہ آثار کشف و آن واقعہ
مثل تشنہ کہ آب راجی خواہد پس متوجہ کنہ برج خود را ساعت بساعت بروے ملا علیہ السلام سفلی بقدر استعداد
خود بہمت تمام پس تنگشفت خواہد شد آن واقعہ با و را تفت یابید بن یا در خواب

طریق دفع بلا

بطریق معصوم و مخمل کند آن بلا را بصورت مثلے و توجہ بہت قوی نماید برای دفع بلا با را و اگر کسی دفع خواہد اما بن تصرقات
عجیبہ و غیرہ بدرون حصول نسبت فساد بقا دست نہ دہ و این معاملات از متوسطن سلوک اکثر واقع می شود و از
منہیان بسبب عدم التفات شان با مورد کورہ کونیمہ کہ مظلوم کہ نذر و نیز باید دانست کہ ضرر نیست کہ ہمہ کشفیات
عارف صحیح و مطابق واقع باشد زیرا کہ کشف و قائل از موزنی است کہ احتمال خطا ہم دار دگاہے باشد کہ خلاف واقع
افتد پس انظار این چنین امور پیش یار و اختیار لا حاصل است و دعوی فضول۔

باب چہارم

در بیان کیفیت تلاوت قرآن و ادائے نماز و دیگر اعمال متفرقہ باید دانست کہ بہترین سلوک الی اللہ بہ طریق ذکر

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کر کے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر
اے مبین بجاگو اس واقعہ کی واقفیت ہے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار بطرح
پسائے کو پائی کی طلب ہوتی ہے حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ ہے اپنی روح کو لمحہ لمحہ ملا علیہ السلام
کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز شبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائیگا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کر لیں طرف مائل ہو بلا خدا کی
ند دے دور ہو جائے گی اور یہ باتین اکثر متوسط درجہ کی سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منہی لوگ دنیا کی
چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے
تمام کشفیات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری تین ہر اس لیے کہ واقعات کشف ظنی چیزوں سے ہے
غلطی کہ بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں اسلئے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیے۔

چوتھا باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت کے بیان نہیں سلوک الی اللہ کے تین طریقے

فرمودہ اند اول ذکر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوم تلاوت قرآن شریف سوم اداے نماز باقی اذکار
درین مندرج اند اور فضیلت اینہا قرآن وحدیث و آثار صحابہ معلوم است این مختصر محل آن نیست کہ بتکرار یہ و برکات
و کیفیات آنہا انچہ بہت است این خرد و بیدار را چہ قدرت کہ بیان سازد فضیلت کلمہ طیبہ برکے طالب خدا و حق پسین
بس است کہ یک قدم از کلامہ برنی ماسوی نشہند و دیگر قدم از کلامہ جناب قدس نہادہ وصل حق کردہ
از فضائل قرآن شریف طالب راہین کافی است کہ از مشغولی او حضوریت حق و ہم کلامی و تعالی حاصل شود و
نماز جامع این ہر دو است و دیگر جمع اذکار و عبادات و دعا و تسبیحات کہین را شامل است و نیز مارج بہ شمار
در نماز مندرج است کہ بایش از طاقت بشری دور است و سالکہ کہ تلبیکہ استغراقی مجذبات از نماز باز ماند از مدارج
بساخروم مانند بلکہ بقصد اصلی باز ماند نمازی است از اسرار الہی در میان عجب و معبودا کہ مومن را در مشغولی آن انقطاع
از ماسوا و قربانم حضرت حق تعالی حاصل است پس طریق سلوک کہ بواسطہ کلمہ طیبہ است بیان کردہ شد
الکون چیسے طریق کیفیت تلاوت قرآن شریف و اداے نماز بطور طالبان حق میان کردہ می آید۔

تعلیم ہوسے ہین اول کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے
نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران ہین شامل ہین اور ان اذکار کی خوبان قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہ شایست
ہین یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں کہ اس میں ان کی خوبان بیان کی جائیں اور اس کی لا انتہا فضائل
اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیبہ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیے کہ
ایک قدم لا الہ سے غیر خدا کی نفی پر سکے اور دوسرا لا اللہ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور
قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضور ی اور
اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور شعیبیں موجود ہیں اور
اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ
کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہین بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہین بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی
نہیں حاصل ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سرے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے
سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے۔ وہ سلوک کا طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے نمایان کیا
جاسکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان
کئے جائے ہین۔

لے کوئی مہود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور ان کے
رسول ہیں مولانا صیغت اللہ شہید

اول بیان طریق تلاوت قرآن شریف

بدانکہ تلاوت قرآن افضل عبادت است کہ ام طریق برلئے تقرب الی اللہ سوائے قرآن ہی بہتر نہلاوت قرآن نیست پس آداب و احتیاج اور آنت کہ باخلاص تمام باطہارت کامل رو قبیلہ با تزیل و خشوع و خضوع و خجرت بعد احوذ و سیم اللہ پڑھنے انکہ کلام خدا میسند و گو یا اور امی بنید و اگر نہ تو اند برانکہ اور امی بنید و با و امر و نہ ای امر حکم میفرماید و بر آیت بشارت فرحان و بر آیت وعید ترسان و گریان باشد و بھر و احان خوش کہ موجب جمعیت خاطر و دفع غفلت است بخواند و این عام است و طریق خاص انکہ طالب باشرط مذکور و رعایت کہ کد نام محل خلوت بناشد بعد ازلے و در کست نفل با ادب و خضوع تمام نشیند و قرآن شریف را در و بر دہند و غفلت کلام کہ کہائی و تذلل خود را ملاحظہ نماید و دل را از جمیع فطرات خالی کردہ متوجہ بحقیقت قرآنی کہ صفت کلام نفسی حق است گردد و درین مراقبہ اندک توقف کند چون خاطر جمع شود و حضوریت بحق تعالی چون شاگرد پیش استاد مقین حاصل آید بعد احوذ و سیم اللہ بخشوع و خضوع تمام با تزیل و توجہ چنانکہ پیش استاد می خواند و بیچ و دقیقہ قرأت فرمودہ و گزاردند تلاوت نماید و در عین قرأت خیال کند کہ زبان دین و لسان دل منصوبی ہر رد و برابر تلفظ میسند ازین ملاحظہ غافل نشود و اگر غفلت آید زود احوذ خواندہ دل را حاضر کند چون ازین مش جمیت خاطر و حضوریت بحق تسالے

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہر اور خدا کی قربت کیلئے سوا فرض کے اور کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا احتیاج یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کیساتھ کعبہ کی طرف متوجہ کر کے احوذ و سیم اللہ کر کے بخشوع و خضوع سے تزیل کیساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اسکو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور اوامر و نواہی کا سکھ دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر سرور ہواور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند و از سر خوش آوازی میں سو طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے اسے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مد نظر رکھے خلوت جہن کوئی شخص محل نہ ہو میں دونوں فلین ادب سے پڑھکر حضور قلب سے شیخے اور قرآن شریف سانس لکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دلو کو تمام خیالات سے صاف کر کے قرآن کی حقیقت رجوع کرے کلام نفسی کی صفت ہر کی طرف متوجہ ہوا در اس مراقبہ میں تنہو ٹی دیر ٹھہرے تاکہ اطمینان حاصل ہواور غفرو حق دے جبے شاگرد استاد کے سامنے ہوتا ہے حقیقی طریقہ سے حاصل ہوجاے احوذ و سیم اللہ کر کے بد تزیل اور توجہ کیساتھ جسطرح استاد کیساتھ پڑھتے ہیں پڑھے اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھانے لکھے اور خیال کرے کہ کٹھن کی زبان اور دل منصوبی کی زبان برابر پڑھ رہی ہیں اور اس خیال سے غافل نہ ہواور اگر غفلت ہوجاے فوراً احوذ و سیم اللہ پڑھکر قلب کا حاضر کرنا چاہئے کہ اطمینان خاطر اور حضور ہی حق

اس طریقہ کی تعلیم بہترین مکرر تکرار سے حاصل ہوتی ہے چنانکہ ہر مرتبہ تلاوت کے بعد اس طریقہ کی تکرار کرنا چاہئے تاکہ اس طریقہ کی تعلیم بہترین مکرر تکرار سے حاصل ہوتی ہے چنانکہ ہر مرتبہ تلاوت کے بعد اس طریقہ کی تکرار کرنا چاہئے

حاصل کیا بعد ازاں تصور کند کہ ہر مین موسیٰ جب قاری برائے قرأت قرآن زبان گردیدہ و از سر بن موسیٰ الفاظ می گزیند و تمام قالب قاری حکم بخیر موسیٰ پیدا کرده است درین ملاحظہ و عین قرأت مستغرق گردد چون درین ملکہ حاصل آید بعد ازاں در قرأت تصور کند کہ حق تعالیٰ بزبان قاری میخواند و ادعیٰ شود و بعد ازاں تصور کند کہ سالک میخواند و حق بگویش سالک می شنود چون درین ملکہ نشود و بعد ازاں در قرأت خود تصور کند کہ از تعالیٰ خود میخواند و خود می شنود و این پنج نیست نہ وچ و سالک نہ وچ و دعوات بجز آنکہ آواز نیست کہ از ہر جهت می آید و سالک درین محو است وچ و این مرتبہ یکال رسد بفضلہ تعالیٰ آید است کہ منہ حقیقہ و اسرار قرآنی متکشف گردد و سالک بمطلوب خود برسد۔

بیان طریق اولیٰ نماز

سالک طریقت را باید کہ در اداسہ ہر اعمال خصوصاً نماز پر مغز و ارجح آنہا کہ مراد از حسب دلی و اخلاص نیت و شتو ارجح قبولیت بدرگاہ و تعالیٰ و محویت پیش کی حدیث است بحیاضت نماید اما اگر نماز اہل حقیقت حقیقت نماز بہت و بزرگان رسیدن و چنان گزاردن مشکل است و صعب ہے بسیار دارد لیکن جہد و کوشش می باید کہ دیگر خدا تعالیٰ آسان گرداند و اللہ بن جہاد فینا لہم فیہ سبلنا طریق ادایش آنکہ اول نماز را صورتی تصور کند کہ دل وے ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر و لکنا جسم کا قرآن تشریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسیٰ درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس خیال میں مستغرق ہو جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو پڑھتے وقت خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے پھر خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانون سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو پڑھتے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی سننے اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں انکی روح اور مغز جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور خشوع اور درگاہ آسمیٰ میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہر درجہ اوکاڑا اور دہا تک ہو چکی ہے لیکن بہت دقت ہے لیکن بہت اور کوشش کرنا چاہیے شاید خدا آسانی پیدا کرے واللہ بن جہاد فینا لہم فیہ سبلنا طریق اس کے اوکاڑے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کرے کہ نماز کا دل سے جو بات راستہ میں کوشش کرنے میں ہم خود کو اگوا پنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور انکو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ارشید۔

نیست خالص روح اور حضور و تن او اعمال ظاہر و اعضائے کسبہ اور ارکان و حواس و تبدیل ارکان و تحسین قرار است
 است تا یکے ازین مراتب نباشد نزد اہل اللہ نماز نبود و نیز نماز اطہارت حقیقی باید کہ بے آن نیز نماز نشود و آن
 طہارت دل است از ماسویٰ شرکہ نظر قبلیست حق بردل است ان اللہ لا ینظر الی صودکم و اعلاکم و لکن
 ینظر الی قلوبکم دنیا تکھب ہر گاہ کہ دل نجس است بدن چگونہ پاک شود کہ بدن تابع دل است پس چنان کن
 کہ دل از غیر اللہ پاک باشد و جز حق تعالیٰ متخی کر است و نماز اور بزرگی محسوس را اند اند تا قول اللہ اکبر درست آید
 و چون دست بر یک تکبیر برداری الی کہ از دو جہان دست بردارم و در دھشت و دھشتہ روسے دل بہت تمام منوجہ بہ حق
 ہو و چون الحمد للہ گوی دانی کہ در عالم یکسختی و محنت و جمیع محامد باور ارجح است و در رب العالمین
 تصور کنی کہ بیج رسی بہت بجز او تعالیٰ و در اللہ جل جلالہ اسید بر کرم و رحمت او داری و بدان واقعی باشی و در
 تالیف یکم اللہ فی خوف را پیش گیری و در رقیابت را شاید کہ کسی ذلالت حقیمین یدیکہ یقین نمائی و چون
 حاصل نیست و اگر کسی روح حضور قلب اور اسکا جسم کرم و جو و غیرہ اور اسکے اعضائے رسیہ ارکان اور حواس شہر
 شہر کے پڑھنا اور قرار است کی درستی ہن جب تک کہ انہن سے ایک بھی نہوگا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہوگی اور نماز کے
 لئے پوری پاک کی بھی شرط ہے کہ اس کے بغیر نارہن ہن فی اور وہ پاک دل کو غیر خدا صاف کرنا ہے کہ چونکہ خدا کی نظر
 عنایت اور قبلیست دلہر و ان اللہ لا ینظر الی صودکم و اعلاکم و لکن ینظر الی قلوبکم دنیا تکم و جب قلب پاک
 ہو تو جسم کس طرح پاک ہو سکتا ہے کہ جسم قلب کے تابع ہو تو ایسا کرنا چاہیے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو
 بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال
 کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا اور دھشت و دھشتہ کہتے وقت قلب کا منہ بہت سے خدا
 کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل ٹالم نہیں ہے اور تمام تعریفین خدا
 ہی کی طرف رجوع کرتی ہن اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے
 اور اللہ جل جلالہ اس کے عنایت اور رحم کی اسید کرے اور اسکو راسخ کرے اور تالیف یکم اللہ فی حق میں
 ڈرا و رقیابت کے دن کا خیال کرے اور کلام حقیمین یدیکہ رقیابت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا کاهقین کرے
 صلہ خدا تعالیٰ موقوف اور تعالیٰ کا گزارا ہوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دنوں اور تمہاری بیخون کو دیکھتا ہے بعد بیست شریف سے ظاہر
 ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکان ہن جو جائزہ سوس زینہ ہے کہ کرتے ہن لیکن انکے قلب حدودیت کا رکھتے اندرونی افعال بہت ذلیل
 ہوتے ہن تو خدا کہ علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کہ کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور
 اُس میں خلوص نیست نہوہر گز قبول نہ کھائے گی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیست اور صرف دو ہی کلمین جو حضور قلب سے
 خدا پس کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول ہو جائیگی ۱۲ شہید

ایاک نعبد کوئی یقین دانی کہ لا موجود الا اللہ اور ایاک نستعین بحقیقت لایحظ کن کہ لا فاعل الا اللہ و در
 اهدنا الصراط المستقیم یہ لایحظ کی کہ حق رساند و اصل الذین یغتم علیہم ان رہے خواہ کہ انہی کو لایا
 رفتہ اندر و غیر المعضوب علیہم ولا الضالین پناہ جو یہ غضب او را نگر ای نفس خود و دولت قیام مقامات
 یہ طریق شریعت و طریقت خرابی و در کج عظمت الکی تذلل نفس خود و در سجدہ فناء نفس و انبات حق خواہی
 و در تشدد محبت خود و شہادہ حق خواہی و در ان کوشی کہ ہر چہ در نماز خوانی بدان صادق باشی والا فمن اظلم
 ممن کذ علی اللہ و کذب بالصدق و در حضور و اخلاق جہد کن و ہر نمازی کہ کجا آری مراقب باش و ان و اگر
 حضور نہ ہو باشد حضور واقع شود باز اعادہ نمائی حتی کہ پنج یا ہفت بار ہمین طور کنی امید قوی است کہ بحکم
 آ کہ من طلب شیئا و جبہ جانی جویندہ یا بندہ این دولت وصول انجامد نیز برین قناعت کن بلکہ ہوا رہ
 معنی بصفت ایجابی اور تعالیٰ باشی تا ہمارا حقیقی برسی و حق ربائی و بگوئی برین عمل نما ہے بیت دست از طلب تمام
 تا کام من برآید ہ یا حق و صبح بجا نان یا جان زن بر آید و انشاء اللہ تعالیٰ دست طلب بدامن مطلوب برسد بندہ و کر امہ

طریق دیگر و ادای نماز

بنا کہ وقت اول نماز روئے قلب را بسوی حقیقت کعبہ کہ صفت موجودیت حق است ساز و در حقیقت نماز
 ایاک نعبد کہ لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہ وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے
 اور اهدنا الصراط المستقیم سے دور است جو خدا کمک پہونچا دے و صراط الذین الغت علیہم سے دور است جو
 انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے و غیر المعضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ و کین گراہی سے پناہ مانگے
 اور کھرے ہونے میں طریقت و شریعت پر استقامت کی گزند و کس اور کس مع خدا کی بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ
 میں اپنی فنا اور خدا کی انجات اور بقا کا و در تشدد میں اپنی محبت کا خیال کرے اور اس بات کی کوشش کرے کہ جو نماز
 میں پڑھون اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ حق اظلم من کن علی اللہ و کذب بالصدق کا مصداق
 بنجا و گے اور حضور را و غلو من میں کوشش کر و اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کر و اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو
 اور کوئی کمی ہو تو پھر دنا و جب چند بار ایسا کر دے تو یقین ہے کہ من طلب شیئا و جبہ جانی جویندہ یا بندہ اس سے دولت
 حاصل ہو جائیگی لیکن اسی پر صبر کر و بلکہ ہمیشہ اسکی ایجابی صفت سے منتی رہو تا کہ صلوة حقیقی حاصل ہوا و خدا کو پاؤ
 اور شہر دولت از طلب تمام تا کام من برآید ہ یا جان زن بر آید چہر عمل کر و انشاء اللہ خدا کے
 فضل سے مقصد حاصل ہوگا۔

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے غم کو حقیقت کعبہ و موجودیت خدا کی صفت پر کی طرف کرے اور نماز کے فوجیت کا

بشر اظلمه و در حالت نماز و حقیقت اشک سار و در شکان در عین قیام بر سجده و در رکوع بر پیشانی و در حالت سجده بر پرتو بینی و قعود بر ابر سینۀ مشاهد کند و متغیر گردد پس چون باین طو ر کند در ادای نماز و در دولت و مشن نماید بگونه تعالی نماز حقیقی را و در ده حقایق و معارف گوناگون که مشوف گردد در مرتبه انقیاد و مخرج المؤمنین همین است که مقصود دنیا و مافیها را گذاشتن و با حق پیوستن است و الله یفرح من یشاء خدا و غا را و جمیع دوستان را را و همه طالبان حق را ازین دولت مشرف گردان و درین میران و انگیزان عینه و کوهه بجهنم النبی و آله و اصحابه اجمعین آمین آمین آمین

بعد نماز عشا با طہارت کامل و جامہ نور استعمال خوشبو ادب تمام اردیوسہ دینہ منورہ بشیلتہ و نجی ارجباب اور اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں **اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَانَ** خدائے کا تصور کرے اور اگر کوئی خیالِ ذہن میں آئے تو لا صلوة الا بمحضۃ القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا بچ کر نہ بڑھے کہ کلامِ خلق سے باہر نکلے لیکن ہر نماز میں بیشک بلند کلام سے بڑھے ۔

مقررہ فسطون کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر اجوستا کہ کے مانند پکھتا کر کھڑے ہونے کی صورت میں بچہ گاہ
 رکوع میں پیشانی پر اور پیرہین تختہ پر اور پیشانی سینہ پر، نظر کے اور متغرن ہو جائے تو جب نماز میں اسطے مشق کر لیا
 تو خدا کی دست نماز حقیقی حاصل ہو جائیگی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور مقررین ظاہر ہونگی الصلوٰۃ معراجہ المؤمنین
 کا ہی مرتبہ ہے کہ مقصد اہلی دنیا و اذہا کو چھوڑ دینا اور غلبہ علیا ناہی ۵ اللہ یُرِزُّنْ مَنْ یَّشَاءُ اس خدا کو اور تمام
 دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا جائے کہ وہ بھی حق اللہی
 وَاللّٰہُ وَاصْطَبَاحُ اَجْمَعِیْن - اَمِیْن اَمِیْن

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سننے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر بہت ادب و مہربانی سے منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی دعا گاہیں

برائے مشکل کشائی سرخ الاڑھست ہر کسے اگر حاجت سخت و دشواری پیش آید در شب چار شنبہ و پچھنبہ با طہارت تمام و اخلاص کامل دو رکعت نماز گزار دو رکعت اول سورۃ فاتحہ کی بار و سورۃ اخلاق صد بار جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دلو کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز گڑی اور نوچرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی دہنے اور الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بآئین اور الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور سوتلر جہد ہو سکے درو شریف پڑھے اسکے بعد طاق عدد دین جہد پڑھے اللہ وصل علی محمد کا اترت ان فصل علیہ اللہ وصل علی محمد کا ہوا اهل اللہ وصل علی محمد کما تحب و ترضاہ اور سوتے وقت اکس بار سورۃ نصر پڑھ کر ایک جمال مبارک کا تصور کرے اور درو شریف پڑھتے وقت قطب کسٹرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کر وٹ سے سوتے اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داہنی استیلا پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوتے یہ عمل جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگر حین بار کر کے انشاء اللہ تمام مقصد حاصل ہوگا

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سرخ لاثربے جس شخص کو کوئی حاجت اور دشواری پیش آئے چاشتنبہ اور خیشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو گھنٹین پڑھے پہلی رکعت میں ایک بار اور قل ہو اللہ سو بار سلمہ نفع دے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو عفو و مغفرت سے نوازے اور اس کے دل کو صاف کر دے اور اس کے دل میں جو کچھ حکم و نیکوئی ہو وہ بھیجے، خداوند بزرگوار اور وسیع جگہ والا ہے۔

اور دوم سورہ فاتحہ صد بار و ہر روز اخلاق یکبار بخواند و صد بار این چنین گوید کہ آسان کنندہ دشواریاں و آس
روشن کنندہ تاریکیاں و صد بار استغفار و صد بار درود و شریف بخواند و بجنوب قلب یا رضا و ندامت دعا کند چون
شب سوم آید بعد از نماز و غیرہ سر بر منہ بگذارد و استین راست بر آورد و در گردن بینا زد و دیگر زاری و خجاست
آسی دعا کند و بجاہ بارانشار اللہ تعالیٰ ضرور دعاے او تجاب شود و این عمل در خاندان چشتیہ بسیار مجرب است
و سرخ الاثر است و این را صلوة کن فیکون برائے ہمین نامند کہ در مطلب بر آری جلد تاثیر کند۔

طریق نماز استخاره

بدانکہ در ہر امر استخاره کند بعد از آن کہ فعل آرد و در استخارہ مسنون پنج خواب و رو یا ضرورت نیست فقط اطمینان قلبی
کافی است اگر فرصت نباشد صرف برد دعا کتنا یا مدبر نقیش آنست کہ دو رکعت نماز نیت استخاره ادا نماید و دو رکعت
اولیٰ فاتحہ سورہ کافرون و در دوم سورہ اخلاص بخواند بعد سلام من عا بنحو ان اللہم انی استخیرک فی
و استغفرک فی ذلک و انک تفضلک من فضلک العظیم فانک تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت علام
الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر خیر لی فی دینی و معاشی و عاقبہ امری اوفی عاجل
آخری و اجل فاقدر لی فی ذلک فی فیم و ان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی و معاشی و عاقبہ امری اوفی عاجل
اور دوسری رکعت میں الحمد سورہ بار و قل ہوا اللہ یکبار پڑھے اور سورہ بکالے دستور یون کے آسان کر نیوے اور اسے
تاریکیوں کے روشن کر نیوے اور سورہ استغفار اور سورہ بار و درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے
اور دوسری رات میں نماز و غیرہ پڑھے اگر بر منہ سر ہو کر دہشتی استین بکمال گردن میں دے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی
میں بچاس بار دعا کرے انشار اللہ تعالیٰ اسکی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے
اسی سبب سے اسکا نام صلوة کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے سنون استخارہ میں خواب غیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی
اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت
میں الحمد کے بعد قل یا اے اور دوسری میں قل ہوا اللہ آیت پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اللہم انی استخیرک
بعلک و استغفرک فی ذلک و انت تفضلک من فضلک العظیم فانک تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت علام
الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر خیر لی فی دینی و معاشی و عاقبہ امری اوفی عاجل
آخری و اجل فاقدر لی فی ذلک فی فیم و ان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی و معاشی و عاقبہ امری اوفی عاجل
اسکا دعا میں تیس علم سے بھیابی طلب کرتا ہوں اور قدرت اعلیٰ ہوں انہی قدرت سے دوسری بڑی عبادت کی تاکنا ہوں جسے کہ تمکو قدرت پورا
ہو کہ میں اور جو جاناؤں اور میں نہیں اور توحید کا بہت اہم ہے والاں سے خدا کو دعا جانا کہ کہ ہم بہت دین و دعا شرت اور میری عزت اور طلب میں توفیق

اَمْرِیْ وَاٰجِلِیْ فَاَصْرُهُ عِنْدِیْ وَاقْدِرْ لِی الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِیْ بِہِ۔

طریق دیگر استخارہ

مشائخ چشتیہ فرمودہ اند کہ بعد نماز عشاء دو گانہ یہ نیت استخارہ کر۔ اور دوسرے رکعت بعد از فاتحہ سورہ اخلاص سبار پڑھو اند بعد سلام اول و آخر درود شریف سر سہ بار یا سلام سلمتی سر صد و شصت بار پڑھو اند بعد ایں جہاں اسم اصد صد بار یعنی یا علیم علنی یا بشیر بشارتی یا خبیر اخبری یا مبین بین یا مدبر مدبر و بسوے قبلہ در طرف قطب کر دہ و پات بجانب جنوب کر دہ ہر زمین بنیاد اگر مہذب و راست اختیار دار دانا با کس سخن نہ گوید در دو گویاں بنیاد و ایں عمل را شب پختنہ و یاد و شنہ بجاء اگر دیکر شب معلوم نہ شود تا شبہ یا ہفت شب بکن و انشاء اللہ مقصد ہر یہ مقصود باشد معلوم شود۔

دیگر طریق

سورہ فاتحہ یکبار سورہ ناس سبار سورہ فلق سبار سورہ اخلاص سبار سورہ کافرون سہ بار سورہ اذا جاء نصر اللہ سہ بار و پنج بار بعد ہر قدر کہ تواند درود شریف بخواند چنانکہ در دو گویاں بنیاد پختن بہت راست تلف زود و دست بزرگ نہ نہادہ بنیاد۔

اَمْرِیْ وَاٰجِلِیْ فَاَصْرُهُ عِنْدِیْ وَاقْدِرْ لِی الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِیْ بِہِ۔

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو گنتین پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ تعالیٰ بار پڑھے سلام کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھکر یا سلام سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اسکے بعد یا علیم علنی یا بشیر بشارتی یا خبیر اخبری یا مبین بین یا مدبر مدبر و بسوے قبلہ کی چار چار سو بار پڑھے اسکے بعد منہ قبلہ کی طرف کر کے اور سر قطب کی طرف اوپر رکھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر مہذب و رہے تو اسکو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہو سو جائے اور اس عمل کو دو شنہ یا جمعرات کی رات کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورہ فاتحہ ایک بار سورہ ناس تین بار سورہ فلق تین بار سورہ اخلاص تین بار سورہ کافرون تین بار چار دن قل اور الحمد سورہ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جقدر ہو سکے درود شریف پڑھتے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوئے وقت داہنے ہاتھ پر بیٹھ کر اور بائیں گھٹے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

اے جاننے والے محکومانے کے خوشخبری دینے والے محکومانے کے خوشخبری دینے والے مجھے خبر رکھنے والے مجھے خبر رکھنے والے بیان کرنے والے مجھے سے بیان کرنے والے شہید علیؑ کے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھو ۱۲ شہید

کیفیت اعمال متفرقہ صبح وشام

برائے شغل قلبیہ ضرور است کہ سوائے فرائض و واجبات و سنن بعض عبادات و طاعات اوراد و وظائف
 لسانیکہ عمد و مقوی مفید صفائی قلب باشد عمل روزانہ چنانچہ نماز تہجد کہ فائزہ رکعت است نماز اشراق کہ شش رکعت
 است و دو نیز آمدہ است و چار رکعت صلوٰۃ اربعہ چار رکعت صلوٰۃ الزوال و شش صلوٰۃ الاذان و بیست رکعت ہرم
 آمدہ اند و چار رکعت سنت قبل عصر و چار رکعت قبل عشاء و جمعہ صلوٰۃ التنبیح اگر فراغ باشد بخواند و سونہ ایام میں دو روزہ
 پختہ بندہ دو شنبہ و شش روزہ شوال و روزہ اول ذی الحجہ اگر نتواند روزہ فرض و روزہ عاشوراء شش روزہ
 اولہ جب اول شعبان دارد و تلاوت قرآن شریف بقدریکہ در چل روز ختم کند و در میان سنت و فرض صبح چل و
 یکبار سورہ فاتحہ مع تسمیہ بخواند و بعد نماز صبح سورہ یسین و دہ بار کلمہ چارم و صد بار سبحان اللہ و یکصد بار
 اللہ العظیم و یکصد بار استغفر اللہ بخواند و صد بار استغفر اللہ صبح وشام و کلمہ طیب صد بار چل و یک بار یا
 حیی یا قیوم لا الہ الا انت اسمک ان تعجبی کل شیء و مع رفعت ابدک یا اللہ و در شریف اللہم صل علی
 سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و علیٰ کل محمد و علیٰ کل محمد کہ ہر قدر کہ تواند بخواند بعد نماز ظهر سورہ انفعا و نیز اگر تواند
 منزل لائل بخواند و بعد نماز عصر سورہ عم تیسارون و صد بار یا کریم بعد نماز مغرب سورہ واقف

صبح وشام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی شغل میں مشغول ہونے والے کو واجبات و فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اوراد و وظائف
 زبانی بھی درجہ قلب کی صفائی میں مددگار و معاون ہوں ضروری کرنا چاہیے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور
 چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاذان و بیست
 کی چھ رکعتیں اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں اور چار سنتیں نماز عصر کے پہلے اور چار سنتیں عشاء کے پہلے اور
 فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التنبیح اور ایام میں بعض کے تین روزے اور جمعرات اور
 دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے اور ابتدائے ذی الحجہ کے نو روزے اور اگر یہ ہو سکے تو عرفہ کا
 روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل جب شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر
 پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان ہم اسم اللہ کے ساتھ آٹھ کتا لیس بار
 پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چارم اور سو بار سبحان اللہ و یکصد بار سبحان اللہ العظیم و یکصد
 بار استغفر اللہ پڑھا کر اور سو بار استغفر اللہ صبح وشام کو اور کلمہ طیب سو بار اور یا حیی یا قیوم لا الہ الا انت اسمک ان
 تعجبی قلبی بنور معرفتک ابدک یا اللہ کتا لیس بار اور اللہم صل علی سیدنا محمد و علیٰ کل محمد و علیٰ کل محمد کہ ہر قدر کہ
 بعد انفعا اور اگر ہو سکے ایک منزل لائل بخواند پڑھے اور عصر کی نماز کو بعد سورہ عم تیسارون و صد بار یا کریم و مغرب کی نماز کو بعد سورہ

وبعد نماز عشاء سورہ ملک و یا سجد و صد و یکبار یا حی یا قیوم پڑھتے کہ اسْتَعِیْذُکَ اَوَّلُ اَخْرَجُوْهُ و بیا زده بار
 بحضور قلب و تصور منی بخواند و نیز صبح و شام سید الاستغفار یک بار و دو دن نام یک بار اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ
 مِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَيْكَ رُجْعُ السَّلَامِ حِيْنَ تَدْبِثُنَا بِالسَّلَامِ وَ اَدْخُلْنَا اَدَارَ السَّلَامِ شِئْرَكَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ يَا
 ذَا الْجَلَالِ الْاَكْبَرُ اَمَّا وَ اَيُّهَا الْكَرْسِيُّ وَ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ تَاْخِرُ سُوْرَةِ يَكِيْكَ بَارُوْا عُوْدُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَمَّا
 كَلِمَاتُ مَنْ شَرَعَ مَا خَلَقَ سَلَّمَ بَارُوْا يَا تَاْخِرُ سُوْرَةِ شَرْكَ بَارُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَنْصُرُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ اِلَّا كَرِهِي
 وَ لَا فَاِي لِسَانِي وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ سَبَّحْ بَارُوْا وَ ضَمِيْتُ بِاللّٰهِ وَ تَاْخِرُ سُوْرَةِ يَكِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَنْصُرُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ اِلَّا كَرِهِي
 بخواند و یک بار حزب البحر اگر خواند بعد نماز آیة الکرسی یکبار و سی و سه بار سُبْحَانَ اللّٰهِ و سی و سه بار الْحَمْدُ لِلّٰهِ و سی و سه بار
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ یکبار چارم کلمہ یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ حْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَلْمَلٰٓئِكَةُ وَ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَ اَرْضُ الْعَرْشِ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ
 شَيْءٍ شَهِيدٌ بیدہ الخیر و هو علی کل شیء شہید بخواند و وقت شروع طعنا بسم الله العزیز باریک اللہ باریک لنا فیہ و بعد از طعنا
 الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین بخواند و وقت خواب سورہ فاتحہ و آیة الکرسی یک بار و
 مسود تین ستر ستر بار و آیات آخر سورہ کاف بخواند و وقت بیدار شدن از خواب کلمہ چهارم بخواند و در حین دخول خلا

اور عشا کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو ایکبار یا حی یا قیوم پڑھتے کہ اسْتَعِیْذُکَ اَوَّلُ اَخْرَجُوْهُ و بیا زده بار
 شریف منی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار اک بار و روز کے ننانوے نام ایک بار
 اور اللہ وانت السلام و منک السلام و الیک رجع السلام حینا تدبثنا بالسلام و ادخلنا ادار السلام تبارکت
 ربنا و تعالیٰ یا ذالجلال اکبر اَمَّا وَ اَيُّهَا الْكَرْسِيُّ وَ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ تَاْخِرُ سُوْرَةِ يَكِيْكَ بَارُوْا عُوْدُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَمَّا
 كَلِمَاتُ مَنْ شَرَعَ مَا خَلَقَ سَلَّمَ بَارُوْا يَا تَاْخِرُ سُوْرَةِ شَرْكَ بَارُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَنْصُرُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ اِلَّا كَرِهِي
 الْاَرْضُ وَ لَا فَاِي لِسَانِي وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تَبَارُوْا وَ ضَمِيْتُ بِاللّٰهِ وَ تَاْخِرُ سُوْرَةِ يَكِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَنْصُرُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ اِلَّا كَرِهِي
 علیہ سلم تین بار و حزب البحر اگر پڑھے ہر نماز کے بعد آیة الکرسی ایکبار اور سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر
 تیس تیس تیس بار و حزب البحر اگر پڑھے ہر نماز کے بعد آیة الکرسی ایکبار و حْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَلْمَلٰٓئِكَةُ وَ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَ اَرْضُ الْعَرْشِ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
 اسی کلام موت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء شہید پڑھے اور کھانا کھانے کے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَمَّا كَلِمَاتُ مَنْ شَرَعَ مَا خَلَقَ سَلَّمَ بَارُوْا
 اللہ باریک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین پڑھے
 اور سوتے وقت اَکْبَرُ و آیة الکرسی ایک ایک بار اور مسود تین تین بار اور سورہ کاف کے آخر
 کی آیتیں پڑھے اور سو کے اُٹھے تو کلمہ چارم پڑھے اور پانچاں جاتے وقت

اے کوئی ہر روز دگر سو اسے خدا کے نبین ہے کوئی اسکا شریک نہیں اُسکے ملک ہے اور اُسی کے واسطے تعریف ہے وہ ہر تاج ہے اور وہ
 زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہر اور نہ فنا نہ ہوگا اسے قبضہ میں اچھالی ہر اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہر شہید۔

سعد و شست بار بخواند پس دہ بار درو و شریف بخواند ختم کند و حاجت از خداے تعالیٰ سوال کند۔

طریق ختم خواجگان قادریہ

برائے حصول ہمت اول در کست نفل بخواند بعد ازان یکصد و یازدہ بار سورۃ الم نشرح بخواند بعد ازان کلہ تجید یکصد و یازدہ بار و سورۃ یسین یک بار بعد ازان اگر ختم کمان خواند سورۃ الم نشرح ہزار و یازدہ بار بخواند و اگر ختم خرد خواند یکصد و چل و یک بار بخواند بعد ازان در ہر تقدیر درو و شریف یکصد و یازدہ بار بخواند و از خداے تعالیٰ مطلب بخواند۔

فصل در بیان موانع راہ سلوک و طریق دفع آن

بر آنکہ طالب حق را حدیث نفس و خطرات یغنی و تفکرات لایق و تشویشات خاطر مانع از راہ سلوک است و این مرض سخت است بزرگان علاج آنہا فرمودہ اند پس اگر طالب عن را در اشتغال و تسبب قلبیہ بلو ق و ساوس فاسدہ فتورے واقع شود غسل کند و جائزہ نو پوشیدہ استعمال خوشبو کند و در خلوت کما از شور و شغبالی باشد در کاید و نشیند و معوذتین و اخلاص و فاتحہ سترہ بار بخواند و سہ بار استغفر اللہ من جمیعہ ما کہ اللہ دلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تکرار نماید و سہ بار احو بخواند طرف کف چپ زند و بعدہ بر خاستہ و گناہ ادا نماید و در انجا اللهم طهر قلبی عن غیبرک و نور قلبی بنور معرفتک ابد یا اللہ یا اللہ یا اللہ ہر قدر کہ تواند تین سو ساتھ بار پڑھ کر دس بار درو و شریف پڑھ کر ختم کرے اور اپنی مراد خداے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانے کے لیے پہلے دو نقلین پڑھے اسکے بعد ایک سو گیارہ بارہ سورۃ الم نشرح اسکے بعد کلہ تجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم پڑھتا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ دفعہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اسکے بعد یک سو گیارہ بار درو و شریف پڑھے اور خداے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور انکے دفعیہ کا طریقہ

حدیث نفس اور بکارت خیالات اور نفوقا قین اور تشویشین ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوئی ہیں اور بہت سخت مرض ہیں بزرگوں نے اسکے علاج تجویز کیے ہیں اگر بے خیالات کی وجہ سے اشتغال و تسبب قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نہ کہ پڑے اور خوشبو لگائے اور خلوت و جہین شور و غل کی آواز نہ اسکے میں بیٹھو و معوذتین اور قل ہواست تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیعہ الخ تین یا پڑھے اور تین دفعہ احو پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گنا پڑھے اور جتنے بار ہو سکے اللهم طهر قلبی عن غیبرک و نور قلبی بنور معرفتک ابد یا اللہ یا اللہ یا اللہ

بدانکہ باعث فقر و تشویش خاطر بخند و جہر فروہ اندک ہے از فیاض غلبہ شوق و عشق ہم می باشد صورتش آنکہ عاشقان طالب وصال حق اند و آن حاصل نمی شود مگر بفناء طالب در ذات مطلوب فنا و قوف است بستی اسکے بعد ما بین طرف یا خود اور دہنی طرف یا خود اور دل میں یا خود کی ضرب لگائے اور تکرار کر کے اور اگر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اُسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر یہ ایسا کرے اتنا مقرر دین و ضمہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی و اثبات کے ذکر میں لا تاعل الا اللہ لا لا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدشا و خوش آوازی کا خیال رکھے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فاعل یا فاتحہ یا باسط میں سے کوئی نام نیکرہ ضربی یا چار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دروہوں طبیعت پر نشان رہے چند باہر مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا بُرے خدا ہی کے ساتھ قائم رہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک بڑائی بھی خدا کے طور سے ہے اور ہوا دل ہوا آخر ہوا نظاھر ہو الباطن و ہو بکل شئی علیہ پڑے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا اور تمام خیالات دروہو ما بین گئے۔

تفرقا اور بریشائی طبیعت کے چند اسباب ہیں کسی زیادتی شوق کے فساد سے اُسکی یہ صورت پر کہ عاشق خدا کے وصل کی آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوے محال نہیں ہو سکتا اور وہ فنا موقوف ہے ترقی

والشرح خاطر بذات او تعالیٰ چون بعض طالبین بغلبہ شوق و در اشتیاق ریاضت شاقہ بر خود می بندند و نفس را
 یک سخت از تلذذات و مالوفات باز میدارند و جوع و عطش مفرط و ترک راحت اختیار میکنند این امور را باعث
 انقباض خاطر و سنگر دوگان انشراح و انبساط و شوق گمیداشتند بسبب فتور حواس مبدل نعم و پریشانی می گره د
 علاجن مطلق العنان کردن دست نفس را در خواہشات مباحہ و ترک ریاضت تا آنکہ آن شوق و انشراح و مستی
 عمو کند و یا باعث تفرقه صبی و نامردی است کہ نفس در ترک مالوفات جسامت نمیکند و تفرقه و تشویش ر و
 میدہد علاجنش نپیدا است کہ بہت مومن و طالب حق ریاضت و طاعت است بہت منافق و دشمن حق طعاعہ و شراب
 و مالوفات و متلذذات است و طالبان حق جان و دل فدای دین حق میکنند و منافقان دین و ایمان را خدا سے
 مال می سازند و خود با اللہ منہا و یا باعث تفرقه فکر بہت کہ شیطان بر لبش انداختہ میگردد اندازد اورا بسوے نا امید
 از وصول بایقہ در امور مرشد علاجن جمع کردن بہت و خواندن لاف و تقطوع امن رحمت اللہ و یاد کردن قصہ حضرت
 موسیٰ با حضرت خضر علیہما السلام یا باعث تفرقه بغیر برگ نفسانی است کہ ظلمت آن و طالب حق است در جہت

اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر سیتے
 ہیں اور اپنے نفس کو یک سخت اُس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا جھوک اور
 پیاس اور آرام کا ترک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی ہیں اور حواس کے فتور کی وجہ
 سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اُسکا علاج یہ ہے کہ نفس کو اُسکے سبیل چیزوں کی خواہش میں خود بخود
 کرے اور اُس وقت تک ریاضت چھوڑے جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت دوستی بھر پیدا ہو جائے اور
 کبھی اُس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہو یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوٹنے کی جرأت نہیں کرتا
 اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہو اُس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی بہت ریاضت اور
 اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی بہت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول
 ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال
 و زر پر فدا کر دیتے ہیں نفوذ باللہ منہا یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اُس میں پیدا کر دیتا ہے
 جس سے دل نا امید اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع
 کرتا ہے اُس کا علاج یہ ہے کہ بہت جمع کرے اور لا تقطعوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب
 نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جس کی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اُس کے سبب سے

لہ اشرف کو اس سے بچا ہے ہر شیدائے شر کی رحمت سے نا امید نہ ہا شید

غلبہ آن پریشانی خاطر و غم و یاس می خیزد و علاجش کس نفس است با اختیار و لذت کہ نفس شاق باشد یا بدوام ذکر و خلوت تصفیہ نماید یا باعث تفرقہ قلق و اضطراب و عیبت کہ ہر چند خواہد کہ تصفیہ قلب و تجلیہ روح مشغول شود و نفس او فریاد را در می شود پس موجب آن اختلال مزاج است کہ اخلاط سودا و بیه بر دل هجوم کرده است علاجش تنقیہ و تبدیل مزاج است بقصد و استغفار یا باعث تفرقہ نجاست است کہ کثرت اعدا و جنایات باشد علاجش مبالغہ در تطہیر بدن و جار است یا باعث تفرقہ ککاب معاصی و ظلم و غیور و مساکین و تلف حق اہل حق علاجش نہ ارکان خلل است یا باعث تفرقہ غذا حرام و شنبہ باشد علاجش ترک آن و توجہ استغفار است یا باعث تفرقہ سحر و دیوانگی کہ زشتیا طہین باشد علاجش خواندن مودتین و مشغول شدن بذكر کربلا اللہ یا اللہ ہر قدر کہ تواند یا باعث تفرقہ سوراخ نسبت مشائخ طریقہ باشد علاجش رفع آن سبب است و نیز برے دفع ہر تفرقہ و تشویش نفسی و اثبات است با تطہیر بدن و جار و ملا خطہ نفسی آن جہالت۔

طریق اربعین یعنی چلہ

بدانکہ اہل طریقت بر حصول مقصود اربعین مقرر کرده اند و مندو و فائدہ کشیدہ این عمل در کتب سلوک موجود اند و این مختصر تحمل آن نیست طریقت آنکہ اول نیست خالص نماید یعنی بعضی رضای حق تعالی بہ متابعت سنت پریشانی اور برنج و نامیدی پیدا ہو جاتی ہر اسکا علاج کس نفسی آوردہ ذلت برداشت کرنا ہر نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر و خلوت کرنا ہر با اسکا سبب رنج اور اراہگی پریشانی ہر کہ جقد رودہ قلب کی صفائی اور روح کی جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہر کسی قدر اسکا نفس نا فرامی کرنا ہر تو اسکا سبب مزاج کا غفل ہونا ہر کہ سوداوی اخلاط و بر غلبہ کریتے ہر اسکا علاج ضد روتے کہ معفای اور مزاج کا مستدل کرنا ہر با اسکا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہر اسکا علاج پیہ کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اسکا سبب غر یا ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غضب کر لینا ہر اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہر یا تفرقہ کا سبب حرام و مظلومک سزاؤں کا کھالینا ہو تا ہر اسکا علاج یہ ہر کہ اُن کو چھوڑ دے اور تو بہ کرے اور کبھی تفرقہ عاد و اور دیوانگی و جوشیطان سے ہوتی ہر کی وجہ سے ہو تا ہر اسکا علاج مودتین طرحنا اور جقد ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بجا دی کر نیسے پیدا ہو جاتا ہر اسکا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہر علاوہ اسکے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاک کی ساتھ نفسی و اثبات کرنا چاہیے۔

چلہ کا طریقت

مقصود حاصل ہونیکے لیے حضرت اہل طریقت نے چلہ مقرر کیے ہیں اور اسکے فائدے اور مذہب سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر میں نہیں بیان کر سکتے طریقت یہ کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی ضامنہ کی سنت کی اتباع میں ہو کر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد از ماسویٰ اللہ و فراغ خاطر بنا بر عبادت و ذکر اللہ تعالیٰ قصد کند و محل خلوت در جامع مسجد اونی است کہ از فضل جمعہ و جماعت محروم نہاید پس غسل کند و جامہ نو پوشد و خوشبو استعمال نماید پس بسم تا ریخ ناوشبناں قبل از نماز عصر کہ وقت اول فصل است اعوذ بسم اللہ و معوذتین فیکلمہ تجید خواندہ و استقامت را استقامت از ارواح مشائخ طریقت بواسطہ مرشد خود کردہ داخل خلوت شود و در حین دخول بسم اللہ والحمد لله والصلوة علی رسول اللہ بخواند و قدم راست بزند بعد ہ اللہم افعل لی ذنوب رحمتک گفتمہ داخل گردد و دو گانہ نفل بنیت انتفاع از ماسویٰ اللہ و رجوع الی اللہ برگزارد و اگر بعد نماز عصر داخل شود نفل بخواند و متوجہ بسوے قبلہ بنشیند و فاتحہ بار و احادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم و مشائخ طریقت خود بخواند و از روحانیت ایشان در باب حصول استقامت استقامت نماید بعدہ بکوشش و مراقبہ ہر چہ ویرا از مرشد خود رسیدہ باشند مشغول شود و شرائط خلوت کردہ و امعیام و قلت منام و قلت صحبت مع الاہل و قلت برطہارت و عبادات و تلاوت قرآن و در و شریف و ذکر دائم از ارکان و شرائط طریقی خلوت است نگاہ دارد و بیچ امر ازین امور تغافل فرزند تا فائدہ خلوت حاصل آید و در اخیر عشرہ رمضان شبہاے طاقینے بست و یکے و بست سوم و بست و پنجم و بست و ہفتم و بست و نهم از زندہ دار و تار برکات لیلۃ القدر بہرہ یابد و علاوہ این در شبہای یکے او غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطہ جامع مسجد بستر ہے تاکہ جمعہ و جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہے کہ تو نہائے اور نہ کہیں پنے اور خوشبو لگائے پھر شبناں کی کیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو داخل کے پڑھنے کا وقت ہو اعوذ باللہ بسم اللہ و معوذتین اور فیکلمہ تجید پھر عصر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس مدوحین سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہونے وقت بسم اللہ والحمد لله والصلوة علی رسول اللہ پڑھے اور دہنا قدم رکھے اے اللہ افعل لی ذنوب رحمتک کہ داخل خلوت ہوا و دو قلعین ماسویٰ اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر و فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اسکو مرشد سے پہونچا ہو اس میں مشغول ہو جائے اور خلوت کی شرطین میں بہرہ ہیشہ روزہ رکھنا کم سونا لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت ہمیشگی کرنا اور در و شریف پڑھنا اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دست دن کی طاقی و اقون یعنی تیس تیس چھپن تیس تیس میں تین تین تمام رات جگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھائے اس کے سوا اور اقون میں

لیکھ کر کہ در شبہای یکے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطہ جامع مسجد بستر ہے تاکہ جمعہ و جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہے کہ تو نہائے اور نہ کہیں پنے اور خوشبو لگائے پھر شبناں کی کیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو داخل کے پڑھنے کا وقت ہو اعوذ باللہ بسم اللہ و معوذتین اور فیکلمہ تجید پھر عصر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس مدوحین سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہونے وقت بسم اللہ والحمد لله والصلوة علی رسول اللہ پڑھے اور دہنا قدم رکھے اے اللہ افعل لی ذنوب رحمتک کہ داخل خلوت ہوا و دو قلعین ماسویٰ اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر و فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اسکو مرشد سے پہونچا ہو اس میں مشغول ہو جائے اور خلوت کی شرطین میں بہرہ ہیشہ روزہ رکھنا کم سونا لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت ہمیشگی کرنا اور در و شریف پڑھنا اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دست دن کی طاقی و اقون یعنی تیس تیس چھپن تیس تیس میں تین تین تمام رات جگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھائے اس کے سوا اور اقون میں

تا ثلث شب بیدار باشد و ذکر گوید یاں در خواب رود چون ثلث آخر سید بر خاسته ملکہ استجا و وضو نموده تہجد ادا نماید و ذکر شش و مرقبہ مشغول شود تا صبح چون ہلال شوال نمودارشو دہد نماز مغرب دو گانہ شکرانہ ادا کرارہ از وضو سیر و ن آید

شرح احوال خلوت

بدانکہ مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ چون تشریف طریقیان فرمودہ اندیکہ دوام وضو ہر گاہ کہ بشکند باز بہمان وقت وضو نماید کہ این معنی موجب التشریح و تورات نیست قلب است دوام دوام میام و افطار قبل از مغرب و اکل طعام بعد عشا اگر خاصہ مشوش نشود و الا مابین مغرب و عشا بخورد و سوم تغلیل طعام لازم و اندلث معدہ خالی دارد و اگر تواند ازین ہم کم کند نہ چنانکہ از غایت منعفت التشریح و نشاط از دست برد و لذت در عبادت نماید عرض تغلیل غذا موجب رقت قلب و صفائی دل است و مقوی قوت ملکیت و متجلب انوار الہیہ است ما در الوجوع طعام اللہ چارم دائم سکوت مگر ذکر اللہ تعالی پس ساکت را باید کہ در خلوت با کسی سخن نگوید الا بعضی ضروریہ کہ پیش آید یا حاجتے پس با خادم بقدر ضرورت کلام کنند بلکہ جو خدام خود کسے اور خلوت را ہند زیرا کہ خاموشی شمرکت است و کلمہ کلمات غیر ضروریہ و اینے کہ سبب ذکر حاصل می شود رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کر تا ہو اسو جائے جب خرکی تہائی رات آئے اٹھکر جلدی استجا اور وضو کرے تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مرقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھکر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں پہلے ہمیشہ یا وضو رہے اور جو قوت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے التشریح طبیعت اور قلب کی توانیت برہمی ہو دوسرے ہمیشہ وزہ رکھنا اور نماز مغرب سے پہلے افطار کرے اور عشا کی نماز کے بعد کھانا کھا کر اس سے پریشان ہو جائتا ہو تو مغرب و عشا کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہو تیسرے کھانا کم کر دینا کہ معدہ کا تہائی خالی ہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اس قدر کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے التشریح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے عرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت نہ اندہی ہو جیسا کہ کہا گیا ہو بھونکہ لکھنا کھانا ہو چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو ساک کہ خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنا چاہیے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت لازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے لازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور

سہ لیکن اگر ایہ ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھونا افضل ہے ۱۲ شہید۔

بر باد میدہم پنجم دوام ذکر و مراقبہ است و ملا حظہ انا جلیس من ذکر فی ہمیکہ ہرگز غفلت را نہ یابد
و غرض از خلوت پہن است ششم نفی خطرات و رفع حدیث نفس است پس جہد بلیغ کند کہ خطر د
غیر از تنہیک باشد یا بد دل نہ یابد زیرا کہ دخول حدیث نفس از ذکر باز دارد و قلب را کمند سازد و قائمہ
خلوت بر باد و بد مقام دوام ربط قلب با شیخ خود باستاد و اعتقاد الگہ این ہمہ منظر حق است کہ او تامل
برای اخلاص فیض خود بر من مقرر فرمودہ و از بہن راہ وصول بآن جناب قدس ستین شدہ پس ہمیشہ صفت
محبت و تسلیم بجانب او متوجہ باشد تا در واژہ فیض بر و مفتوح گردد و دو پیچ گوناگون اعتراض بر شیخ در دل خود
نیارد کہ این منی موجب سہ راہ حق گردد و غوذا باللہ من الحود بعد لا کھود۔

کلمات بند و وصیت

طالب حق را باید کہ اول تحصیل مسائل ضروریہ صحیح عقائد فرقتہ ناجیہ نماید و اتباع کتاب و سنت و آثار صالحہ
باید بعد از ان تزیکیہ و تخلیہ نفس از ذیل شایہ چنانچہ بزرگی میفرماید رباعی خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ
دہ چیز برون کن از درون سینہ: حرص و امل و غضب و دغ و غیبت و بخل و حسد و با و کبر و کینہ
و باز تجلیہ کہ اشارہ تحصیل اوصاف حمیدہ است کہ منازل سلوک اند نماید چنانچہ رباعی ثانی اشارت
مضامع ہونا بہ پنجمین ہمیشہ ذکر او مرا قہر کرتا و انا جلیس من ذکر فی کافور کرتا ہر طرح کفایت نہ آنے
پاسکے اور خلوت کی اصلی غرض بھی ہی ہر چہ خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا چہ غیر خدا کا خواہ اچھا ہو یا
بڑا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کہ گوئی کہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تائبک اور خلوت
کے فائدہ کو مضامع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ہمیشہ ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے
اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر چہ خدا نے فیض پہنچانے کے لیے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہوا و شیخ ہی کے
فریض سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ
اچھل جائے اولیٰ و دین شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائی کہ گوئی کہ اس پر خدا تک رسائی کی کیا ہم غوذا باللہ من الحود بعد لا کھود

نصیحت اور وصیت امیر کے

حق کے طالب کو پہلے فرقتہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لیے ضروری مسائل سیکھنا چاہیے کتاب اور سنت اور
آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہیے اسکے بعد نفس کی پاکی اور اسکے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے
چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ: دہ چیز برون کن از درون سینہ: حرص و
امل و غضب و دغ و غیبت و بخل و حسد و با و کبر و کینہ: اسکے بعد قلب کو صاف کرنا اور اسکو عبادتِ دنیا جس سے
مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے، چاہیے چنانچہ ان اشار میں اشارہ ہے

لحاظ فرمائیے کہ یہ کلمات بند و وصیت امیر کے ہیں جو ان کے شاگردوں کو بتائے ہیں کہ ان کو اپنی زندگی میں یہ کلمات بند و وصیت کیسے کرنا چاہیے۔

از تائب غیر ائمه نگاہ دارد و از طلب جاہ و مرتبہ کنگرایی است پناہ جوید وقت را غنیمت شمارد و از غفلت
بر باد نبرد کہ فائز را بقضائش دود در راہ قدم در اندھنہ غم و شادی این و آن را یکسو نہند کہ این حجاب است
و از صحبت نا جنس خلاف شرع کہ برو فی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نباشد در بانگرجہ از و کرامات
و خرق عادات بظہور آید و با سنان پرد و از مردمان بقدر ضرورت احتیاط نظر کند و بہر تنگدستی کہ بشادہ پیشانی پیش آید
و بہر دامن بجز و انکسار و عالمہ کند و بوسیلتی را شعار خود سازد و اعتراض بر کسی نہ کند و سخن ملائم و نرم گوید و سسکوت و
خلوت را دوست دارد و بجا طرح در کار خود سرگرم باشد و تشویش را بدل راہندہ و ہمہ امور پیش آیند از حق داند و
در اہم با سنان دل باشد تا خاطر و غیرہ نیاید و نفع رسانی را در امور دینی بر خود لازم داند و در سر کار اول نیت خالص کند
بعد از ان عمل آورد و در خور و وفات از اعتدال نزو و نہ چندان زیادہ کہ کسل آرد و نشان قدر کم کہ سبب ضعف
از عبادات باز ماند علی ہذا القیاس در سر امر از افراط و تفریط بہر سبب و اگر نفس را غمہ چربے ہی از و کدای ہم گیری
و بہرست کہ قوت از کسب سازد و اگر توکل نہ ہم زیبا است و لائق باشد بشرطیکہ از کسے طمع ندارد و دل را از تعلق
غیر ائمه پاک دارد و از هیچ کس امید و ترس بجز حق تعالی ندارد و با سوا انہں نگردد و دطلب حق بے آرام و سیراحت
و مضطرب ماند و ہر جا کہ باشد با خدا باشد و ہمیشہ و کثرت الہی شکر نماید و از فقر و فاقہ و تنگدستی و قلت مسیشت

اس میں غیر ائمه کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور عزت کی خواہش کو نا اپنے نگراہ کرنا ہی اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت
سمجھے غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ کیا وقت پھر آجہ آتا نہیں۔ اور مردانہ وار کام نہی کرے اور خوشی و غم کو
بالاے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسول کا پابند نہ ہو اسکی صحبت میں نہ شریک نہ ہو
اگرچہ اس شخص سے کہ امتین اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے
اور اچھے بُرے سے خوش اخلاقی سے پیش کئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور
نیستی کو اپنا طبقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نہی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہوا اور اطمینان
سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں انکو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی
حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت
سے سر انجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اسقدر کھائے کہ کابل موحالے اور نہ اتنا کم کہ ضعف
کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اس طرح ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس
سے کام بھی ملے اور بہتر تو کم اکر کھانا ہو اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا سے
تعلق سے علاحدہ رکھے اور کسی سے امید اور خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور
سکھام نہ رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زیادہ خدا کی نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور ردیہ کی

بود و کوتاہ دست و کوتاہ طبع باشد و شرمگین و کم گو و کم سخن و صلاح جو بسیار طاعت و نیکو کار و نیکو رفتار و باوقار
 بوده باشد پس این است نشان نیکو خلقی و اوصاف پسندیدہ و نیز ہر کہ این حاصل نماید باید کہ غرہ نہ شود و ہر خود
 گمان نیکو نہ برد و نیز از زیارت مرآت اولیا و مشائخ شرفیادہ باشد و بوقت فراخ خاطر ہر مرزا از آنہا
 نشستہ بجانب ر و جانبیت او شان توجہ نماید و حقیقت آن را بصورت مرشد خود تصور بخود فیضیاب شود
 و برکت گیرد و نگاہ بر مرآت عظمی اہل اسلام رفتہ موت خود را یاد کند و از فاجحہ و شان را ثواب رساند و ادب
 و حکم مرشد خود را بجائے ادب و حکم خداوند تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داند کہ نائب او شان است
 و نیز ہر کس کہ ازین فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد و مولوی رشید احمد صاحب سلمہ و مولوی
محمد قاسم صاحب سلمہ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجائے من راقم اوراق بلکہ

بعد اراج فوق از من شمار اگرچہ نظام ہر عالم بر عکس شد کہ او شان بجائے من و من بمقام او شان شدم و صحبت
 او شان را غنیمت داند کہ این چنین کسان درین زمان نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب ہو و باشد
 و طریق سلوک کہ درین رسالہ نوشتہ شدہ در نظر شان تحصیل نمایند انشاء اللہ تعالیٰ سببے بہرہ بخوانند مانند
 کہے خیال اول را بچی نہ ہو اور شرم کرنے والا اور کم ہونے والا اور بے بیخ اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنیوالا
 اور نیکو کار اور باوقار ہو اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہیے کہ غور نہ کرے اور اپنے
 کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے شرف ہو اگر کہے اور فرصت کے وقت
 اُن کی قبروں پر اگر ر و جانبیت سے اُن کی طرف متوجہ ہو اور اُن کی صحبت کو مرشد کی صورت میں خیال
 کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور اُن پر
 ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی
 جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں نیز جو شخص مجھے محبت اور عقیدت رکھتے وہ

مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو کمالات ظاہری اور
 باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں عالم بر عکس ہے کہ میں اُن کی
 جگہ براہ ور وہ میری جگہ پر ہیں اور اُن کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ اُن کے ایسے لوگ اس زمانہ میں نہیں پائے
 جاتے ہیں اور اُن کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے دجو اس
 کتاب میں ہیں، اُن کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ تعالیٰ بہرہ نہ رہے گا

لے کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے
 سے آخرت اور موت یاد آتی ہے ۱۲

اللہ تعالیٰ درعرشان برکت دہاواز تہامی نہامے عرفانی کمالات قربیت خود مشرف گردانا و بمراتبات
عالیات رسانا دہاواز نور ہدایت شان عالم را منور گردانا دوتا قیامت فیض او شان جاری دارا دہجومم
النبی والہ الامجاد اللهم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا واولمشائخنا ولاحبابنا ولجميع المؤمنين والمؤمنات
والاحیاء منهم ولا اموات برحمتک یا ارحم الراحمین آمین آمین یا رب العالمین وحصلہ
اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ذکر کیفیت سلاسل مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بیان سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ

باید دانست کہ فقیر فقیر تنگ خاندان و بدنام کنندہ بزرگان طریقت رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ
را نسبت بیعت واریت با صحبت و اجازت و خرقہ از حضور ہدایت بنحو قطب دوران پیشوا سے عارفان
نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میان جیو شاہ نور محمد جہاننوی چشتی است قدس اللہ سرارہ
وایشان را از شیخ المشائخ حاجی شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی وایشان را از شاہ عبد الباری امر وہی
خدا ان کی عربین برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربیت کے کمالات سے مشرف فرمائے
اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک انکا فیض جاری رکھے اللہم اغفر لنا ولوالدینا و
لاستاذنا واولمشائخنا ولاحبابنا ولجميع المؤمنين والمؤمنات الاحیاء منهم ولا اموات
برحمتک یا ارحم الراحمین آمین آمین یا رب العالمین وحصلہ اللہ تعالیٰ علی
خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیے کہ فقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا بدنام کرنے والا رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ
کو حضور فیض بنحو قطب دوران پیشوا سے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میان بنحو شاہ
نور محمد صاحب جہاننوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت و ارفاق و اجازت اور خرقہ حاصل
ہے اور انکو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی سے اور انکو حضرت شاہ عبد الباری امر وہی
لہ اسے خدا بخشدے ہر گز اور والدین کو استادوں کو مشائخ و ستون اور تمام زندہ اور مردہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی
رحمت سے اسے سب رحم کرنے و انون میں زائد رحم کرنے والے مولانا صہب اللہ شہید انصاری۔

ایشان را از شاہ عبدالمادی مروہی و ایشان را از شاہ عضد الدین و ایشان را از شاہ محمد کی و ایشان را از شاہ محمدی و ایشان را از شاہ محب اللہ آبادی و ایشان را از شیخ ابوسعید گنگوہی و ایشان را از شیخ نظام الدین بلخی و ایشان را از شیخ جلال الدین تھانسیری و ایشان را از قطب العالم عبد القدوس گنگوہی و ایشان را از شیخ محمد عارف رودی و ایشان را از شیخ جلال الدین کبیر لا و لیا پانی پتی و ایشان را از شیخ شرف الدین ترک پانی پتی و ایشان را از محمد و علاء الدین علی احمد صابر و ایشان را از شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجدھنی و ایشان را از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را از خواجہ معین الدین حسن بھری و ایشان را از خواجہ عثمان ہارونی و ایشان را از خواجہ حاجی شریف زندی و ایشان را از خواجہ مود و چشتی و ایشان را از خواجہ ابو یوسف چشتی و ایشان را از خواجہ ابی احمد ابدال چشتی و ایشان را از خواجہ ابواسحق شامی و ایشان را از خواجہ مشاد علودینوری و ایشان را از خواجہ امین الدین ابوسیرہ بصری و ایشان را از خواجہ حذیفہ مرعشی و ایشان را از خواجہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی و ایشان را از خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض و ایشان را از خواجہ عبد الواحد بن زید و ایشان را از امام العارفین خواجہ حسن بصری و ایشان را از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و ایشان را از سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ و صحابہ جمیعین۔

اور ان کو شاہ عبدالمادی مروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیری اور ان کو قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف رودی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر لا و لیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو محمد و علاء الدین علی احمد صابر اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجدھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن بھری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندی اور ان کو خواجہ مود و چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابواسحق شامی اور ان کو خواجہ مشاد علودینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابوسیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادہم بلخی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبد الواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ و صحابہ جمیعین سے۔

سلسلہ حشیشہ نظامیہ وقدوسیہ

و نیز حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت طریقہ نظامیہ از مرشد خود شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی و ایشان را از سید بطن بہر اچھی و ایشان را از سید اجل بہر اچھی و ایشان را از سید جلال الدین بخاری از مخدوم جانیان جہان گشت از خواجہ نصیر الدین روشن چہرا غ دہلی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء ابن احمد بدلاؤنی از خواجہ فرید الدین شکر گنج مذکور نامہ و در عالم صلے اللہ علیہ وسلم

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

و نیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ طریقہ قادریہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم اودھی از سید بطن بہر اچھی از سید اجل بہر اچھی از مخدوم جانیان جہان گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید بن ابوالقاسم از شیخ ابوالکلام فاضل از شیخ قطب الدین ابوالنیش از شیخ شمس الدین علی الفخ از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسید مخدومی از شیخ ابوالحسن قرشی علی التکاری از شیخ ابوالفرح ططوسی از شیخ عبدالواحد بن عبد العزیز بن تیمی از شیخ ابوبکر شلی از شیخ جنید بندادی از شیخ سری قطلی از شیخ معروف کرخی از داؤد طائی از شیخ

سلسلہ حشیشہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم اودھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بطن بہر اچھی اور انکو سید اجل بہر اچھی اور ان کو سید جلال الدین بخاری اور ان کو مخدوم جانیان جہان گشت خواجہ نصیر الدین روشن چہرا غ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء ابن احمد بدلاؤنی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم اودھی سے اور انکو سید بطن بہر اچھی سے ان کو سید اجل بہر اچھی سے انکو مخدوم جانیان جہان گشت سید جلال الدین بخاری سے انکو شیخ عبید بن عیسیٰ سے انکو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے انکو شیخ ابوالکلام فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالنیش سے ان کو شیخ شمس الدین علی الفخ سے انکو شیخ شمس الدین حداد سے انکو امام الاولیاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسید مخدومی سے ان کو شیخ ابوالحسن قرشی علی التکاری سے انکو شیخ ابوالفرح ططوسی سے انکو شیخ عبدالواحد بن عبد العزیز بن تیمی سے انکو شیخ ابوبکر شلی سے انکو شیخ جنید بندادی سے انکو شیخ سری قطلی سے انکو شیخ معروف کرخی سے انکو شیخ داؤد طائی سے انکو شیخ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدوسیہ

سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

سے نیز ابوعلی فارسی کو بہت ادب و اجازت خواہاں ہو کہ خرقائی سے انکو ایڑ پر بٹھایا سے انکو امام جعفر صادق سے انکو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے انکو سلیمان فارسی سے انکو ابوالنعمین حضرت ابوبکر الصدیق سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کا قال بعض اہل شیعہ

نصیر آبادی از خواجہ ابو بکر شبلی از سید الطائفہ جنید بندا دی از شیخ سری سقلی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً و نیز درین سلسلہ فقیر را اجازت و خرقدہ از مرشد خود مولانا میا نجیو نور محمد شاہ و ایشان را از حضرت سید احمد شہید از شاہ عبد العزیز از شاہ ولی اللہ از شاہ عبد الرحیم از شاہ سید عبد اللہ از سید آدم بنوری از امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باسر از خواجہ الکنکی از مولانا درویش از مولانا زاہد از خواجہ عبید اللہ از احرار تاسرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایضاً و نیز فقیر را بیعت و اجازت امین طریقتہ از مرشد سابق خود حضرت مولانا و بادینا سر حلقہ مجاہدین مولانا نصیر الدین دہلوی و ایشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ محبت اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت مجدد تاسرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نصیر آبادی سے اُن کو خواجہ ابو بکر شبلی سے اُن کو سید الطائفہ جنید بندا دی سے اُن کو شیخ سری سقلی سے اُن کو شیخ معروف کرخی سے اُن کو شیخ داؤد طائی سے اُن کو خواجہ حبیب عجمی سے اُن کو امام الاولیاء حسن بصری سے اُن کو حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اُن کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقدہ اپنے پیر مولانا میا نجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور اُن کو حضرت سید احمد شہید سے اُن کو شاہ عبد العزیز سے اُن کو شاہ ولی اللہ سے اُن کو شاہ عبد الرحیم سے اُن کو شاہ سید عبد اللہ سے اُن کو سید آدم بنوری سے اُن کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سے اُن کو خواجہ باقی باسر سے اُن کو خواجہ الکنکی سے اُن کو مولانا درویش سے اُن کو مولانا زاہد سے اُن کو خواجہ عبید اللہ از احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس طریقت کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا و بادینا سر حلقہ مجاہدین نصیر الدین دہلوی سے حاصل ہے اور اُن کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے اُن کو خواجہ ضیاء اللہ سے اُن کو خواجہ محمد زبیر سے اُن کو خواجہ محبت اللہ محمد نقشبند ثانی سے اُن کو خواجہ محمد معصوم سے اُن کو حضرت مجدد سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔

نیز حضرت مجدد کو اجازت بیعت تمام طریقتہ چشتیہ قادریہ سرور دیکر دیہ دار یہ قلندر یہ کی اپنے پیر مرشد شیخ عبداللہ سے اُن کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے اُن کو عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء ۱۳ مولانا محمد صبغت اللہ شہید انصاری فرمائی ہیں۔

سلسلہ سروردیہ قدوسیہ

و نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی را از مرشد مرشد مرشد مرشد خود سید اجل بہر انجی و ایشان را از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از والد خود صدر الدین از اولاد خود شیخ بہار الدین زکریا ملتانی از امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سروردی از شیخ ضیاء الدین ابو انجیب سروردی از شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد دینوری از شیخ نمشا د علو دینوری از حضرت جنید بندا دی از معروف کرخی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلسلہ کبرویہ قدوسیہ

و نیز شیخ جلال الدین بخاری را اجازت طریقہ کبرویہ از شیخ حمید الدین سمرقندی از شمس الدین بن ابو محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادہم سے از شیخ عطایا سے خالدی از شیخ احمد بابا کمال جندی از شیخ نجم الدین کبری سے از عمار یا سراسر از ابو انجیب سروردی از شیخ احمد غزالی از ابو بکر نساج از ابو القاسم گرگانی از خواجہ ابو عثمان مغربی از ابو علی کاتب از شیخ علی رودباری از سید الطائفہ جنید بندا دی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم۔

سلسلہ سروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد مرشد مرشد مرشد سید اجل بہر انجی سے اجازت حاصل ہوا اور گنگوہی والد شیخ جلال الدین بخاری سے اُن کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے اُن کو اپنے والد صدر الدین سے اُن کو اپنے والد شیخ بہار الدین زکریا ملتانی سے اُن کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سروردی سے اُن کو شیخ ابو انجیب سروردی سے اُن کو شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سروردی سے اُن کو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے اُن کو شیخ احمد دینوری سے اُن کو شیخ نمشا د علو دینوری سے اُن کو حضرت جنید بندا دی سے اُن کو معروف کرخی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے اُن کو شمس الدین بن ابو محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادہم سے اُن کو شیخ عطایا سے خالدی سے اُن کو شیخ احمد بابا کمال جندی سے اُن کو شیخ نجم الدین کبری سے اُن کو عمار یا سراسر سے اُن کو ابو انجیب سروردی سے اُن کو شیخ احمد غزالی سے اُن کو نساج سے اُن کو ابو القاسم گرگانی سے اُن کو خواجہ ابو عثمان مغربی سے اُن کو ابو علی کاتب سے اُن کو شیخ علی رودباری سے اُن کو سید الطائفہ جنید بندا دی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

مناجات

ہو مت مرگ کن باخبر انجام
بجملہ اولیاء ابدال واقطاب
بمشاق و بقیاد و بہ زمت
آلہ العالمین مارا نگہ دار
اگر میرم بدہ یارب بجاتم

خداوند باین پیران عظام
بجق آل و ازواج و باصحاب
بعوث و فرد و ابرار و با و تا د
زوسب نفس کا فریش غنخوا
بجو دشغول دار اندرجیاتم

دعا

اے خدا ان پیران عظام کے صدقہ میں موت کے وقت میرا خاتمہ بھی طرح کر کے خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و آل و ازواج و تمام اولیاء ابدال اقطاب غوث اور فرد و ابرار عشاق عباد زیادہ بیکے طفیل میں غنخوا بد طینت نفس کے ضرر سے بھکو محفوظ رکھ اور اپنے ہی کاموں میں میری زندگی کو مشغول کرے اور موت کے نجات دے۔ آمین فرم آمین۔

۱۔ یہ اصل کی مناجات کا مقرر ترجمہ جو صاحب اصل مناجات پڑھنا چاہیں وہ سن میں دیکھیں ۱۲ مولانا مصیبت اللہ شہید۔

خاتمہ الطبع

تصفیۃ القلوب جو اوداد و ازکار میں ذرۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کا جمع کیا ہوا ایک نادر ذخیرہ ہے اور جس کا ایک عرصہ سے ایک زمانہ مشاق تھا الحمد للہ کہ اُمکی وہ تمنا و آرزو پوری ہوئی اور جناب مولانا مصیبت اللہ صاحب شہید لکھنوی نے سلیس اردو زبان میں اسکا ترجمہ کیا اور اس ترجمہ کا نام انوار العیوب رکھا جس تصنیف ہمیشہ کے لیے مطبع ہذا کو دیدیا چنانچہ مطبع مجیدی واقع کانپور میں باہتمام تمام حاجی محمد شفیع صاحب خلیفہ حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الوہاب بمبارک رجب ۱۳۵۷ھ مطبع ہو کر شائع ہوا لہذا کوئی صاحب اس کے طبع کرنے کا قصد نہ فرمائیں ورنہ نفع کی بے سود کوشش کے نتیجہ میں نقصان اٹھائیں گے فقط۔

المستقر فی بحر مطبع مجیدی کانی پور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مب فرایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاج کتب کلکته خلاصی ڈول نمبر ۸۵

فیض المسئل

ارشاد مرشد

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن علی جناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الوہب

مطبعہ محمد شفیع ابن علی جناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الوہب

فیصلہ ہفت مسئلہ

مولانا شریف فاطمہ عرش سماع نثار غیر اللہ جماعت ثانیہ امکان نظیر امکان کذب
از افادات منبع الغیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی اوانہ سیدنا مولانا
الحافظ الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب جبر تھانوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ محمدہ نستغفرہ ونستعینہ ونومن فی توکل علیہ ونعوذ باللہ من شر وفساد من سیئات امان من مہلکاتہ
فلا یصل الی من فیصلہ فلا بدی لہ وشدان لاکل اللہ وحدہ لا شریک لہ وشدان سیدنا مولانا محمد عبد ورسولہ
ابا بقیہ امداد اللہ الخفی ایشی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر کی ربط و تعلق رکھتے ہیں
عرض رسا ہے کہ یہ امر سلسلہ ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی و دینی اور نافع فی موجب مضرت
نوی دینی ہو اور کجک بعض مسائل فریضہ میں یا اختلافی بق ہو جس طرح کجک اور فتنہ پیدا ہو ہی میں اور
خوس کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے حالانکہ اکثر امویین محض نزاع لفظی ہی اور مقصود متحد جو نہ عموماً
مسلمانوں کی اور خصوصاً پیر تعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر نہایت صدمہ ہوتا ہے اس لیے فقیر کے دل میں کیا کہ مسئلہ
مذکورہ کے متعلق مختصر مضمون قلمبند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جائے چنانکہ
اسوقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں مگر فقیر نے ان ہی مسائل کو یا جن میں اپنی جماعت کو کجک مختلف
دو وجہ اول تو کثرت اختلافات اس درجہ ہو چکی ہے کہ اسکا احاطہ مشکل ہے دوسرے ہر شخص سے امید قبول
نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں اولادہ معدود دوسرا یہ قبول غالب میں لیے مسائل
جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہو سات ہیں پانچ علی دو علی ترتیب بیان میں اسکا احاطہ کیا کہ
کہ جن میں سب زیادہ گفتگو ہے انکو مقدم رکھا جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علی ہذا القیاس اور اپنا مشیہ
اور ایسے مسائل پر جو عملد آمد مناسب ہے لکھ دیا حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث نفع فیاد و اہمی
ہو جائے اور حضرات بھی اگر اسکو قبول فرما کر نفع ہوں تو دعا کریں اور فراموش نہ کریں اور کوئی صاحب اس تحریر کے

جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا ناظر کرنا نہیں بلکہ اولی التوفیق ۔

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت خرازمی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات نبوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تفسیلات میں ہے جن میں بڑا اصرار قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل من عہ ضلالہ و اکثر علماء اجازت تیرہین لاطلاق دلائل فضیلہ الذکر اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے گا پھر مرآت الی فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فورا دہی ریش پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کج عبادت جانتا ہے اور ہیئت سبب مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو نہ نماز عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تنظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت کی ہیئت معین کر لی اور مثلاً تنظیم ذکر کو ہر وقت سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سہولت و دام یا اور کسی مصلحت کے اربع الاول مقرر کر لی اور کلام فیصل مباح میں از بس طبع ہے ہر محل میں جدا جدا مسائل موالید میں بعض مصلح مذکور بھی ہیں اگر تفسیلا کوئی مطلع ہو تو مصلحت اندیشیاں مشین کا اقتدار ہو سکے نزدیک یہ مصلحت کافی ہو سکتی ہے تاہن تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور اگر ان تخصیصات کو قرب مقصود جانتا ہے مثلاً نماز و زکوٰۃ و شیک سوخت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یون اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین ہو مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو توبہ کا نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود و شرط سے بچاؤ جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود و اگر ان امور کو ضروری یعنی واجب سمجھتا ہے تو بیشک ضروری معنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جو بعض اعمال میں تخصیص ہو کرتی ہے کہ انکی رعایت نہ کرے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں وہ اثر خاص نہ ہوگا اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی مروجہ ان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو ہیئت کذا یا نہ موجب بعض برکات

یا آثار کا اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ اگر خاص
بدون قیام نہ ہوگا اسکے بدت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک لامر باطن ہوا اسکا حال بدون نسبت
کی ہو جو یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرآن مجید سے کسی پر بدگمانی کرنی چھٹی نہیں مثلاً بعض لوگ کہیں
قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بجا ہو کہونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ
اس ملامت شہرہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ صراحتاً مستحب بھی نصیت ہوتا ہے مگر ہر
لامت یہ قیاس لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہ ہوتی ہیں
کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و عادت خواہ عادت نبوی ہو یا بنی کسی دینی پر مبنی جو
لامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار تھا کہ یہ
اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اس لیے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں
تشریف لادین اور سب لوگ عظیم کو کھڑی ہو جاوےں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا
کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً
عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید تم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت
کرنے کے گریہ اسوجہ کہ ایک رسم صحیح کو ترک کیا ہوتا ہے یا مثلاً جو کئی ماں میں مخصوص منتر لے کے ساتھ تھا کوئی
ناواقف کسی شخص کو بخن کرتا ہوا سنا اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس کے اسکو دوسرے
عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا ہے حال صحت ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب نہ ہونا مشکل ہے اور فرضاً
کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض واجب تھا تو اس کو صرف اسکے حق میں بدت ہو جائیگا جن لوگوں کا اعتقاد
نہیں ان کو حق میں مباح و تحسین ہیگا مثلاً بعض مشددین حجت دفری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ حجت
کے حق میں بدت ہو جاوے گی اور حیل اہل علم صرف جاہلوی بعض ریادتیان کی کھڑکی سے موضوع روایات پڑھنا
گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جملا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف
کے خلاف ہے مثلاً بعض وعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا اپنے وعظین بوجہ ابتلا مرفوع
وعورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ منوع ہو جاوے گی مع مہر کیے تو یکھلے مسوز

اور بایہ اعتقاد کہ مجلس لدین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے
 بڑھنا ہی کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقالات پر اسکا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہ کہ اگر کیسے
 علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوے ضعیف شبہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت
 جو دلائل نقلیہ کشفیہ سے ثابت ہے اسکے آگے یہ ایک دنی سی بات ہے علاوہ اسکا اللہ کی قدرت و مجل کلام
 نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے اگر اپنی حکمت شریف کھین اور درمیانی حجاب اٹھ جائے ہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے
 اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب ہی جو مقتضا
 ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں یا سبب سے وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقعہ ہے اور امر
 ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے والدیت ہر ممکن کے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کہ اختلاف دل سے
 اگر کسی کو دلیل ملے اور مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے اور یہ دلیل
 ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اسکو ضرور ہے مگر شرک کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس
 مسئلہ میں ہے جو مذکور ہوئی اور شرب نفیر کا یہ ہے کہ محفل مولدین شریعت تا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھا سیرال منقہ
 گرتا ہوں اور قیام میں لطف ولدت پاتا ہوں رہا عمل درآمد جو اس مسئلہ میں کھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ
 اختلافی ہو اور ہر فرقہ کو پاس لال شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ مسائل اختلافیہ فریقین
 ہوا کرتا ہے پس اس کو تو یہ چاہیے کہ جو انکو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فرقہ کیساتھ تنفیذ نہ کریں نہ نفرت
 و تحقیر کی نگاہ سے اسکو دیکھیں نہ بغض و تفریق کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور ہم ملاقات
 و مہاکبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور ترویج و مباحثہ و مسخوٹا بالا رہیں گو ہذا یا ناس
 کہ منصف اہل علم کہ خلاف ہے ہر پیر رکھیں بلکہ ایسے مسائل ہیں فتویٰ رکھیں مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک سر
 کی رعایت رکھو مثلاً اگر اربع قیام عامل قیام کی محفل میں شریعت جائے تو ہر مولا اس محفل میں قیام کریں نہ ہر ایک
 کسی فتویٰ کا بربا ہونا محفل نہ ہوا جو قیام ہو تو اسے قیام بھی اس وقت قیام میں شریعت جائے اور عوام نے
 غلو در زیادتیان کر لی ہیں انکو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا انکا زیادہ مفید ہوگا جو خود مصلحت و قیام میں
 شریعت ہو تو ہر آدمی اور جو مانع اہل کو ہیں انکو سکوت مناسب ہے ایسا سو میں مخاطبت ہی کریں نہ جبراً ان کو رکھا

عادت ہو وہاں مخالفت کر جی ہاں ہو وہاں بجا نہ کریں غرض فتویٰ کو بحین قصہ حکم کی دلیل کافی ہو اور جو زمین
 مانعین کے منہ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو انکو یہی تحقیق ہوا ہو گا یا انتظار مانع کرتے ہو گے کہ بعض قسم پر عمل
 عمل ہی منع کرتے ہیں تب اسے بچتے ہیں اگرچہ اسوقت میں اکثر یہ تدبیر مفید ہوتی ہو اور مانع ہیں جو زمین کی
 تجویز کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو انکو تحقیق یہی ہوا ہو یا غلبہ محبت کے عمل کرتے ہیں اور حسن ظن یا مسکن کے
 سو لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اسکی تحقیق پر عمل کریں اور
 دوسرے فریق کے لوگوں کو تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علما کی شان میں گستاخی کرنا چھوڑنا منہ ہری
 بات کا مصداق ہو غیبت اور حسد اعمال ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تصائب عداوت سے
 بچیں اولیٰ ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں کہ یہ کام علما کا ہو عوام کو علما پر
 بدگمانی اور مسائل میں شبہ پیدا ہوتا ہو اور اس مسئلے میں جو تحقیق اور علم و تدبیر کر لیا ہو چھپا کر رکھ لیں
 ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہو جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جگہ ہاں
 ذکر ہو اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معافہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز عصر و نماز
 پنجگانہ و ذکر تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی پاوسی اور بکے سوا بہت امور ہیں جن میں سخت و شدید مسائل رہا
 ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہو گا سب اسکی عددی مہربانی میں حفظہ متعین لکھنا اللہ تعالیٰ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مرحومہ کا

اسمیں ہی گفتگو ہو جو مسئلہ مولدین مذکور ہوتی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب روح اموات
 میں کیسکو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص تدبیر کو متوجہ علیہ ثواب سمجھ یا حاجتیں اس اعتقاد کو تو ممنوع
 ہو اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تفسیر نہایت کلامیہ ہو تو کچھ چرچ نہیں جیسا بصدیحات میں
 سوز خاص میں کہ نیکو فہما و محققین نے جائز رکھا ہو اور تجویز میں اکثر مشائخ کا معمول ہو اور قابل ہی دلیل معلوم ہوتا ہو
 کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی حاجت کی تیار تھیں
 میں کیسکو خیال ہو کہ جب نماز میں نیت چرند دل سے کہ فی ہر گز موافقت قلب لیساں کے کلام کو زبان سے کہنا
 بھی محسن ہے اسی طرح اگر مردان زبان کہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانیکا ثواب خلائق میں کو پہنچ جائے تو بہتر ہے

پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارا الیہ اگر درود موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب کھانا درود لانے لگے
 کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بجلی میدے
 و اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع بین الصیادین ہر جمع چو خوش بود کہ ہر ایک کرشمہ دد کار
 قرآن شریف کی کتب ترین بھی جو حفظ فرمیں تو ثواب بہت زیادہ ہیں پھر کسی کا لگن کسی خیال کیا دعا کیلئے
 رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا کھانا اس کی پانی دیا بھی
 مستحق پانی پلا تاثر ثواب اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس بہت کدائیہ حاصل ہوئی رہا
 قیمن تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اس وقت وہ یاد آجاتا
 ہوا ضرور ہو رہتا ہے اور زمین تو سالہا سال گزرے گا کہ کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں
 ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے جن آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور کتب
 مصالح مذکورہ کو نہیں بعض سرائیکی ہیں پس الگوی مصلح بنام شخص منہ تو کچھ مضائقہ نہیں رہا تو ہم کا
 غلو اور اسکی اصلاح کرنی چاہی اس عمل کو کیوں منع کیا جاتا تھا انکا غلو اہل فہم کو فعل میں مہتر نہیں ہو سکتا
 لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ رہا شبہ تشبیہ کا میں بحث از بس طویل ہے مختصر تا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ آفتاب
 رہتا ہے جو جنت کے عادات اس قوم کے ساتھ ایسی خصوصیتوں کے جو خصوصیتوں فعل کر دیتی قوم سے بچھا جاوے یا اس پر حیرت
 ہوا اور جب سب سے قویوں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے در نہ اکثر امور متعلق عادات و
 ریاضات جو غیر تو مومن مآخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت پھیل گئی کہ کسی عالم درویش کا کھڑی اس سے
 خالی نہیں امور مذموم نہیں ہو کر قطعاً لیل قبا اس میں کافی حجت ہے البتہ جو بہت عام نہیں ہوئی و
 موجب تشبیہ ہے اور ممنوع پس بہت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ خصوصیتوں میں اور گیا ہو جن حضرت عو
 پاکس سرور کی دھواں میوان چاہے شمشاہی سالیانہ غیرہ اور تشبیہ حضرت شیخ علی الحدادی و دلوئی جو تشبیہ
 علیہ اور سہ منی حضرت شاہ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ جملے شبہ برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے
 اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور شرب فقیر کا اس سلسلے میں یہ ہے کہ فقیر پانچ سو بیت کا نہیں ہے مگر اگر نہ انوار انکار
 نہیں کرتا اور علمد آمد اس مسئلے میں ایسا کھانا چاہی پانی درون فریقوں کا باہم حمل جگر نہا اور مباحہ و دل قائل کرنا

تیسرا مسئلہ عرس و سماع کا

لفظ عرس ناخود اس حدیث سے ہے کہ تم کو موتہ العروس یعنی بندہ صانع سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں صال محبوب حقیقی جو اس بڑھکڑ کو عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب روح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں فیوض برکات حاصل ہو ہیں نکاح زیادہ حق ہے اور بڑے پر ہونے کے لئے ملا جو بہت دیا محبت تزاہد برکات، اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ سیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت کشاکش و فتنوں فرور ہوتے ہیں اس میں جس عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کر لے اس لیے مقصود یہاں عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں یا ہم ملاقات بھی ہو سکا اور صاحب فکر کی روح کو قرآن طعام کا ثواب بھی پہونچایا جاوے مصلحت، تعین تو میں ہاں اس یوم و تھا کو مقرر کرنا اس میں اسراف غصہ میں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہی اسلئے تجدید حال اور ازاد ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی استعداد ہو اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علما نے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے بلکہ اشجریہ میں دھندلے و قدیمی کا سوا اسکے صحیح معنی میں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت آراستگی و دھوم دھام کا اہتمام نہ منع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطی عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور زینت کے لیے اور یہی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ قدس کبھی منع ہونا و ہذا باطل پس حتیٰ یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً و دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرات و طعام بھی جائز اور تعین تاریخ مصلحت بھی جائز سب ملکہ بھی جائز رہا یہ سبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھیں اور آریہ فاسے بمحو الہ و اخصوا کی مخالفت ہوتی ہے سوا اولا تو علما نے لکھا ہے کہ خلافتِ ناز کے ایمر صحابہ کے لیے ہے ترک حجب پر اتنا شور و غل نامناسب ورنہ لوگوں کا متبہ بن پڑنا منع ہوگا دوسرے اگر کسی کو تحقیق کہ یہ وجوہ عام ہیں تو اصل عمل کے منع کرنے سے بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مروج و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اس میں اشربک نہونا چاہیے

رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث طویل ہو چکا خلاصہ یہ کہ مسئلہ اختلافی ہے سماع بعض میں بھی اختلاف ہے جس میں
محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جو از جمع ہوں اور عواض نہ مرتفع ہوں تو جائز ہے ورنہ ناجائز کہ فصل الامام
الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منہ کی تاویل میں کی ہیں اور
انظار فقہیہ پیش کی ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رسالہ سماع میں لکھا کہ فرمایا ہے اگر ادب
شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اس وقت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم عذر خلیج انگشت یکسان نمک و
بہر حال ہر حدیث خبر واحد میں اور مختل دلیل کو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے حالیتین
کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے شرب فقیر کا اس امر میں یہ کہ ہر سال کی خیر مرشد کی بیع مبالغہ ایصال
ثواب کرتا ہوں دل قرار خجانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوتی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر
ما حاضر کھانا کھلا یا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور روزانہ مذکور فقیر کی عادت نہیں کہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا
فیضالی نہ آلات مگر دل سے اہل دل پر کبھی اعتراض کیا ہاں جو محض یا کار و مدعی ہو وہ ہر اگر تفسیر لکھی کہ فلاں
شخص ریاکار ہو یا محبت شریعہ نادرست ہے اس میں بھی غلط فہم نہیں کہ یہی ہونا چاہیے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ یہ نہیں سمجھتے
جماع سند کا شائبہ سمجھتے ہیں کہ ان کو یہ نہیں سمجھتے کہ ان کا ذکر ہے عوام کو غلو ہوا ان کا لطف نرمی سے ہندوا کر رہے

جو تھا مسئلہ ندامت غیر اللہ کا

اس میں تحقیق یہ کہ ندامت مفاد اعراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی شکر کبھی سنا دے کو سنانا کبھی سکون پام
پہونچانا اس مخلوق غائب کو بکارنا اگر محض واسطہ تذکرہ اور شوق وصال اور سرت فراق کے ہو جیسے عاشق اپنے
محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی کرتے ہیں اس میں کوئی گناہ نہیں مجنون کا ہفتہ نویں کوئی شاعر
دید مجنون راکھے صحرانوردہ دبیاباغ شش شبستہ فردہ رنگ کا غدیوہ دانگشتان فلم پیمودی بہر کس نامہ رقم
گفت لے مجنون شیدا پیستلین بی نویسی نامہ بہر کیست این گفت مشق نام ملی میکنم خاطر خود
را تسلی میدہم ایسی ندامت صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کہ لایحفظ علی المتبعات التسمیع النظر
اور اگرچہ طبع السماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہو تو بھی جائز ہے اور اگر
مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں فی رویہ اس کو نہ ہو چکا ہو اور یہ ذرئیات بالذلیل نہیں بھی جائز ہے

مثلاً ملائکہ کا درود و تہلیل حضور قدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد کو کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اگر مٹھو ہو پیغام پہنچانا مقصد ہو پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود وہ نہ ممانع ہر مثلاً کسی کی کو دور نڈا کرنا اس طرح کہ اسکو شامنا منظور ہو اور درود پیش بھی تک اس شخص کو یہ ثواب ہوگا لکن کسی ریختہ خبر ہو چکی یا ذریعہ متعین کیا مگر سپر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں ہے اعتقاد قرآن علی اللہ اور دعوی علم فیسیہ بلکہ مشاہیر کے ہر گز یہ ہر گز کو شرک و کفر نہ بناوڑ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر کسی گز کو خبر ہو چکا و ممکن ہو اور ممکن ہے اعتقاد شرک نہیں مگر جو کلمہ امکان وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ہی لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو نہ انص میں ارد ہر شلا عباد اللہ العینونی وہ باتفاق جائز ہے ذریعہ تفصیل حق عوام میں ہوا و جواب خصوصیت میں انکا حال جلا ہوا و حکم بھی جدا کہ انکے حق بن فیصل عبادت ہو جانا ہو جو خاص میں سے ہو گا خود سمجھ لیگیا ان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شمس اللہ کا لیکن اگر شیخ کو نصرت حقیقی سمجھ تو معجزاتی لشکر ہو اگر وسیلہ ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھنا فی الذہن ہو کر ٹھیک کچھ نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلے میں اب بعض علماء اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب میں کرتا نہیں اس منع کو زمین بھی بھی اچھی ہو اعمالا اعمال بالنیات مگر مصلحت یوں ہو کہ اگر نڈا کرنا لا سمجھ رہو تو اس پر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدہ میں کوئی خرابی ہو تو اسکی اصلاح کر دیا اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں تاہم بات کہ وہ بھی بہت جگہ کارآمد ہو یاد رکھو کے قابل ہو وہ یہ ہو کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہو اور یہ فرائض تو یہ یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کرے گا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کر دے اور اسکو مجبور کرے کہ بجز خدا و عناد کوئی ثمرہ نہیں اسکو بالکل مصلحت انان چھوڑ دے کشفیات و راحت سلامی کو خلاص کرے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اس میں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اس میں امید قبول غلبے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اَجْعَلِ سَبِيلِي سَبِيلًا بِالْحَيَّةِ وَالْوَعْدَةِ الْعَتَرَةِ اور جو جاہلیت کے شیعہ کو دقت جو حکام شرعیہ مقرر ہو تو زمین انہیں غور کرے اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہو شرب اس فقیر کا یہ ہو کہ ایسی ندائیں معمول نہیں ہاں بعض شاعریں ذوق و شوق سے صیفہ نہایت آگیا اور علمہ راہ دہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فہم ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سرکراہت امام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور تزج و ضج دونوں جانب وجود ہے اس میں بھی گفتگو کو طول دینا ناایسا ہے کیونکہ جہنم کو گنجائش عمل ہے اور بہتر ہے کہ دونوں قول میں یوں تطبیق دیا جائے کہ اگر جماعت دلی کا ملی آدرسی نہ فوت ہو گئی تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لیے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اسکے لیے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جائے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تفصیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عدل سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کے ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی شخص ایسا الایابی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھ کر جلدی سچا لکرنے کی خصوصیت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کسی قدر تعیل اطمینان کے ادار کا عملہ راہ اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو عمل بالذیل کی وجہ سے محبوب رکھے اور جہان جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھنے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہان ہوتی ہو تو ایک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلے تو علی تھے اب دو مسئلے علمی باقی و گئے ہیں وہ مرفوم ہیں

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا تو قوت علم حقائق پر ہے اور از بس فرقہ ہر مگر مجملہ چیز دین کا اعتقاد رکھنا چاہیے ایک ان الله على كل شيء قدير یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سبحان الله عما يصفون یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہا ان کے پاک ہے یا تحقیق کرنا کہ ان چیز مرفوم شے میں داخل ہے یا نہ ہے یا اس پر قادر کیا جاد اور کون چیز عیب نقصان ہے یا اس سے تبرہ کیا جاوے جو جس جگہ دلائل متعارض ہوں ہاں اس تحقیق کے ہم کلف نہیں بلکہ بوجہ نازک پہنچے ایسے مسائل کیوں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں قیل و قال و زیادہ تشکیک نہ کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھے تقدیر کا مسئلہ جو کچھ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت اشکال بیان بھی ہے سو ان مسئلوں میں بھی جب بوجہ متعارض ظاہری اور عقلیہ نقیضہ اشکال شدید ہے

توقیل قال کرتی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جسکو فقیر نے بہت پسند کیا اس بہت بڑی عمدہ آئندہ میں درج طبع آزمائی کیلئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو ربانی خلوت میں ہوا اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں اور اگر اسی کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہوں در عوام کے لیے تو باری تعین سکوت ہی ضروری ہے تمام ہو الحمد للہ جو کچھ لکھنا تھا

وصیت

اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم تحقیق پر وثوق کریں سورۃ فاتحہ اہدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد رتبا لاترغ قلوبنا پڑھکر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً غریزی جناب مولوی محمد رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہی و نعمت عظمیٰ سمجھ کر اسے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب مہوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور انکی تحقیقات محض للہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافق اور معتقد ہیں انکو چاہیے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں انکو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے اشعار چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خود چو بگذشت برعارف جنگجو گراں مدعی دوست بشناختے برپیکار دشمن سپرداختے

وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ و احبابہ اجمعین



فقیر امداد اللہ حشمتی و فاروقی

جناب مولانا رشید احمد صاحب کلاں ہوا گیا اللہ وانا لیراجوں اب بچائے ملانا انشر فیضاً مدللہ موجود ہیں ابی ہر

پس اندر چنانہ تار یک بود
 از برای دیدنش مردم بسے
 دیدنش با چشم چون ممکن نبود
 آن یکے را کف بخرطوم او قتاد
 آن یکے را دست بر گوشش رسید
 آن یکے را کف چو برپایش بسود
 آن یکے بر پشت او نهاد دست
 معینین ہر یک بجزوی چون رسید
 از نظر کہ گفت شان بد مختلف
 در کف ہر کس اگر شمعے بدے
 چشم حس ہمو کف دستش و بس

ارشاد مرشد

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِحَمْدِہٖمْ کُلُّہَا مَا عَلِمْتُمْ مِنْہَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَمَّا بَعْدُ فَبِعِزِّہٖ اَمْرُ اللّٰہِ غُفْرَانُ لِمَنْ تُوْبَہٗ وَوَالِدِہٖ
یہ کہتا ہوں اور برادرانِ طریقت اور طالبانِ معرفت کی خدمت میں خصوصاً جو اس فقیر سے
راۃِ خطِ محبت اور ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہوں کہ شاغلِ قلبیہ کو ضرور یہ کہو کہ اگر فرض

وظائفِ ظہر

اور بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل
دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ الصمد اور اکیس بار سورہ اذا جاء

وظائفِ عصر

اور بعد عصر کے سورہ عم قیام لون اور سو بار اکریمہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

وظائفِ مغرب

اور بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف اور سورہ اللہم طہر قلبی
عن غیرک وتوہب قلبی یتوہبہ فیتک ابد ایا اللہ یا اللہ یا اللہ التالین یا بعضہا پڑھے

وظائفِ عشا

اور بعد نماز عشا کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور اکیس
ایک بار یا یحییٰ یا قیوم یرحمہ فیتک استغیث بحضور قلب پڑھے۔

وظائفِ صبح و شام دو وقتہ

اور صبح اور شام کو سید الاستعداد ایک ایک بار اور پانچون کلمے اور دونوں آمنت
یا اللہ اور نو دونہ نام جل شانہ کے اور آیہ الکرسی اور آیات آسن الرسول سے
تا آخر سورہ اور اَعُوذ بِكَ لِلَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار اور آیات سورہ
حشر ایک بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یُغْنِیْ عَنْ سَمِیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ فَاهُو

بِسْمِ اللّٰهِ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنیْ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِکَ
مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاعْفُ عَنِّیْ وَارْحَمَ
لَا یَعْفُرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۝۱۲ منہ قدس سرہ ۵۴ اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
تین بار پڑھے پھر آیات پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْمُ الْغُیْبِ الشَّہَادَةُ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ
الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ الْقَدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُحِیْمُنُ الْقَرِیْبُ الْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یَشْرُکُوْنَ ه
بِعَیْنِ اللّٰهِ الْبَادِئُ الْمُصَوِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَسْبُ لِلَّهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

وَحَدَّثَنَا لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَكَهُ الْمُحَدِّثُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور ممکن ہو تو مشترات السبع
بھی پڑے اور پانچائے میں جاتے وقت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْنِ وَالْغِبَاثِ اور
نکلنے وقت خُفْرَانِکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذْنَیْ وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے
بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَللّٰهُمَّ اسْئَلُکَ مَمْلُوْکِیْنِ اور اگر اور زیادہ اور مطلوب ہوں
تو کتب حدیث مثل حصین وغیرہ سے ایسے عمل میں لاؤں بہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں
مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو جہرگان طریق تصفیہ قلب اور تجلی روح کی واسطے تجویز کیے ہیں ان میں سے بارہ سچ ہیں جو حضرات
چشتیہ کرتے ہیں طریق انکا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کر کے اور
ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بخیر قلب اَللّٰهُمَّ کَظْمُ قَلْبِیْ عَنْ غَبْرَتِکَ وَتَوَدُّ قَلْبِیْ بِتَوَدُّ مَعْرِفَتِکَ
اَبَدًا اَیَا اللّٰہِ یَا اللّٰہُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ مرتبہ
ورد و شریف پڑھے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اسکے پاس ہے
اس سے رگ کیماں کو کوکبا میں زانو کے اندر جو محکم پکڑے اور کم کو سیدھی رکھے پھر کچھ سہیت
اور حرمت اور نظم تمام کے ساتھ خوش الحانی سے ذکر شروع کرے بعد احوذ و بلکہ کے خلاصہ تمام
تین بار کلمہ طیب اور کلمہ شہادت پڑھے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بٹھا حاصل دو انگشت کے

لَعَنَ فَاَنَدَہ مشترات سبع دوسات کلمے ہیں ایک کو دس دس مرتبہ پڑھے ہیں وہ کلمے یہ ہیں اول اللّٰہُ اکبر و ثانیہ
دوسرا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس یا تیسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دس بار چوتھا سُبْحَانَ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ دس بار پانچواں
اَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دس بار چھٹا اسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ رَاوُبُ اِلَیْہِ رُبُّیْ سَاوَابُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِیقِ الْمَقَادِرِ الدُّنْیَا وَضِیقِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ دس مرتبہ پڑھے ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ

۱۲ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲

۱۳ یعنی اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنْتَ مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

طریق ذکر ریاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار ہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گزرے خواہ ذکر چلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ اللہ کو دین بستہ بے حرکت زبان خیال سو دم کو ذکر کرے اور نظریات پر رکھے وہاں ذکر جاری کرے
طریق دوسری کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اور کھینچے اور لفظ ہو کے ساتھ سانس کو چھوڑے
 اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کہ دم ذکر اور مستغرق ہذکر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر ریاس انفاس کے اسم ذات کو ربانی ہر روز چوبیس ہزار بار اوسط مرتبہ کرے اور اگر استقدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ آدنہ مرتبہ ہے نہ کرے **طریق ذکر نفی و اثبات** کہ حضرات قادر یہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبلہ یا ادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے لا نفی کو زیر زان سر زور اور سختی کے ساتھ نکال کر اور دوا کر کے کھینچے موڑھے تک لیجا کے لا الہ کو دماغ سے نکال دے اور لا الہ کو قوت سے دل بھڑپ کرے اور لا الہ سے نفی محبوبیت اور مقصودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر ٹاٹھ جائے اور لا الہ ہے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ و تعالیٰ کا کہ ہر اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا آخر کا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اس طرح صبر و صبر میں بھی کرتے ہیں **طریق شغل اسم ذات** کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جقدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا بختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جاوے باقی اشکار اور اشغال سے فائدہ لینے جاگتے اور سوتے ہر حال میں نہ کرے تا ذکر حیات اور ریاس انفاس حاصل ہو اور دل سے اللہ سے پالانہ

صاف اور نورانی ہو کر شمع قلبیات اور واردات فہمی کا ہو نہ قدس اللہ سرہ العزیز

لغناء و ملک آسمین یہ کہ آدمی ذات و ملک میں جو جس ہر سانس یعنی ہم لیتا ہو تو گوئی کہ ہر دم ذکر لا الہ و ذکر لا الہ کہ میں اہل ہوا اللہ سرہ العزیز
 ۳۰ تا ۴۰ یعنی لذت اور محبت اور تجوی ظاہر ہوا تو صغیر قلب اور تجلی روح حاصل ہو ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

اس طریقے کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں ؟

طریق شغل نفی و اثبات کہ جس میں کم کرتے ہیں یہ جو کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو ناسو لگائے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلہ لالہ کو دل سے نکال کے اور داہنے موٹے سے پر لچا کے کہ اللہ کی ضرب دل پر بارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرات بان پیدا ہوگی تمام بدن میں سرایت کرے اور خطر دفع ہو کر تمام اعضا میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ روزانہ نماز کی طرح سر جھکا کے بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کر دینی سجاوٹ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر رکھے اول اعوذ بسم اللہ پڑھتے ہیں بار اللہ حال ہیوی اللہ نا ظیری اللہ مہیہ زبان سے تکرار کر کے پھر مراقبہ ہو کے اُنکے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ حاضر و ناظر میری پاس ہے اس جانتے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ خود غیر حق کا نہ ہو یہ بیان تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا **مراقبہ دوسرا** اللہ تبارک و تعالیٰ والاکھض انوار الہی کو کہہ زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اسکے کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے **طریق ذکر اسم ذات** جو متعلق لطائف ستہ ہے یہ جو کہ زبان کو ناسو لگا کر اور آنکھیں بند کر کے یہ زبان خیال دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرح سے کہ اس اہم کو غیر ذات بنانے میں حسیثیت کو بمقدور

سہ فائدہ حسیں دم اور خطرہ بندی کے لیے خلوسہ مدد کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتداء حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ واسطہ کا نگاہ رکھے نہ تو ایسا پیچیدہ ہو کہ کابل اور جھل ہو جاوے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو اور جس دم میں سر چیز و پیش آب اور ہوا سرد کا استعمال نہ کرے تا حرات قلب کو سرد نہ کر دے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر کہ حرات طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کا یا زیادتی مرض کی ہوتی ہے **۴** ابتداء حال میں محبت سے مراقبہ ہوگا رفتہ رفتہ ایسا ہو جاوے گا کہ ایک لمحہ بھی اس سے نکل سکے گا مگر بہتر یہ ہے کہ حاصل ہوتا ہے تنگ ہو کر ترک نہ کرے ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

بدانکه فقیر ادا الله عفا الله عنه نسبت بهیئت اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت سیاحیون محمد مجاهدی
 و ایشان را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاه عبدالباری از شاه عبداللادی از شاه عضد الدین از شاه محمد کی
 از شاه محمدی از شیخ غیب الله آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین از شیخ جلال الدین از شیخ عبدالقدوس
 انگوی از شیخ محمد عارف از شیخ عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ
 شمس الدین از شیخ علامه الدین صبار از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ
 عثمان از خواجہ حاجی شریف زندی از خواجہ مودود از خواجہ ابویوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ
 احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ مشاد از خواجہ ابومیسر و بصری از خواجہ حذیفه
 مرغشی از خواجہ سلطان برهم از خواجہ فضل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
 علی رضوان الله علیهم جمیعین از حضرت خاتم النبیین محمد رسول الله صلی الله علیه آله و صحابه وسلم

شجره قادریه

حضرت عبدالقدوس انگوی را اجازت از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بدین
 بهرچی از سید اجل از محمد دم جہانیاں جہان گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیینہ
 از شیخ عبید بن ابوقاسم از شیخ ابوالکلام فضل از شیخ قطب الدین ابوالخیش از شیخ شمس الدین طایف از شیخ
 شمس الدین خلاد از امام الاولیا شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید مخزومی از شیخ ابوالحسن قرشی
 از شیخ ابوالفتح از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر بکری از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری
 سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داود طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت
 علی رضوان الله علیهم جمیعین از حضرت سرور عالم صلی الله علیه وسلم

شجره نقشبندیہ

دین حضرت سید اجل بهرچی را از مرشد خود شاه عبدالحق از خواجہ عبید الله احرار از خواجہ مولانا یعقوب
 چرخ از خواجہ علامه الدین عطار از خواجہ بہار الدین نقشبند از خواجہ سید میر کلال از خواجہ محمد بابا
 سہاسی از خواجہ زین علی ریمتی از خواجہ ابوالخیر فنونی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالقادر غجدوالی

از خواجہ یوسف ہمدانی از خواجہ ابو علی فاریدی از خواجہ امام ابو القاسم قشیری از خواجہ ابو علی
 دقاق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ ابو بکر شلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سہری
 سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بھری از
 امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ سہروردیہ

و نیز سید اجل بڑھنچی را اجازت و خرقہ از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از اولاد خود
 صدر الدین از اولاد خود شیخ بہار الدین زکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی
 از شیخ صنیاء الدین ابو نجیب سہروردی از شیخ وحیہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد
 بن عبد اللہ از شیخ احمد دہلوی از مشاہد علو دہلوی از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف
 کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بھری از امیر المومنین علی رضوان اللہ
 علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد
 سابق از مولانا و مرشدنا نصیر الدین مجاہد دہلوی وادشان از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ
 ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد مصوم از حضرت شیخ احمد
 مجدد الف ثانی از خواجہ بانی باللہ از خواجہ اکملگی از مولانا درویش از مولانا زبیر از عید اللہ
 احرار رضوان اللہ علیہم اجمعین تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بانی سلاسل تفصیل تحقیق تمام
 در رسالہ صنیاء القلوب نوشتہ شد از ان بگیرند فقط

شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یون اول خدا کے واسطے
حمد ہے سب خیری ذات کبریا کے واسطے	
ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے	اور سب اصحاب آل مصطفیٰ کے واسطے

افضل کو ہمیر الہی مجتبیٰ کے واسطے	
در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے	آسرا نبرائے پر مجھ بیٹو اسکے واسطے
رحم کر مجھ پر الہی اولیا کے واسطے	
ان بزرگون کو شفیع لایا ہو عین ہو کر ملول	کیجیو یہ عرض میری انکی برکت سے قبول
ہاتھ اٹھاؤن جب ترسے گئے دعا کے واسطے	
پاک کر ظلمات عصیان سے الہی دل مرا	اکر منور نور عرفان سے الہی دل مرا
حضرت نور محمد پرنسیا کے واسطے	
ایسے مرنے پر کروں قربان یاب لاکھ عید	اپنی تیغ عشق سے کرے اگر محکوشہید
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے	
گر وہ پیدا درد و غم میرے دل انگارہ بن	بار پاؤن جس سے اے باری ترے دریا بن
شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے	
شرک عصیان ضلالت سے بچا کرے کریم	اکر دہایت مجکوب راہ صراط المستقیم
شاہ عبدالہادی پیر ہڈنی کے واسطے	
دین دنیا کی طلب عزت نہ سرداری مجھے	اپنے کوچے کی عطا کر ذات خواری مجھے
شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے	
مے مجھے عشق محمد اور محمد یونین گن	ہو محمد ہی محمد ورد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی القیا کے واسطے	
حُب حق حب الہی حب مولیٰ حب رب	الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے	
گرچہ بن غرق شقاوت ہوں سعادت مستعد	پر توقع ہے کرتے مجھے شقی کو تو سعید
بو سعید اسعد ایل ورا کے واسطے	

قال ابرہہ حال ابرہہ سب سے ابرہہ بن کام لطف اپنے مرے کر ملک دین کا انتظام

شہ نظام الدین نجی مقتدا کے واسطے

ہر نبی بس بن میرا اور میری سب ملک مال اپنے اپنے عشق میں کر لو بلجاہ و جلال

شہ جلال الدین جلیل اصنیاء کے واسطے

حق نیادی سے کر کے پاک مجکوا حبیب اپنے باغ قدس کی کرسی تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر مضر روح کو بوسے محمد سے مری اور منور چشم کر روئے محمد سے مری

لے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطاراہ شریعت روئے احمد سے مجھے اور دکھا نور حقیقت خوئے احمد سے مجھے

شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبد الحق شہ ملک بقا کے واسطے

دین دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ایک ذرہ درد کا یا حق مری دل میں تو ڈال

شہ جلال الدین کبیر الادلیا کے واسطے

ہر مکد ظلمت عصیان سے میرا شمس دین کر منور نور سے عرفان کے میرا شمس دین

شیخ شمس الدین ترکش شمس الصبحی کے واسطے

لے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بیتاب و فرار

شیخ علامہ الدین صابر بارضا کے واسطے

سوئے ملاحت مجکوتی ممکنی ایمان سے اور صلاوت بخش گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہیں ہوئے جو اولیا اکثر شہید خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

خواجہ قطب الدین مقتول دلا کے واسطے	
بے ترے ہو نفس شیطان در پے ایمان دین	جسد ہوا کر مر یا رب مددگار و معین
شہ معین الدین حبیب کربا کے واسطے	
یا الہی بخش ایسا بخودی کا عجب کو جام	جس سے جز عشق نبی مجکو ہنوس ادر کام
خواجہ عثمان با شرم و حیا کے واسطے	
درد کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار	زندہ کر ذکر شریف حق سے اے پردہ نگار
شہ شریف زندنی با اتفاق کے واسطے	
آتش شوق اسقدر دل بین کر بھرا دردود	ہرین ہو سے مرے نکلے تری اکھت کا درد
خواجہ مود و وحشتی پارسا کے واسطے	
رحم کر مجھ پر تو اب چاہنملات سے نکال	مجنش عشق و معرفت کا مجکو یارب ملک مال
شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے	
مست ابد بخود بنا بے محمد سے مجھے	محترم کر خواری کوے محمد سے مجھے
بو محمد محترم شاہ و لا کے واسطے	
حسد نے احمد کے یہ ہر امید تیری ذات سے	کہ بدل کرے مرے عصیان کو جنات سے
احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے	
حد سگذا نچ فرقت اب تو اے پردہ نگار	کر مری شام خزان کو وصل سے روز بہار
شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کے واسطے	
شادی و غم سے دد عالم کے مجھے آزاد کر	اپنے درد و غم سے یارب دل کو میرے شاد کر
خواجہ مرشاد علوی ہوالہا کے واسطے	
ہر مرے تو پاس ہر دم ایک مین اندھا ہون	مجنش وہ نور بصیرت جس سے تو آوے نظر
بو میرہ شاہ بصری پیشا کے واسطے	

عیش و عشرت کے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے	چشم گریان سینہ بریان مگر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے	
نے طلبش ہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے	بخش اپنے در تک طافت رسائی کی مجھے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے	
راہ زن میرے ہیں دو تفریق باکر زگران	نو پہونچ فریاد کو میری کہیں اسے مستعان
شہ فضل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے	
کمر و دل کی تو ای و احد دوئی کا حرف دور	ولین اور آنکھوں میں بھرے سرسبز وحدت کا نو
خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے	
کر عنایت مجھ کو توفیق حسن سے ذوالمنن	ناکہ ہون سکام میری تیری رحمت سے حسن
شیخ حسن بصری امام اولیاء کے واسطے	
دو کمر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب	کھول دے ولین در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکاکش کے واسطے	
کچھ مہینہ ج طلبہ عالم کے گل و گلزار سے	کمر شرف مجھ کو تو دیدار پر انوار سے
سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے	
آپڑا پر نرے بن ہر طرز کا ہو ملول	کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یا اہی اپنی ذات کبریا کے واسطے	
ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں	کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
مجھ ذیل و خواہد مسکین و گدا کے واسطے	
اس دوئی نے کر دیا ہر دور وحدت مجھے	کر دوئی کو دور کرے نور وحدت سے مجھے
تا ہون سب میرے غلط اصرار کے واسطے	
کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے	کر دیا اس ہوش سے بیہوش و سنانہ مجھے

یا حق اپنے عاشقان با وفا کے واسطے	
کشکش سے ناامیدی کی ہوا ہونین تباہ	دیکھت میرے عمل کو لطف پر اپنی نگاہ
یار اپنے رحم و حرمان عطا کے واسطے	
چرخ عصیان سر پہ زیر قدم بحر الم	چار سو ہر فوج علم کو جلد اب بہر کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے	
گرچہ میں بکار و نالایق ہوں لے شاہ جہان	پر ترے در کو تباہ چھوڑ کجاؤں کمان
کون ہے تیرے سوا مجھ مینوا کے واسطے	
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے	اور تکیہ ہدکا ہر زاہدون کے واسطے
ہر عصاے آہ مجھ بے دست دپا کے واسطے	
نے فقیری چاہتا ہوں کی اسیری کی طلب	نے عبادت دہنے خواہش علم و ادب
در در دل پر چاہیے مجھ کو خدا کے واسطے	
عقل و ہوش نکل اور نماے دنیا بشمار	کی عطا تو نے مجھے پر اب تو لے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے	
گرچہ عالم میں آتی ہیں سعی بسیار کی	پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان دول لایا دے مجھ پر خدا کے واسطے	
گرچہ یہ ہیہ نہ میرا بل منظور ہے	پر جو ہو مقبول کیا رحمت تیری دور ہے
کشتگان تیغ تسلیم درخا کے واسطے	
حد سے اتر گیا ہر حال مجھ نا شا د کا	اگر میری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے	
الحمد والہ کہ رسالہ انقیاد اسی فیصلہ مفت مسئلہ مع ارتساو مرتد نصیف فیف شاہ امداد اللہ	
قدن سر با نام تمام راجی مستر رب فیج محمد شفیع حاجی محمد سعید مطیع مجیدی واقع کا پوہاہ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ	

شجره منظومه بوی محمد قاسم صاحب رجب اهل خلفا حضرت پیر مقدس

آهی غرق دریای گناه هم	توسیدانی و خود هستی گواهم	گناه بے عدد را بار بستم
هزاران بار توبه با شکستم	حجاب مقصد عصیان من شد	گناه هم موجب حرمان من شد
یا آن حست که وقف عام کوی	همان را دعوت اسلام کوی	نمی دانم چرا محروم ماندم
رہن این چنین مقسوم ماندم	گدا خود را تر اسلطان چو دیدم	بر درگاه قوی رحمان دویدم
بخت مقتداے عشق بازان	رتیس پیشواے مقتدایان	امام هست بازان شیخ عالم
ولی خاص صدیق معظم	شده والا گهر ادا دالته	که مہر عالم است ادا دالته
بخت بادشاہ عالم نذر	رئیس راستان ثانی طیفور	شده نور محمد نور مطلق
امام اولیا صدیق برحق	بان شاه شہیدان جلال حرمین	شده عبدالرحیم غوث دارین
بمسیر باری شیخ طریقت	چراغ دین احمد شیخ ملت	بعبد بادی ہادی پیران
انیر دستگیر سنگیران	نہنگ بحر عشق و بحر معنی	بخت شاہ عضد الدین اعنی
بان خواص دریا حقیقت	محمد مکی قطب طریقت	بشمن چرخ دین شاہ محمدی
کہ ہم ہادی بود ہم بود مہدی	بخت بحر مواج معانی	حب اللہ محی الدین ثانی
بخت بوسعید خضر اقران	جنید وقت خود شبلی دوران	بسلطان المشائخ صدر اعلی
نظام الدین شاہ دین و دنیا	بخت صدر ایوان جلالت	جلال الدین شمس چرخ رفعت
بخت عبد قدوس مقدس	کہ کمتر دید چون او چرخ اطلس	بخت سرورستان سعادت
محمد جوہر کان سیادت	بخت سرور اہل معارف	ملا ذاہل عرفان شیخ عارف
بخت احمد عبدالحق کہ افلاک	پیش نقش پست است انفاک	بخت مرکز اہل کمال است
جلال الدین شہ عالی مقامات	پیش لالدین خورشید جہانات	امام و قدوہ ابدال واقطاب
بخت بحیر زخار محبت	بخت مشعل راہ نجات	بخت نور چشمان اکابر

<p> علی احمد علام الدین صابر نبشس الاطیبا بدر المشائخ که شسته از جهانی نقش ز شستی معین الدین سن سنج که بر خاک سپه سالار زیکان خواجه عثمان بحق خواجه مودود حشیتی ابویوسف چرخ هفت افلاک بحق حاکم شهر ولایت ابواسحاق صیقل ساز جهانها بحق بومیره زب عالم خلدیز مرعشی شیر زمست بحق زبده نسکو نصیبان که بالاشد زکروبی پر پر داز بحق شیر یزدان شاه مردان تجلی گاه یزدان مطلع فیض بحق آنکه او جان جهان ست براس خورشید مظلوم گشتی گزیدی از همه گلهها تو او را دو عالم را بکام او نمودی بحق سرور عالم محمد از دقائم بلند میاوستی مست </p>	<p> بحق شاه عالی آستانه امام الاولیا مختصر المشائخ بحق آنکه شاه اولیا شد نه دیده چرخ چون او مرد و چالاک بحق مست حق شاه یگانه که سگ رافضی او ساز و بهشتی بحق ابو محمد مستم شاه ابواحمد در بحر ولایت بحق شاه والا جاه مشاد گل باغ سعادت مختار آدم بحق پوراد هم محو یزدان فضیل بن عیاض استاد عرفان بحق مقتدائے مقتدایان در علم لدنی فیض حسان علی بن ابی طالب که خورشید خدا که در شش هفت آسمان ست پسندیدی ز جمله عالم آن را نمودی صرف او هر رنگ و بورا بآن که رحمتی للعالمین ست بحق برتر عالم محمد شانه او نه مقدر جهان ست </p>	<p> فرید الدین یکتا زمانه بحق خواجه قطب الدین چشتی در او بوسه گاه اولیا شد بآن رشک ملائک فخر انسان شریف زندانی مختار زمانه بحق در یکتا جوهر پاک که بدور روز خوشید و شب ماه بسالار طیبیان روانها علودر عشق مولی کامل استاد بحق آنکه دل در عشق حق بست امیر عالم ابراهیم سلطان بعبد الواحد بن زید شباز حسن بصری امام پیشوایان خلیج بحر حیرت منبع فیض بنور خاک پائے او درخشید بحق آنکه محبوبش گرفتگی بهما گذشتی باقی جهان را هر نعمت بنام او نمودی بدرگاهت شفیع المذنبین ست بذات پاک خود کان اصل هستی که گمش برتر از کون مکان ست </p>
---	---	---

دلم از نقش باطل پاک فرما بشو از من هوا بکعبه دیر دلم را محو یا د خویش گردان که خاریب از جانم بر آری گناه هم را اگر دیدی نگره هم تو غفازی اگر هستم گناهگار	براه خود مرا چالاک فرما دروغم را بشق خوشتن سوز مرا حسب مراد خویش گردان بخوبی زشت را مبدل نمائی بغضو فضل خود شاه عالم بسه بگذشت شاهانه مرادم	المکمل ان الله و هم انیت غیر بیر در خود جان و دلم سوز اگر نالاغتم قدرت تو داری سیاهی را بختی روشنائی و گریه چاهم هستی مددگار بدرگهت رسیدم سازشام
	بچشم لطف اسی حکم تو بر سه بحال قاسم بچاره بنگر	

نصائح متفرقه

بسم الله الرحمن الرحيم

منقول است از امیر المومنین عیوب الدین امام المشارق و المنابر حضرت علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه که من و دوازده کلمه از تورات اختیار کرده ام و هر روز نوحه بت در آن تامل میکنم و آن این است -

کلمه اول حق جل و علا میفرماید ای پسر آدم که البته نترسی از بیخ شیطان و بیخ حاکم مادام که سلطانی من بانی است -

کلمه دوم ای پسر آدم نترسی از قوت رزق مادام که خزانه من پر باری و خزائن من هرگز فانی و تهی نمی شود -

کلمه سوم ای پسر آدم باید که هر چه در مانی مرا بخوانی که البته بیانی که البتة همه را و نیکوکارانم -

کلمه چهارم ای پسر آدم بدینیکه من ترا دوست میدارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار -

کلمه پنجم ای پسر آدم از مکر من ایمن مباش مادام که از صراط گذشته باشی -

کلمه ششم ای پسر آدم ترا آفریدم از خاک نطفه و علقه و مضغه و عاجز نشدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونه عاجز شوم که دو گرده نان تو را سازم چنانچه از غیر من می طلبی -

کلمه هفتم ای پسر آدم آفریدم اشیا را بر اے تو ترا آفریدم از جبت عبادت خود تو خود را خدا و چیزه کردی که بر اے تو آفریده ام خود را از من دور میکنی جبت غیر من -

کلمه هشتم ای پسر آدم همه چیزه و همه کس را میخواید برای نفس خود و من ترا میخوایم از جبت نفس تو دو از من میگرنیزی -

کلمه نهم ای پسر آدم تو خشم میگیری بر من جبت نفس خود و خشم نمیگیری بر نفس خود از جبت من - کلمه دهم ای فرزند آدم مرست بر تو فریضه تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت میکنی در فریضه من و من مخالفت نکنم در دادن روزی تو نبوی -

کلمه یازدهم ای پسر آدم تو طلب روزی فردا از من میکنی و من فریضه فردا تو نمی طلبم -

کلمه دوازدهم ای پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزی که من ترا قسمت کرده ام در راحت افتادی و آسوده شوی در به حال و دوست دارنده شدی و اگر راضی نشوی با نچه ترا قسمت کرده ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چون سگ در راه خاک گردد و تو نیایی مگر آنچه مقدر کرده ام ترا -

تکلیف

الحمد لله والتمسنا ان الله انزلنا هذه المسئلة و ارشاد مرشد حجاب ارشاد جناب لوی حاجی محمد عبید مستجاب کتب کلکته خلاصی ثلثه نمبر ۸۵، مالک مطبع مجیدی با بهنام حاجی حجت رب رفیع محمد شفیق غفر له الله السبع در مطبع عبیدی کان پور بهاء ذی القعدة ۱۳۴۳ هـ مطابق ماه منی ۱۲۸۸ هـ بحلیه صحت و زبور طبع اگر استه و پیر استه شده کل لبصر دیده مشتاقان شد

مَحَاشِءُ اللَّهِ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

حسبے ایش جناب حاجی محمد سعید صاحب کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

مشکوٰۃ العشیاق فی سحر حقیقۃ

باہتمام نیاز سراجی محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

مطبع عجمی روٹنگ کا پوسٹوٹ

جملہ شتم کی کتابیں عمدہ دستی لئے کاپتہ حاجی محمد سعید صاحب کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد ہی ہے سزاوار حمد
 حمد اسکو کہ کہے شانِ نیک
 حمد ہو کہ کہے بلوغ وجود
 حمد ہو اسکو جو ہو موجود
 حمد عالم میں کرے جو کسی
 دو جہاں ہو آئینہ خسارِ جا
 کر کرے او متا و تعریف متا
 صبح و کف کو بحرِ دور کی کب
 حمد خلقت کی ہو خالق کی
 حمد اسکی کیا سبکی تاب
 ہے ہی توحیدِ تحمید و ثنا
 ہو ہی تشریف و توصیف غفور
 ہو ہی سبج و تلیل و تمام
 جتنی موجوداتِ مخلوقات ہے
 آسمانِ شمس و قمر انجم تمام

ہیں اہلِ حد میں جو محب و حمد
 و صد ایسی کی ہو تشریفِ عین
 ہر دیش ہر رنگ کی اپنی نمود
 اول و آخر زمان و ہر شمار
 سب اسکو ہو بختی ہو مہربو
 ذرہ ذرہ سے حسن و کمال
 ہر حقیقت میں ہے لے لے سادات
 اصل کو سایہ جو موری ہو
 کیونکہ ہو مخلوق کی سے بنا
 مانج و مروج و ہر خود آب
 اپنی ہی کو کرے عین ثنا
 صفت و وصف خود کی کر لے دے
 تھو کر تو دوسرے کا دلے نام
 سب اسکی حمد میں بن ترا ہو
 عشق میں اسے ہیں گر کوئی نام

حمد ہو اسکو جو خود ہو حمد
 حمد ہو اسکو کہ با جہدین چون
 حمد ہو اسکو کہ لکھ دے فر
 ہو وہ یہ علتِ سزاوار ثنا
 کیونکہ عالم میں نہیں ہو غریب
 نقش کی اگر کہ تو نے فاش کی
 ہو صفات ذات اگر کب فوج
 یعنی موج اور بحر سایہ اور اصل
 حمد کیا اسکی کہے کوئی شہر
 ہے حقیقت میں ہی سب حمد
 ہے ہی تعظیم حمد کر دکار
 ہو ہی تشریف و تکریم خدا
 قولِ نمبر ہے لا احصی ثنا
 دیکھنا ہو چھو کوئیے کو شوق لب
 عشق کی اسکی زمین پاکیزہ تاب

اور سو اسکی جو ہر نا ہو حمد
 سب میں ہو اور ہے جو ہر ملک
 ہر ملن شان میں ہو جلوہ گر
 علت و معلول ہیں دہمین فنا
 حامد و محمود ہو آپ شکار
 در حقیقت حمد ہے نقاش کی
 نور جو خورشید میں بس غرق
 ایک ہیں کھنڈن میں فصل
 عقل اور راہ رکے جلتے ہرین
 یاد تو اسکی کر و سل ہزار
 روبرو اسکو ہو تو بس اور آ
 حکم پر اسے کہے جا کو خدا
 کر کے پھر اور کون اسکی ثنا
 غا ہر بلبل کرین ہیں حمد
 ہو ہی بہت و مد ہوش و خوا

بجز وہ پیش رو آفتاب
 فرشتہ عرش و جود است
 ہرگز نہ عرش کو سنگی تمام
 کیا ملک ان جن کیا چن طبر
 سلطان ہر شاہ و پادشاه
 مست جام عشق و جان فدا
 مومنان و غمخواران جام طہور
 بنو سجدہ کشت دیرین
 گر بظاہر کہہ کر کیا راد
 ہر جاں حق سے ہر آشنا
 سارے عالم کا وہی مہر ہے
 رابطہ اسکو ہر سب کی جان
 ایک جمع ہوا ہوش ایک
 غرق ہیں دیا میں اور جہاں
 میں عجب بخود تماشہ عجیب
 منظر دہی شہ آگاہ ہے
 من ہی نور شید کو سائیم
 چھوڑ سائے غور کی ہوجاں
 جہنم کے کندہ دیا مرقم
 رکھو تو فرقت مراد پر نظر
 ہوش کر ملک ہوش بھوش ہوش
 عرض کر اس کے احوال جان
 اسے میرے مہو کی میری کار

کرتی جو دوس کے دریاں
 سب لعل ہیں نہ عرش
 رہنماں جان فدا
 عشق نے کی ہر کہہ جی
 عشق میں تاج و تاج
 فانی بانی ہیں جس عارفان
 کا فران ہیں سب یکساں
 شعر چکل جاسی شرف خیرین
 پر ہر باطن میں ہی جو خود
 ہر لب میں کرتا ہو سنگی ثنا
 سکو ہر شے سو ہی مقصود
 بانو اس کے ہر اسکے خزان
 گویا دیکھئے کو نوش یک
 مست ہیں تی بلیں مائیں
 در بوجہ ہیں اور گھنٹ
 منظر سیم فصل گمراہ ہے
 بر جہر و بوجہ بردوار و بام
 تاکہ ہو نصرت بچہ عیان
 مار اس مسئلہ میں تو ہر گز نہ
 تانویان میں ترے مہر
 ایسی ہستی سے ذرا خلوت ہو

ہر دین کسان میں جو کہ شو
 دیکھئے ذرات عالم کو تمام
 کو ہوت و بوجہ و بالادست
 جہاں عالم کیا عقل کیا دوش
 انبیا و مرید جام و صل سے
 اہل باطن جام و وحدت ہیں
 ترا اسکے جام کو کم کردہ ہوش
 مومن تر ساورند غر غوار
 او کا جواہر ہے ہر شے خود
 ہر کہہ کا ذکر سببات
 ہر کہہ کو مستی دل شوق اور
 ایک ہوا کہ گھنٹ کم کو ہوش
 الغرض ہر کہہ باذات و خار
 غرق ہیں بانی میں مہیا ہیں
 ہر کوئی ہر کہہ کو فیضیاب
 گر یہ کہہ دیا کی ہیں جہنم
 عارضی ہیں حیدت کوین
 نظر دیا میں موجود گنگا دار
 یعنی مت حیاں اسیر قیال
 پیش کر آمد تو دیا و کلام
 ہٹ ادھر اور اٹھا کر اٹھ

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

عشق میں اسکے ہر کہہ ہوش
 ہیں شریعت میں جو بوجہ و مام
 شریعت میں جو اسکے ہر کہہ
 ہیں شریعت میں جو بوجہ و مام
 اولیا محبوبانہ اسل سے
 اہل علم ہر دین و کثرت ہیں
 رند اور ادب اسکے دوش
 عاشق اسکے میں نہائی شکل
 ایک ہے جو دوسرے میں خبر
 دوش و ہوا جو اسکے ہر کہہ
 رکھتی ہر جان کا ذوق اور
 کر گیا ہر دینہ دریا کو نوش
 بخود و مست ہر جویا ر
 بخود و مست ہیں ار باد خواہ
 کوئی اسکو دے اور کوئی نہ
 کیا نہ گنگا ہے ہر کلام
 ہوئے آخر میں جو بوجہ
 تاکہ ہو معلوم حکم میرا
 سال ہو کر تو گنگا مال
 تاخرا بی میں نہ رہا فدا
 کہ طلب اس سے اسکی ذلت
 اور تر ہر گز نہیں ہے جان
 ہر تو ہی مقصود دل و شہنا

لے برے مطلوب لے مطلوب جان
 جگر سوز یاد مہبت کچھ نہیں
 کیونکہ جو جان لے لے جان نہیں
 یا اکی تھکے تھکے سے دور کر
 دو نوں عالم سوز کھوکھو کر
 یا اکی تو ہے رمان رحیم
 یا اکی تو خلق جہاں
 اگر بعد عالم سوز ہو بے نیاز
 سوز غم و آگاہان جی تیری ذات
 ہو زمین لاداک تو دور
 جو کہ ہر دور کی تو ہی دوا
 یہاں موش کی مین ہو تو ہی
 تو جو خلق تو ہوا زین تو ہوا
 ایک صحت با بن لطف و عطا
 جو یقین کر کہ عرصیاں بہا
 ہو طلعی عبرا اگر با و نجات
 لطف احسان کیا کون تو نظر
 گھر میں بوسے کچھ پیدا کیا
 یعنی دار لکھنے سے کھوکھو کاں
 تھا گناہوں کی بخت میں جہاں
 ابھی اوست کے پلے بھیج کر
 لایا گر گلشن میں غارتان سے
 ہون ترا گر جہاں ہون یا بھلا

اپنے لئے کاتا کوئی نشان
 اس بہتر جو کہ عطا کین
 جان جان لیکھا میں ان میں
 تاکہ دیکھوں تجھ کو کھوکھو کاں نظر

مناجات دیگر

مالک ابن سائو اس میں جان
 لیک بجاو لگا تو جہاں ساز
 جاو بجاو گناہ جی تیری ذات
 جو ہر اک صحت کا تو جت روا
 ہو تو ہی مریم میر غم کا
 میرا ہی بوسے میں ہو تو ہی
 دوسرے تجھ بن مرا کوئی کب
 میں کون ہر دم تر جرم خطا
 پیش خرید کر مہم ہون عطا
 خدمت عسبیاں ہو تو صفا
 کرتا ہو جو کہ تو تجھ کریم
 عقل و علم دور دین کھوکھو
 لایا بیت الدین (مناجی عطا
 عطا ہر باطن میں سے تھا
 کھینچ لکھو ایات مجھے یاں سر
 دور مت کجا اب تر تیرے
 جو طراش کر کماناں بھلا

لے مجھے جھول سے میرے جھول
 جو نہ سے تو جانورا مہال
 لکھنا لکھنا رب ہون تجھے جدا
 دو جہاں سے کچھ نہیں کھوکھو طلب

ہون غم دوری جو کہ میرے قریب
 جان تجھ میں ہوں جو مان تجھ میں
 جلاو گھوکھو کر کھوکھو کھوکھو
 تھک کر کرنا ہوں دے کھوکھو طلب
 پر تو ہی تجھ سے مجھ در کام جو
 صاحب جو کہ کریم فضل عظیم
 تو ہر زور اور قوی اور خیر
 مستغنی عاجزان جی تیری ذات
 جو غم پر گناہان تیری ذات
 بے سادون کا سارا ہو تو ہی
 جو زمین شد غربت تو ہی
 تنگی و سختی میں حامی کا تو
 غلام ہر باطن جی ہو بے دلیل
 کرتے ہیں کھوکھو گناہ میرے دلیر
 ہو تب جرم خطا دور تو اب
 مثل حسن و خوب گناہوں کو بہا
 کر دیا پاک و لطیف و خوش حال
 اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا
 پر تیری رحمت لکھی غم و آگاہی
 کر کے اپنے لطف احسان قطر
 دکھوت محروم اب پلے لکھو
 پر ایسی گلشن سے ہوں گونا گونا
 پر کون کیا دیکھو میری زمین

<p>آستان تیرا بود بر سرین جو زنی خوش و خوش تیر کو چکی ہو بس مہر تیر غل رانی ہو بس لبت گر کیا سجدے سے اپنے سر فراز بلبر سرین چو آفتاب ہٹے دہرے سطر کر مانع محو ہوں جس بخت خال میر کر عطا بستی و جا لائی تو سکو دمی محو ہوئی مجھے تا تیرا دوتو اٹھ جاتا ہوں وصل سے حق کے ہوتا دل شاد بے ویلا اسکے چاہے ہو محل</p>	<p>اس کے زیادہ اب تنہا کچھ نہیں کچھ دو عالم سو خوش ہو مجھے خواری درواری و ذلت ہری تو ہو گرا حق تو ہو عزت ہری موبو سر کو مے ای سر فراز کر جسے کا ذوق اسرار و کاکھر یا کہ ہر شے سے مر کر کے دماغ کرنے و حدت لب لب لب غفلت وستی خلعت کر کے بخش گنج نفرد و نشی مجھے دھو دھو دل سے دوتی کا حوت کو سیلا اسکولے امداد تو جو کہ اچھا مادہ اند کو مل</p>	<p>پھر تیرا میرا ٹھکانہ کمان تیرا کو چہ ہوا ویر لعل ہو اسب بیو لائی میں زکی ہو رضا و نارضامین تیری آپ آ کر کھا ہو تیر کر دیر جلو ویدار سے روشن تو کر سب تیرا گلشن رونق مال جس سے پوچھوں نابیل کے پا دولت دیدار سے اپنی نواز بخش عجز و مسکن اخلاص لوح دے ہو کر مستی کا نام ہوں جمع اطاب غیر اللہ جل بکیر دین سہل مسکا</p>	<p>گر تیرا تو نے ای شاہ جان یون ہوں تو اب تو میرا ہم محو شاہی گئی میں سی عزت و دولت تھی مگر و مو الغرض ہر جہ سے اکھڑد یون ہی کھنکھو نکو بھی میری جسم کو کر حشر آپ لال محو کر دینی کو اندر ہوے بار دو جہان سے کہے کھجور دنیا دور کر دے پانچ و غرور دے شرب سستی کا ٹھکرو جام اب دعا کو غم کر کے دیا گر تو طالع ہے کوال مسکا ختم کر کے یہ مناجات نکو حادث و محو ممدوح خدا</p>
<p>محرم خلوت سلسلے لایزال روز عشر شافع خود و کمان بہتری کے جو کا گو ہر ہو تو شمع بزم عالم کون و مکان باز خوش پرواز معراج موجب بنیاد آدم جو دہی دونوں عالم مقصود اسکی فت و اسٹیل چلے ہی ہوتے ہیں درت</p>	<p>ہو وہ کینہ جمال ذوالجلال مہربان مثل پرستین مہتری کے ملک کا مہر ہو تو روشنی عرش نور لاکھ شہ سو اچھو صہ چرخ و سما یا عشت ایجاو عالم جو دہی ہے وہ شہ و جو دہ کائنات ہو یہ بے شک یہے انکھن</p>	<p>رواق تخت نبوت ہمدرد لکھ سار و نکا و سیل ہو دی شان کش مسند بغیر ہی آماجہ رکشور و لاکھ عشق کے یازار کی خلی ہو زندگانی پر و جان جیتا یہ نوتا و ہوتا میں دتو اول و آخر ہی اصل وجود</p>	<p>زینت تاج رستا ہمدرد بے وسیلو نکا و سیل ہو دی عزت شہی و فخر سروری ہے امین مخزن افلاک رواق گلزار محبوبی ہے وہ یا حوت و روح روان کائنات گر نہ تو تاپیدا وہ شاہ نکو ہر دہی تو میوہ نخل وجود</p>

گر ہو آخر میں ہوا طویل
گر ہو آخر میں ہوا طویل
کیا کمال میوہ میں نصیب
کسب مجھے اس کو تو نہیں
پڑھ تو انداز میں صلیب
چار بار اس کے میں جان بچا
میں تو کمر و عمر عثمان علی
ایک دن ان شریعت میں چلا
قلعہ دین کی میں یہ دیوار چار
ہو یہ ملک اسلام کی میری چار
جو کہ دو سچے اٹھیں جو کہ
جو میں اہل بیت اور آل رسول
ہو کہ ان رکب بیک نقیب
حسبہ ہونے الفت میری
بستہ میں محاب پیغمبر تمام
بھیج ان سب پہ تو صلوٰۃ
ہو گیا دوستوں اتفاق
رہتا تھا سجد میں اپنی مقص
ایک دن پڑھتا تھا میں بھلا
جوش پر تھا بحر علم عارفان
حاضر تھی لڑائی ان بانشان جن
رفتہ رفتہ حضرت تحفہ کا ذکر
بر لٹھا ہر اک بعد ذوق میر

پر ہوا اس کے سبقت کی دلیل
کب شجر ہوتا نہوا اگر نثر
جو وہ اول سابق لبنان کو
نثر سخن اک خون اس بقون

گر ہے سچے انبا کے ظاہر
جب نثر سے یخ ظاہر ہوا
میوہ کو سبقت مولیٰ میں چلا
ہو وہ شاہ جہان بس کے نخل

در مع چہار یار کرام ضوان اللہ علیہم السلام

دست پیغمبر کے اہل حق کے دل
دو دن باغ طریقت میں یہ چلا
ملت حق کی ہیں یہ انبار چار
جو ہوا ہر نئے ہر مرد و دو خال
دو جہان میں کس شبہ کی وہ

چار دن یکے ہیں برحق دوزیر
ہیں یکے معرفت کے شہر چار
ہیں طرق حق کے جہان میں چار
بحر مدین میں چار ان طوین
جو کوئی اسے ہوا بد اعتقاد

در مع اہل بیت ضوان اللہ علیہم السلام

استدھار دین ملت میں کی
ہو ہر اک تحم ہدایت و اسلام

ایک ہی نے جو بدعت ہوا
اک صحابی کو بھی گروہ وطن

در بیان باعث نظم و تصنیف این تنوی مسمیٰ بہ تحفہ العشاق و مع عشق و قدح عقل جزوی

کھل ہاتھ گلشن عرفان جن
آگیا اس عاشق شہ کا ذکر
ہو یہ قصہ نظم کے لائق ضرور

اویا کا حال میں سرور کو
مستکی اس کی شان شوکت باعث
خاص کر قطب زمان شاہ دفا

پر حقیقت میں ہر یک میوہ
پس نثر ہی اول آخر ہوا
ہے وہ اول ہی آخر ہر سر
ہو وہی مقصو کل باقی طفیل
آل و اصحاب بر اس کی تمام
ساری امت پورہ رکھے میں سبقت
ملک اسلام نے سورہ فی پذیر
ہیں حقیقت کے جہن کی یہ بار
ہیں یہ لو ان خلافت کے ستون
ہو حقیقت ایک ظاہر چار تن
ہو وہ دو عالم میں شیک نامراد
نکستہ ہیں کسے میں سب قبول ہو
مغرمت جان ایمان راہ میں
راہ حق سبے شہ گمراہ ہو
ہو وہ شیک لائق گردن زون
ہر گھڑی ہر خطہ ہر دم صغ و شام
باعث تحریر نظم و تصنیف
جمع علماء و صلحا اہل دل
لے اے حق و سبغیات اس
ہو ہے تھے گوہر معنی عیان
ما سوا سے جو عرق نور تھے
ہمت مردانہ اندر راہ عشق
آفتاب معرفت بحر صفا

کامل اکمل بی بی بل	عاشق ذات خدا کلم پر بل	صدا ارشاد لقیون و سبق	عاشق صادق شیدہ ہر حق
برگزیدہ دو جهان مقبول بل	مشرقی و فادوی نسب	یعنی شیخ حافظ محمد صمدی	لکھو نہ لگے کر کے خطاب
نظم کر اس قصہ پردہ کو	گرم کر اگر بار ہر دل سرد کو	شویان ہیں بجاری عشق میں	ہر بہت کم مہین قی عشق میں
قصہ صفحہ اگر منظوم ہو	رتبہ عشاق حق معلوم ہو	ریختہ میں نظم کر اسکو تمام	تاکہ سمجھیں سکوسارے مخاطب
جان نامہ کوئی ذیل مقال	عاشقان حق کا یہ ہوا جو مال	دعویٰ جو کرتے ہیں جو عاشق کا	ہوش میں ہوں جسکے عشق کا
تا بزرگ عشق حق کو گر	ہو کہ بس لنگ جو بزم	عاشق صادق بھی سنگ جہش	جانی اور چند ہوا اندہ عشق
جان لب لبب عشق کی سہ ہوا	چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ	عاشقان ہتھین ستر پہلی ہر	ہر راہ عشق نے نالی کا گھر
عشق ہو جان کہ بلائے جان گزار	ہزار دوست دشمن کو ز	عشق کا سبب اللہ تعالیٰ	ہزار سے عقل میں اور
عقل چاہے جو کہ ہوش و فراغ	عشق جاہو بچ و غم سینہ چراغ	عقل چاہے جو عزت جاہ و جلال	عشق ذلت خواری و در بل
عقل چاہے جو ان ملک سلطنت	عشق و عجز و فقر و فاقہ سکنت	عقل چاہے جو عشق و عشرت خرمی	عشق درد و کلفت و رنج غمی
عقل چاہے جو کہ مویش و شکر	عشق کہتا ہے کہ کھا خون مگر	عقل کسی ہو کہ جل گلزار میں	عشق بیجا بنا ہو کہ یار میں
عقل چاہے جو قبا و زمین	عشق کو دانا ہو سامان میں	عقل کسی ہو کہ کر عین و طرب	عشق کہتا ہو کہ سہ رنج و تعب
عقل کسی ہو کہ جان زار میں	عشق بیجا جھگڑا کہسار میں	عقل چاہے دلت و زار میں	عشق چاہے جو بلا و خواریاں
عقل بیجا گلشن و گلزار میں	ڈالنا عشق حتمی نام میں	عقل چاہے جو حیا و نام و شک	عشق کو اسے ہمیشہ سو رنگ
عقل میں اور عشق میں ہی ہر	عشق جب کیا تو بوائے حلال	ہو کہ حضرت عشق کا جسم ملو	عقل سر سجائے اور دے سر
عشق کیا ہو و غم کی کھار	غیر لیکر عدد جان ہو	کیا کہ نہیں عشق کی گیند	رنج میں است کو کہ تیر وین
تار کو گلزار کو دیتا ہو عشق	دار کو دلدار کو دیتا ہو	خاک میں بسکولا دیتا ہو عشق	تخت شہلی پر بٹھا دیتا ہو عشق
درد میں اسکے دو اہو سہر	مرض میں اسکے شفا ہو سہر	مارنا اسکا جلاد دیتا ہو جان	توڑنا اسکا ملاد دیتا ہو جان
رنج میں اسکے ہو گنج بیکار	مرگ اسکی ہو حیات جاودا	عشق کے برعکس میں کاغذ	تار کو اسکے سمجھ تو سہار
اسکی برائی کو آبادی سمجھ	خار کو گل غم کو تو شادی	کلفت و تکلف کو رحمت و جان	قمر اور فاقہ کو سو دلت و جان
عشق کی دلت کو تو عزت سمجھ	خواری زاری کو کوشت سمجھ	عشق کی نیرفت ہو کس کس	ہر قسم میں اسکے کو شفقت ہما
قمر صورت و دست پنهان عشق	اور طبیب درد بیان عشق	اول آفرینا نہیں ہر عشق	درد و عالم جسم میں و دیر عشق
سے بیان عشق تو میں بل	رجوع بقصہ	اب گردان ارشاد حافظ پر	

<p>اوتے فرمانے کو ہیں سے بند توڑ ناموں کا ہو کسان وقت فرصت کھانا کھو لیا اتنے میں مانہ اور تنگ فرقت جہان سے بس کھو جنگ ہم بچا دو نکو تر پنا چھو کر وصل سے حق کے ہے وہ ہر جام کو تر ہے ہو وہ لب لب آپ تو راحت کے ساتھ لے لیا بیش طرب ناز و نسیم عیش میں کھدیا کل کھلا بغیر جسے اگر رہتا تھا یوں</p>	<p>رکھ لیا سر پر عبادت خاک نے کھلے بادشاہ و محرو حکم پر اس شاہ کے تھیں ہو گیا پھر اور ہی عالم کھنگ جان جانا نیزہ اکی بندر سرو حق رہی ہے جو کھنڈ پیتے ہیں حشر سے ہم خون چانتے ہیں پیاس سے ہم آب بابہ پنجو علم یان دیکھے رکھ دیا سر پر ہاتے کوہ غم حق الفت اور قربت گیا ساتھ اپنے لیکے کھنڈ کیوں شاہ کو زیبا ہو کب تھار دیا</p>	<p>گر چہ چکھو شکر گوئی میں نہ تھا لیکے لکے گوہر ارشاد کو پرنہ دیتا تھا مجھے فرصت دن ہو گئے رخصت نہ ملا جی سید خوش آئی اس جہان کی نگاہ وہ تو دان جائز شہادت بی رس نازد نعمت میں ہرین نول دن آب تو جا کر کیا جنت میں گھر آجے بے رخ و غم مثل عروس عشق و عشرت میں ہو شوق دعویٰ حب و قربت گر گیا گر چہ ہم لائق تھے دعا گاہ کے گو بہت خادم نہوں تھو ہے</p>	<p>دخل کچھ پر حکم کو لایا حقہ دلسین لیا کھ شام تا لکھوں اس نظم کو بانٹوں شام غم ہو ہوا وہ روز عید جلد سے بس جنت الفردوس کو نہر غم کھا نکلیاں ہم جی رہے خاک میں اب لٹے ہیں ہم یہاں گردا گرد شہر ہم کو در بدر جا کیا تخت شہادت چلوں ایک تخت کھو گئے بس بھول یوں خواب و ناشانی کا بھی کیا حق تھا کفن برداری میں نہ تھے شاہ کے</p>
--	---	--	--

دربیان محرومی و ندامت بر حال خود و حشر مفارقت بزرگان بیلان طہریت

<p>آہ داوید لا دریا حشر ساتھ کپانے کھل کر مل ہوا مٹاتے جو جلیقے مٹا دیا بلبلوں گھر گیا گلشن میں گھر کیا تو نے شکر ستارین شیر جی کا آہو ہر فانی کار رگس مکان کجا آہو چرے</p>	<p>اطلا غم جدائی ایشان مردان کا اسے حاصل ہوا مثل تلچٹ گرا میں زیر کا یوم ویرانہ میں مٹا تار ہا زراغ تو مر گئے عمارتیں گسے لہر تھو ان کو زمین غدا اوتھرتن غار وہیں چرتے رہا</p>	<p>یہ بچا ہر کہ منزل مقصود پر جو کہ قوری تھے گئے افلاک پر گھر لیا تھی نے شاعر سر پر ماہی جن نے توی دیا کی دھڑا جالا دریائے آب سیر بار دست شہر پر جالما شہر نابز</p>	<p>ساتھ و الا جلدیے میں رہا رہ گیا میں ہی پڑا بس دور رہ گیا سایہ کے چون میں خاک پر جھاڑ میں ٹھکی ہو چکا ڈاھر موش بد اخ زمین میں بن گیا رہ گئے خشکی کے اندر سنگ و خار کھوڑا گرس پڑا مردار پر</p>
---	--	---	---

منج آبی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہو کر شہنشاہ
گو بہر مصلوب ہر اکے لیا
عزم کاپے کون جو عفو آہ
ہو گئے وہ جو نعمت اس قدر
آہ وہ دلا کوئی بہر نہیں
دلی دلیں لکھ کے چرتا نہیں
بقدر کتب کی مراد
حاصل شاہد میں لیکر فلم
عشق کی باتیں سنا ہوں نہیں
گزنہ عاشق ہو تو سن عاشق کا ذکر
عشق کی باتیں سے آہ و زور
ہوش بے ہوش ہو کر پیش کر
تاغزہ دیوین ری باتیں تھے
لے وہ ہو پکا شہر الف میں تھے
تین بہت عاشق کہلا کر چل
بالکامل عشق جو عشق شہید
کیونکہ عشق غم سے حاصل
دینا تاج دیکھنے کے دل تیرا
حسن محبوبان عالم سب
دیکھا اسکو بدل ہوتا جاوے
اس زیادہ چاہیے فیصلہ کر
کے دیکھا ہو خدا کو آشکار

منج خاکی کو توتا ہو خاک و
ہم سے دن ہر نفس کے چھوڑا
غوطہ خورین بحر حوران میں
مال لہر جس کو دل لہلا
خواب میں بھی تو کہ آہ میں نظر
جو منے میری مصیبت میں

پر تھے جسکے سے لہان اڑ گئے
جیت سے مصیبت یاران طریق
آہ اندر بس و حسرت آہ آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
دور ساغر وصل کے چلے ہیں ان
لے ہر اہمدم نہ کوئی ٹھکسار

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیۃ قدس اللہ سرہا

گم کو گزہ پہ لاتا ہوں تھکین
دور کر کے ماسوا اسے نگر
مرد دل نہ ہو مذکور زن
گوش سے گوش ہو گوش کر
عشق کی معلوم ہوں تھکین
عز کرے جو درد میں تھے

راہ اس ہر کوئی بہتر نہو
عاشقوں کا ذکر کرنا ہے اثر
ہو وہ سبب عشق کی بات کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول گنا
تھک بھی شاید کہ آجاوے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا عشق

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

سبح اس کلمہ کو کہ دل میں
عاشق شہن حق ہو بنیاد
چھوڑ ساید اصل سے جاناد
آئینہ دل صاف کر اور نظر
مکے صفت سکار میں جاناد

یونمون بالیقین قبول حق
اصل کو ترک ساید دیکھ کر
گرچہ دیگر گل سے کہ کب لہو
سر کی آنکھیں دل پر وہ جو
انیا اس واسطے آئے بیان

منج بے رنہ گزہ ہوئے
جاسے دریا مطلب میں غزل
جا کون کس سے مصیبت آہ
زیر پا سے بچ ہو کھول گئے
آتش وقت میں جلے ہیں بین
غم مر اغوا رہو میں غم کیا
تھے تحفہ کواب کتا ہوں
حضرت عائشہ کی وصیت مجھ کا
تصدیق کا کرون یا در و رقم
حق سے ملنے کی سچے راہ جو
گرچہ تجھ سے بھی ہوں سخت
خشاخہ زنگہ ہو جس دماغ
جمع کر کے کھمیری باتوں بہ
کھینچ بجا تھک بونا کو عشق
سننے سے بھی غم خود بونا عشق
مکے پالی عشق ہی بس گونال
ناقص لا اعتبار عشق دید
عشق صورت کا ہو دیدہ نزل
یونمون بالیقین قبول حق
عاشق ناقص ہے عالمی کتب
اصل جو عکس ساید دل جو
کھول دلی آنکھ سر کی بند کر
تا کرین و صاف حق تہجیر جان

<p>عاشق بیتاب کہ باہن سر متر گرد قدم عاشقان دہ ہی جلسے جو ہر آئین بتلا درود رنج و غم غذا ہر دہ کی سایہ حق میں ہر آئین بتلا خشا کہ دہ آگ میں کھنڈتے لیک ہو غم و پرہیز و شہر مے تہ میں نئی سرفا عشاق رخ میں گنج اور خزان میں لبیک مسکت میں سلطنت ہو بے غنا ذلت فخری میں عزت ہو غم عاشق جاننا کہ جو بے غنا عاشقوں سے پوچھان سیکھنا بقراری انتظار میں دروگر عاشقان با وفا سے پوچھ جا لطف تن جریکا زکریا پوچھ در دہ کے لطف کمر سے پوچھ پوچھ عسبی اموشی اور احمد سے جا لذت کیفیت و دوق مزاج خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا کیسا سرسکے جا جلتے کو پوچھ باغ عالم اس سے جہا آب تاب گلشن جان تابرا ہوا زہ تر</p>	<p>لطف بیتابی کا ہر مطلوب گر کراہو روشن دو چشم طالبان لذت درد و تعلق رنج و بلا جلانے کیا بید لذت درد کی زہرا اور دہ نکو ہر گرجہ مات سوزش خورشید ترکو دہ تر نار ہو گلزار ابراہیم پر درود غم ہر زندگی عاشقان جلتے ہیں عاشقان بقرار پنج میں صغیر میں غنا رحمت ہر عزت میں دولت میں موت میں عینا لقا اندر فنا خاکساری رنج و علت ناز آہ متر و رنگ زرد و چشم تر لذت کو کیفیت ان سب کی کے کئے کا مزہ کئی سے پوچھ آہ و زاری کا مزہ آدم سے پوچھ فرش سے تاش پھرنے کا مزہ پوچھان سب کا شہیدان سے ذرا پوچھ لے ہر طرح سے بتان میں جا یہ تم زکے خاک میں لے کو پوچھ گرے ابراہیم در سوز آفتاب عشق سوز دل گم کر اور دیدہ</p>	<p>کو سنجو ابھین کر اک کلبہ خدمت عشاق میں کھ لیتا جانا ہر حسے زمین ہر چکھا عاشق بیتاب جلانے میں تو متر کے میں جات جاودان ہر عین کی دہی عیش و بقا قوم میں ہو آسب سبیل ہن شہید کے یہ باغ و بنا اسیے عاشق کرین غم اختیار غم میں شادی و شفا ہر دروین گرے میں خندہ ثواب اندر عدا زندگی مرنے میں گلشن میں دیکھتے ہیں عاشقان جان نثار پوچھ دمی و سبکی و بے بری ذلت و برائی و بیخ و غنا کلفت و رحمت کا حظ الوہیت پوچھ سبیل سو کیا لطف اور پکاروں سچ کر ایک لطف جان دینا بخیر با ذوق تر پوچھ جاننا زونے وہ مر لطف شع سے جاموں کے گلے کو پوچھ باغ و اثمار جہا سے پوچھ تو باغ و خاکسار سے پوچھ لے</p>	<p>ذوق و خالی کا تو جا ہر گھر پا ہر کر کیفیت سوز و گداز اضطرابی بقراری کا مزہ لوٹنے کی خاک پر آرام کو دھیسے نام کی نگہ جو جان جو پر خوش میں ہو چکھا فنا نون ہو قور و بنر آب نیل زخم گز و تیغ و تیر کا بدار کیونکہ درود و بلا مطلوبیہ عالم میں گل گل میں لڑ کر گلشن ہو گلے میں تکر بصری بیتاب نیستی میں ہستی سستی میں غلا جو خدائی غم کی ببار بے گھر بے زریں بے بری نیستی سستی درمگ و فنا پوچھ رونے کا مزہ عینو سے کے کھنڈے کا بیجے تیغ کے جنگلون میں ہو کرین گل لطف زخم کھا کر خاک خون میں بگر ہو کے سجان جاننا کر لطف روشنی سے شع کے ملنے کو پوچھ ابر کر و کج خور کے سوز کو گرمی دل چشم تر و سوز گر</p>
---	--	--	--

عشق کی کوئی جھلک ابرو پر
عشق نے اونٹنی کی طرح اثر
عشق کی بات کا کتنا ترنم
ہندو شکر جو گندرا ہو جو
اگھہ دھوکہ کے بعد بھی غم
جیل کس میں موقوف ہو یا جیل
آتش کو بے نکل پھرتے لگا
گندنا بازار میں ہر دم
جو گیا سحر انہیں کین کے لیے
گوشتی کو گیا اندر پہاڑ
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب
خیمہ دیکھ لے عاشق کا
ہو وہ کب گل کے گل کو قرار
دیکھ حیرت نہ کوئی شکار
ہو مخاں بیدل کے دے دور
جو کوئی ہو عشق کا بیمار
مرض مہلکے جو گل جان
دیکھو ہر دم غم کا
جنس اپنی جنس ہو نقصا
آدمی جس میں صورتیں یک
ہو گئے اور جو رنگ
آخر میں دین سے پہلے

کردا اب یا بیعت و غیر
نقل سے ادنیٰ ہوا میں خبر
خواب غفلت سے گئی کتنی کھل
ترک ہو کر اس کا ہوا قائل
کی داہنوں میں جگر کی غم
گھر سے نکلا میں کے خیال
در بدر مھر ابرو اچھا بجا
اور دل مضطرب جو کون
اور اٹھ دے گئے آگے
اور غم کا آڑ اس پر پہاڑ
تھارتی چلکے اور اضطراب
بے ہوا و بے لگھڑا
باغ میں ہو اگر چہ سو بہا
بے نفاہ نہ کس سے تار یار
تا نہ دیر سے اپنے لب لباب
کب علاج اس کا ہو جو دیا
دیکھیں آج کل مریضستان کو
ہو دل غم میں ہر شاہی حال
غیر جنسیت سے ہوا اندر غذا
مختلف و متضاد تھے ہیں دیکھ
ایسے جوان ہیں کہ
رجوع بقصد و کیفیت بیمار خانہ و مقولہ

حضرت سری کی اس حالت میں جو
ذکر اوتکا بھولا اوٹکو بھیک
یاد آئی جو مجھے اب اتنی بات
القرض کی رات میں صوفت بھر
صبح کا جہم ہو رشتہ جبر
جیل کس میں ایسی جائے ہو کہ
اے کی چون کو کو گھر بہ گھر
گر گیا گلشن میں جو گل کی کٹی
سیر یا کی کہم ہو اضطراب
اور مزار اہل دل پر بھی گیا
آتش پر دھواں بیدلان
کب ہو کلمت زدہ کا نظارہ
ہو کب قمری کا کوئی غم دار
جاو کب شبنم کے گل کی بیج و پاک
لو گیا موقوف عاشق کا نہو
القرض تیری کی میں کو ہزار
کیونکہ ہونے ہی جو سبب کارل
نقل جو کھلا ہو جو کب سین
ہے مراد تیس سے صفت یار
جنس غم کا جو ہوتا اعتبار
اگر کر سن دھن کو اپنے سین

عشق کی لگی کس طرف ہو
جھلک ہو آہو پیش سر نہ
یعنی فرات میں یوں نہ نکلا
ہو کسی حب صبح ظاہر سر سر
کھلا جل بل گھر سے بیٹہ چل
اضطرابی اور بتائی و غم
شہر و جگہ میں کیا صبح گذر
تھی زیادہ اور دلو کبے کھلی
جوش رہا اور بحر ہندو تباہ
یہ ہوا سر زہر خند و دل کا
کب تھے بے آپ وصل دہان
جیتا کتنے روئی قباب
گلشن گلزار سے بے سرنواز
ہو نہ گزرتا صبح کا سایہ یاب
تا نہ وہ ہمبستر جانان نہو
پر آیا دلو سے کچھ قرار
دیکھ ہو رد و کو کھلے کارل
جیکہ دو بوائے صبحین سا دل
جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
فرق کیوں ہوتے بشر آشکار
بھر ہے کا ہیکہ ایسا خجلاں
در پہ جا نکلا مریضستان کے

سری سقنی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے داروغہ سے اس کے کہا دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی دیکھ کر احوال پل استیلا کوئی کوشش نہ کر رہا تھا کوئی شہ پہ ہو کوئی پر خوش چین ہو رہا مثل مٹھ تالان کوئی کوئی بیکار رو تلخ فراق سیکنا جو درد دہش کو کوئی ہو تپ لرزہ کو کوئی بیزار ہو مرض لا دوسے بے امان دیکھ حال نیک ظاہر مرغ آ	کھول درمید غامد کا دلا بادیا بھٹکتے مجھے نسیم کی غنجہ دل میرا کچھ بار کھلا صبر کو اپنے بنا ہے کوئی کوئی حیران کوئی بیخ و تاب مثل بسمل خاک میں غفلان کوئی زندگی سکر کر رہا کر داند تابش لے کر کھڑا ہوئی روئی پی رہا خوش قسمت دار و زار جان بلبے کی ہو کوئی نجبا ہو گیا موت میرا اضطراب	تا کہ دیکھ کر اپنے ہو دو گنگ بیدار ان رستے یا جو در کو کھل دیکھا ہر اک کو کہ ہزار و زار کوئی روتا ہو کوئی کرنا پرکار ہو کوئی گل کھڑے جا بجا کوئی رکھتا ہے صندار و زار اشک سے دھو رہا کوئی بڑیل درد سر پر کوئی مینا کی لپ کوئی پیچش ہو شکر کی بوتل زندگی سے نا امید ہو کر تڑپ غنجہ دل کھل گیا دیکھ لیکار	تہ۔ ان کچھ جاو دو کہ ملک کھل گیا کو با در و دل غلاب کوئی تالان ہو کوئی ہو شکار کوئی کہتا ہو کہ ہون با حق تبار مثل قمری ہو کیسے سر پر خاک زخم دل پر مرہم تسویر یاد کوئی مینا کی سوسائے دل پہل کر رہا ہو بھرتا ہو حبیب کی شب گولیاں کھاتا ہو مینا کی گم کوئی مسلسل موت کا کر رہا ہو گلشن سیر غامد کی بہا
--	---	---	--

ملاقات شدن سری سقلی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق و دیگر

تھا اس میں جو کئی کہ نظر چہرہ اس کا ہو گویا شمع دم چشم اس کی چشمہ چہرہ کا میوگی ہر اک طرف کو ہون قد میں بھی یہی استر آہ دیکھ اس کے شاعر کی آفتاب دیکھ نیت بھری صورت زیب اور نیمے میں ہاتھ زعفران بستہ بدول ناز و خوش زبان	دیکھا کیا ہوں کہ کہ شکستہ قامت اس کا گلبن باغ ارم خال اس کا خوشون پاکیز دیکھ اس کو گئے علم میرے پست کوہ کے اندر ہو بیسے لال باب کھاتا تھا دار نظر سوچ و تاب ڈرتے ڈرتے میں ہوا ایسے ترس شاہ طوطی کہ ہو لپٹا سب چون عاشقا تھی خزانہ ہر حیا	تازہ فاکیزہ رو صاب قنبر زلف اس کی دیر راہ سا کان بٹھنا اس کا دم با حن و قار دیکھ کر کھنکھن کی جبکی بہار تھیں وہ آنکھیں اس کی چون روشنی جو خوش اس سے مے اندر دماغ دیکھا جو زدی کا کر میں بشوق اور وہ مضبوط ہوے کے کرتے جھک جو دیکھا تولے اس گھڑی	بالا سر خوب زیبا اک سنہر صل لب اس کا ہو جان نشگون چرخ کو دیتا ہو پھر نیسے قرار ترکس آئینہ تھے جہان زار ذوق مستی کو کہ تھی اندر دماغ ہو پوئی اول ہو گیا بے باغ مثل قمری ہو گلے میں سکے قوی مثل حلقہ ماہ بانو میں پڑے دی لگا آنکھوں سے اشک کوئی جری
---	--	---	---

مثل الاشبک بہانے لگی
اسکے عشق اور فوجی سنی کا شہر
ہو کسی فرزند کی دیوانہ
کیا خطا اس خطیلے کی کہو
کوئی بیاری نہیں ظاہر اسی
ہو گیا اسکو جنون تقدیر کے
چلے زندان چونکہ زندان شہر
قیدت گل میں آدم کو کیا
بند ہو قطر ہستی میں جگہ
ختم کو دالین کی قید میں
حرص جو قیامت میں ہو
نخل کو اندر سخاوت کے چھپا
بند یا درگمین کر طوالت
کر تو اضع میں کو کو بند
عشق حق میں بند کر جو غیر
کر خودی کو تو خدا میں جو
تا کہ ہو انکو بایں قید سکو
بند کر کے تاکرین بکھلا
جو یہاں جسے لکھنا
لے سلا تو نہیں جنون میں
ہستے اس عمارت میں
نقل ہے جاتے تھے مری طوالت
کہ نہ تھا بلکہ ہر روزی

زرد گل کو لاد دکھلائی لگی
پڑتا تھا دیر سچ چون تاخیر
بے شبہ جو عاشق جانا نہ
تیردین ڈالا جو اس وقت کو
جو بھلی جنگی کہو یہ کیوں بندھا
اسی ہے بند یہ زنجیر سے
متقی زراہوق خوان شہر
جو ہر انسان جیٹا ہوا
ترب و موتی ہو بانوئی جا
تا کہ اس بھول جیل میں کرتا
ہو وفا قلبی ہی اور جہند
تا جیب امشب ہو تو بولا
تا کہ جو اکم نہ تو بے نیک عمل
تا کہ جس حق مرتبہ المند
تا ہو باغ وصل حق کی جگہ
تا کہ معلوم نہیں جزو ایک
گو بہر مطلب درمقصود
تا صحت یہ ہو جسکا سکا نام
رد پٹی کیا را دوسر کو دھنا
پانے دلبر کی ہون پرتو جن
ہوئے غصہ دیکھا دکھا حال

روئی اور رد کر کے بھر کر اکھڑ
تابش گرمی لے اُسکی من
پوچھا دار پوچھ سے میں اس گھڑ
کیوں کیا زنجیر طوق لہ شاہ کو
بولادار غنہ نہ کر اس عزیز
اسکے لکھنے کیا بند اسیلے
لفظ نادان کو کرن کتب میں بند
نظم زندان حرم میں جب بند
کھان میں جب قید و بندیم
نفس گنگ بھر تقویٰ میں قید
طمع کو جو تو گل کرتا تاب
بہنے کو بند چپ نہیں کر
حکم میں حق کے چھپا تو مجھے
کر کیا کو جو تو خلا میں
کر صفات حق میں لکھتا
اسیے درویش فقر ہو مند
اسکے مالک نے بھاس امید
ہو کشتا عقل ہوش اسکا بجا
درد نا کر کھینچ کر دے وہ
سمجھو تم موسیٰ کا چرچا
یون ہی مجھ بھی دیوانی بنا

چند شعر اسے پڑھے ہانہود
جانا یا تھی جو ہر صبر و صبر
کیوں کیا ہر قید میں یہ دلا
اب میں کیسے چھپایا ماہ کو
تھی یہ کہ موتی کی شایہ کینر
تا کہ شایہ عقل ہوش آئے ہے
تا کہ ہو عالم و دانا ہوشمند
نمک انسان تب ہو خوش امید
پادین صفت گران حق عظیم
آہو عرفان کاجب کرنا جو صید
تا جیٹا اسکا پایہ خطاب
ہکھلا حق سے ہو تو مالے پیر
ظاہر باطن ترانا ایک ہو
تا جو حق کے بند گان خاص میں
ماہو تاکو پایا سے نجات
جلد عزت میں ہو میں آپ بند
اس کینر کر کو کیا ہو قید میں
تا نفع لے اسکے دلی انتہا
بولی میں ہوں ایضاً ہو سگنا
جسکے دلے بھر موسیٰ رہے
کر یا قید اور نہ دلی دل کی خبر
ایک چرچا ہا پڑا رہ میں نظر
لے رحیم لے کریم دے اسے کہ

تمتہ بیان چرچا موسیٰ علیہ السلام

ہے کمان تو جلوہ گر نہ بجھے
را تندن تیر کی تھنہ رہن
تیل ڈالوں کرین اور کھی کرین
ہو اگر بیا تو لے کر دگار
پاؤں یوں اور چوں کہ کو
ہر کمان تیر کی تھنہ کرین
رختی روئی بکا کر دھیر
اور کھر گز نہ کھانے دھیر
تیری خدمت سے نہ ہوتے تھے
اسطرح ہیو کتا تھانہ
اور کیے جسے زمین سہاں
یوے موئی لے تھے کیا کیا
اس تے کہنے کو کہیو کو
کھانا مینا پھر تیرا پر کام
گر کے تو جہ کہ تیرن بھی
جو تو جانے ہی کہ ما کہ سے خلد
کس سے کہتا ہو کیا خالو تو
کھانا دہ کھانے کو کھانا
ذہ نہ ہوتے جن دیکھ لار
اسکے حق میں بھی نہیں کی ہوا
اویا کو کھانے اپنی کی تبا
دہ کر کے قصد تیر تو کس کا
ہا تھو پادہن کھانا کھانا

تیر کی تھنہ دیا تیرا بھجھے
اکھم کھن تھنہ ہونے مذون
چینین تیرے لیے بھی سون
جان لے ہون تیرا من کھلا
اور کون کو نیکو بستر ات کو
سیون گتیری اور تیر کرین
اور بہت سی دہی مسکین
پتہ ہی گھر سے کھلا دین دھم
تیری خدمت سے نہ ہوتے تھے
یو بجا ہوا ہو موئی لے کرین
عروش کر دے روغ و جت جیلا
جو کیا کافر مسلمان کہ با
ہو گئی عالم میں ظلمت جا کر
اویا خوشید کو زبیر ہوا
اگر آتی ہو نہ جلا ہے کوئی
پھر تیر گستاخی ہو کہ کھو
یا کہ باب پنے سے عاوت تو
کیر دہ پنے کہ ہو جسکے جسم
پاک ہے ہر جہ سے اویا نیاز
اسطرح کی گفتگو ہے ہنہرا
دل کو کر کی ہو سیاہ و بکا کھانا
گرچہ ہون خوشو حلیو پارسا
اور خدا کے حق میں کھانا کھانا

ہو تیرا کس حالتے جان جان
خو بیا مل کے نہلاؤں تھنہ
دھو نہ کھنہ کھنہ تو کھارون کھنہ
ہو جو کھنہ کھنہ اور زمت تھنہ
اے مے سیان تیری تھنہ خدا
دیکھ یا دین تیرے گھر کو اگر
لاؤں میں تیرا کر آگے ترے
پتہ دھیر گز تھنہ ہونے دون
اے خدا تھنہ ہون تیرا تھنہ
کسکو کھانے یہ تو کھنہ
اور کیے جن بشر اور دھن
ہو یہ کیا ہیو دھان کھنہ
کفر سے تیرے ہو عالم سیاہ
گزنہ کا اس سخن سے خلق کو
گزنہ آئی اگر کیا ہو کھنہ
دوستی بے عقل کی جو دشمنی
جسم تن حاجات تیری تو قرار
دہ پے شیر ہو جسے نشو و نما
بلکہ جو نہ دھانی الذات ہو
نے کہ در حق خباب کبریا
گر کے اک مرد کو تو فاکہ
فاطمہ عورت کے حق میں مع
لم یلد ولم یولد اسکو ہنہرا

تا کون تیرا تھنہ تھنہ
اور اچھے کپڑے مینا دھن تھنہ
اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتین
کر کے خدمت تھنہ تھنہ
اویا ولاد کھنہ ہر مر
دودھ کھی لاؤں تیرے شام کھنہ
رو زہو کھانا تیرا گھر سے مے
تیرے راحت کیلئے محنت نہ ہون
اور مری سب کھانا تھنہ
بولادہ جسے کھنہ پیدا گیا
ہو اسی عرض یہ میری جان
مندر کھنہ کو سمجھ اسکو دھل
کفر سے تیرے کیا دین کو تباہ
اگر آکر بھوکا کھی خلق کو
ہو گیا کیون دل سیر دھن
ہو خدا پاک اسی خدمت سر غنی
دیتا ہو اندھنات کر دھار
چکین بنے جو ہو محتاج پا
صفت اسکی صفت چکین تھنہ
بے بدن ہنہرا بیون دھو
گرچہ میں اک صفت مرد دھن تھنہ
مرد کو بے تودہ ہو کر دھن
ہو دھن خالق والو مولود کا

ہو وہ پیشہ اس کے کجا جہر
 بولا جو اہل کہ تھے یا نچی
 لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 آئی موسیٰ کی طرف وہی خدا
 سیر ملنے کیلئے آیا تھا تو
 ہو سکے جب تک نے نام نہ
 ہندو کی اصطلاح ہندو
 حق میں اس کے حق میں
 حق میں اس کے حق میں
 نے کیا میں حکم تا اون جانے
 میں کیوں کہوں لکھ لکھ لکھ
 ہوں یا نیا دل تھیت یا نیا
 کھو گیا کو دل اور میں
 گر گناہ اٹھتے ہوتے
 گم ہو رہا جب کہ میں
 ملت عشق اندر میں ہا جا
 یہ عجب حق چوٹی نے شہنا
 اس کے پاؤں کے نشا نوین
 رختہ رختہ آخر نہ لکھا
 اب ترنیا لب کچھ نہ
 اے سات فعل سراپا
 مارا کوڑا تو نے لکھ لکھ لکھ
 کیا کہوں کچھ کہ میں نہ لکھا

جو ہوا پید ہوا عالم ہو
 سنی دنیا سب سب سب
 بھار کر کچھ لکھا لکھا

کیونکہ اس علم فانی ہے
 اوشی جانی کی آتش ہے جلا
 بخود و سرست با آہ و فغان

عقاب لکھی موسیٰ علیہ السلام رحمت

لکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 سندو کی اصطلاح ہندو
 حق میں اس کے حق میں
 حق میں اس کے حق میں
 لکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 دیکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 چاہوں کہ میں ہوں لکھتا
 اور روز و نیا لے اور میں
 جو ہوا پید ہوا عالم ہو
 باہر نہ غم ہو کیا غم کو

ہر کسی میں تیرا کھی میں
 سنی دنیا سب سب سب
 حق میں اس کے حق میں
 حق میں اس کے حق میں
 لکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 دیکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 چاہوں کہ میں ہوں لکھتا
 اور روز و نیا لے اور میں
 جو ہوا پید ہوا عالم ہو
 باہر نہ غم ہو کیا غم کو

عذر نہ دے موسیٰ علیہ السلام نجد

شبان یعنی حیر و اہل

مزدہ دیکر اس موسیٰ نے کہا
 جو تیرا دل سوختہ جا رہا
 بے حجاب تو زبان کو کھول جا
 اور گیا وہ غم سے اور پر
 شہد موت کے لیے میں بند

ہو گیا ہو تجھ کو اب کھڑا
 کفر تیرا دین ہو اور نہ جان
 ہو گیا وہ غم سے اور پر
 یا گیا میں گو گو کی بات کو
 حال کو میرا کمان چوٹے کلا

خلق ہو و فغان اسکو چاہے
 جان دل میرا دیا تھے جلا
 تار و زاری ہو اگر تار و ان
 سیر بند کو کیا مجھ سے جدا
 باجی دنی ڈانے آیا تھا تو
 ہر کسی میں تیرا کھی میں
 سنی دنیا سب سب سب
 حق میں اس کے حق میں
 حق میں اس کے حق میں
 لکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 دیکھتا ہوں کہ وہ میں لکھتا
 چاہوں کہ میں ہوں لکھتا
 اور روز و نیا لے اور میں
 جو ہوا پید ہوا عالم ہو
 باہر نہ غم ہو کیا غم کو

<p>سکین کھینچیں ہن پیر ناز درد کا سیر بین کرتے علاج جو کوئی ہو عشق کا بیمار ہر کس حکمت میں بیان تھا ہر کوئی اسٹن بھانجے کھیل چاہتے ہیں عشق ہو سہو باید رحمت ہو حکم اسکا غم عشق جان عمر ہو ہر جی ہر ہر عشق سے جو جام دل میں بین مجنون ہیں ہر شیا ہن سفر میری عقل و فہم تھا شیخ نے جو کچھ تھنے دل جلاسن گشت کو زکو یوں کہا اس شیخ جان کو اس گھر دی کیا حال ہو رہا اسکے وغیرہ جو جب عالم فنا اسکے اور کئی ہونے کی نقل ہر لکھا تھا اس شمس مشورہ و سیر میں سب مل گیا پڑھنا تھا اس کے کتب میں تھا وہ گلشن میں کھڑا رکا شیفہ ایسا ہوا اس فقیر حال بزرگ کا بوجھانگر</p>	<p>ہر حقیقت میں وہی سبب نش کرتے ہیں جس اور بزرگ نزل کہ علاج اسکا ہو جزو دیا دین تھنے الہی کی عبادت و عمار ڈلے پانی گلے جلتے پتیل اور ہر میری ندگی اس میں دور موت و حشر ہو چکا اسکا غم زخم غم مرہم ہو میری جان کا ہر تڑپا لونا کرام دل آتا ہے نہ جنوں سے بھگو عار اور جنوں میں ہر اک انی غلام عشق کے دہن و تھنے دی اجازت اسکا گوہر بزرگو اسکے دھنور ہو رہا ونا تیرا تو رہی عقل و فہم تیرا بھرا عاشق حق کیون نہ ہو رہا</p>	<p>اور جسے جائیں گے ہر اس میں فساد بند کرنا کہتے وقت کا علاج ہر علاج ایسا کہیں از بیک شکلی بھنے کی کیا بھی ہو را ہر موت یہ کہیں تھنے سنی درد جانان کس طرح بھوٹوں بھلا وڑ کی میری دہی ہر مکار عشق کی آتش ہو تھنے کجا کی گر کہ تھنوں ہو زخم انتظار بیش اہل عقل و فہم نہ ہون ماندم در قید زنجیر جنوں درد کی سن لکھا عشق کر گئے تھنے سوزنا فی شیخ کی اسکو بچا تو گرے بیکجخت گر بی بی یک نفس خوشی و د جان دل میں جب مجازی عشق میں</p>	<p>ہر ہر حقیقت میں ہی انصاف دور و حشر ہو کا ہو فقط صحر اعلاج جام غم زخم پر چھڑا کہیں نہ کہ جا نہرت نہرت پیسے کو آ دوستی کی جا کہ جو دشمنی زندگی سے کیے نہ موزوں بھلا اور یہ ہر ان کی اور واکم ہر دای سوزش ہو تھنے کجا کی دھوتی ہن اسکو سن لکھا بجا جا ہونے آگے دو اندہ ہون کہ باشم اہل عقل و فہم نہ ہون جان دل اندہ غم سے ہر گئے دکھو وہ اشک انی شیخ کی یعنی جو صبا کہ حق معرفت اند آتش افگنی جان و د کیون نہ ہون تھنے حقیقت عشق میں تاکہ ہو معلوم جا نہری کا حال خوبصورت اہل طہیت نہ کہ یہ تھا لوگ اس کی حرکت نہ تھا نکل صورت میں تھا کیا نہ تھا سیر لڑکے کی اور اسکی جان آگیا لقب میں حبیب تفاق اور معلم یہ مضمون کہید</p>
<p>خوبی عالم تھا ہر دم دل تھا وہ تھا بڑھا دہن کا میں میں آشیانہ طائر انظار کا اکیم رہتا دیے ابن ہر آخر اس کو لکھو غفلت جا کہ</p>	<p>حکایت بطریق تمثیل</p>	<p>حسن کا اسکے کو نہیں کیا بیان سیر لڑکا جو پڑھا تھا وہ ہو گئی ناگاہ الفت دریاں ناگمان اک وز اس پر ہون حکم تھا دینے کا اسکے دیدیا</p>	<p>حکایت بطریق تمثیل</p>

جا کہا درویش کے فرزند کو
ہر وہ لڑکا سخت بیمار و بون
جلا جھٹا تھا بے سنج و تعب
خوابِ راحت نے کیا آرام خواہ
غم کے کوئے میں پڑا تھا دل کا
رشتہ رقتہ ہو گیا بیا رخت
یون کہا جا پوچھ اس بیمار کو
کے لڑکے کا ہو گیا پیام
اب کوئی دم کا یون مہمان نہ رہا
آیا اور بیا رکھا لایا پیام
کہہ سن دلدادہ سے اس طور
بھیجتا کیون نہیں لے کر گیا
مگر دروازہ پہ نوکر سے کہا
جلد رکھنا نہ اے کھنڈ
اور زمین پر اگر کرن لڑکا گیا
کے لڑکے کے جانے کے دھرا
دل کو تپایا امین بڑا
دلو اس کے بھی مگر نہ لایا
جائے اس عیانہ کی لاؤ فخر
جان کہا نام بہر قوت گیا
گلشنِ نوبائے گل میں گیا
ہو گیا بیہوش سب دیکھے وہ
دیر پا دیکر جو دل بے لال

الغرض استاد نے مجبور ہو
بھڑکنا تھوڑے دن کے بعد یون
آتشِ فرقت میں اس کے روزِ شب
کھلنے بیٹھنے دیا اسکو جو اب
نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول جا بل
اندازہ رکھ کے بیچ یا رخت
صحت بڑا کر ایک شکر کو
اگے خد شکر نے جوازِ سلام
تیری فرقت میں ہوا بیا مین
کوٹ کر کے میراے کا غلام
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر
دل در ہا ہر گھر میں دوس
شکے عاشق نے پیام در لیا
وہ طبق سہرے بجا کر ضرور
جا کے دیکھا طبق رکھا دھکا
وہ طبق اچھالے جلدی اٹھا
اس طبق کو دیکھا جو رول اٹھا
وہ تو دیکھ دیکے جہت پا گیا
سہرے کہا خادم کو جلدی دھر کر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا گیا
عشق اپنا کام کر کے حل گیا
اپنے کئے سے پشیمان ہو وہ
عاشق صادق تھا اور اہل کمال

صحبت اسکی میرزا دیکھو مضر
اور کھل گیا کتب سے وختِ حشر
کھا گیا تھا میرزا سے کافور
خون لڑا تھا اور داتا تھا
پیا سچا ہے تو ہے آکھو ہے
ہنس کے رو دینا تھا کچھ بوتا
اسکی بیا ر کی بھر تو جلد تر
کیا جو بیا ر مجھے لیا کہہ
تیری نصرت میں راد لہین گیا
جسم تیرے پرینا اور جان دینا
بول کھا گیا کس انداز
بھجے مگر کون جہیز جان کی وجہ
میر لڑکے کا عاشق سے کہا
اور طبق پوشیدہ بجان اٹھا
حسبِ فرمودہ بسرا ندر گیا
اور زمین پر ہر پردہ نہ لایا
کے لڑکے نے شکر پھر ذرا
ہو گیا چکا بھی لیں پوٹ
جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا
اور اس یا ندادہ کی لایا خیر
سانپ کے کلینے جو چپے گیا
ہنسے اسکی بھی ہوئی ستیا نہ
چلیا جب تیرے سکتا ہو کہ

یعنی ہر کسی آخر شاہِ اہل
کئے سو استاد کے خوش تر
تھی آنکو کوئی بیا ر شانت
عیش نہ لکھا نہ شہ تما تھا
بھوک زیادہ ہو تو کھا کھا گیا
حال کو لے کوئی گر بھینسا
سکیر لڑکے کو جب پوچھی خبر
جامی جانب سے یون ایکا
یون جواب سے سنہ جان دیا
جان انصاف میرا بیکان
میر لڑکا یہ شکر ناز سے
گزر راد لہین مائل دی
جائے نوکر نے پیام جان کر
بعد بعد سے طلب کھر میں
بیکار ساعت کے نوکر میر کا
ہر طبق رکھا دھکا اور لایا
اور کہا سب سے جا کر جا
دیکھتے تھے اب لگی سینہ چوٹ
دیکھے دل آرام اسکو ہو گیا
مسنے ہی خام گیا دان جلد تر
رکھ دے نہ رالو پہ بید ہو گیا
ہو گیا وہ جان حق تسلیم آہ
قائدہ کیا اس پانی سے ہے

عشق

ایکے سکین برائے دل و دلا
دل بالا کھون خرمیم نون
خلق سے مخلوق بر جان بچا
شمع پر و اندھ ہو جگر فنا
حسن یوسف عکس حسن سچا
گوی شو میگرد بریلو می صدق
عشق کز پی رنگی بود
تھر تھر اگر گری ہو ہوش
شیخ نے اسکو پکارا او کز
نام جو بیتی ہو میرا بر ملا
غم میں اسکے عشق کے کھیل
شیخ بولے ما میں عاشق ہو تو
کوئے محبوب کی عاشق ہو تو
کوئے شو شاد کی دوست
کوئے ہر قدر کی باہال
زخم خوردہ ہو تو کس چکان کی
کوئے گل کی ہو تو بلبلیا
عرص کی تھنے اسطے ناز
یہ ہے نہ کر باہر سے نصو
عشق سے چان چنے دہی مجھے
کھلو اپنے سے غنا سا کر یا
خان کو میں چاہتا ہوں
دل ہند ہی کی لہر ہوں

دید بادل کر کے پلو سے میدا
اک کلی دیکر یا پھو لو بکا باغ
عشق تفاق میں ہو کو کمر فنا
عاشقان حق نہوں کیونکر فنا
حسن حق پر کون نون عاشق فنا
خلط غلطان سر جو کان عشق
عشق نود عاقبت نگی بود
آہ بھر کر رہی خاموش ہو
بولی لبیک و سر سرتی بائز
کھجکھلے ہر کہنے تو بتا
آکھو کہ کیا اسکو فرد
پر بتا ہو کون تیرا ماہر و
کوئے مطلوب کی شائق ہو تو
ہو تو کس تیرنگی دوست
عشق میں کہہ کی ہو تو دل
اگیندی جو کہ چلطان ہر

اک انارے میں دیداد بخیل
جیکہ ہو عاشق مجازی کا حال
عشق موی کچھ نہیں بلکے سے کم
حسن یوسف پر زمان ہست
عاشقان موزوم و خیال
عشق حق میں تو جو کہ اک بانگو
حضرت تحفہ غم پر سینہ جا کر
بعد اس کے جو آیا اسکو ہوش
یوں کہا بھر شمع نے اسی ادب
بولی جب دوست کو جانا ہوں
کھل گئے دل میں اس پر چا
کر ذرہ روشن ہو کون
کوئے لدا پر مائل ہو تو
ہو تو کس سر پہ ہن کی شمع
بیچ میں آئی ہو کس گل کے تو
کوئے عشاق کی قری ہو تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق
و محبوب خود را کہ محبوب من
معبود حق و قادر مطلق است

دل دلی سے دوا دل اسکو
اپنی ہی بخش پر ہوں فنا
مالک دین کی شائق ہوں
اپنے اس جاتش کی مدد ہوں

کر گیا اس سر رگو کا حمل
کین در مطاب عاشقان فی الحال
کین دن جو میں اس پر کفیل
جو کا میں ہے کیوں اپنے دست
کین شل عاشقان ذوالجلال
پاؤں سے دیکر سات سو
کہہ چکی جب یہ حکایت ہو کر
بھر ہی غم تھا اور خوش ہو
کیا راجے ہو تو نام و لقب
اس اسکو خوب بھانا ہوں
ہو تو کوئی بھید مجھ سے نہا
کوئے بے تری ماری ہو تو
کسی تیغ بڑی کیوں چلی ہو تو
ہو تو کس جاہ و فن میں غرق ہو
ہو تو سر میں بج تاس کی کی تو
کوئے آزاد کی قدی ہو تو
کون ہو محبوب تیرا گل بتا
ہو تو محبوب خلاق جہان
حرف دہے دونوں کا کلام
یاد میں اپنے بہر موی مجھے
نور عرفان سے مراد ہو تو
آپ کو مجھ کو کیوں اسکو
سیری ہستی میں ہے وہ جلوہ نا

<p>اپنی شادی پر ہون فلم اندو حبسکی یا کی بولتی ہے خلق سب فرد مطلق لا یرال ولم یرل راز عالم جان جان بر صحت عشق چن کی جو سرگردان کل آدم و جن ملک جو در قصو اوڑ اوڑ کسکین کی حبیب کلکس حسن حق جو جن نورنگ اسکے عاشق پر مکتبی منس ساتھ اس لیک وہ کرنا پھل تہ جہتی عشق میں کر کر تاز ہو گیا عشق مجاز سے سرد جب یہ عاشق ہوا تھا متلا عشق ناقص میں عمر بربادی عشق کیا اور کی طرح نظر عشق حقیقی تہ سے حاصل ہوا میوہ ہر دم ز غنیمت تازہ تر دین اور کھن میں با صد کور ہو ہی محبوب ہر جا ہلا کر دل و نظر تہا کو لگ دیک کر دیکھا گئے اٹھا کھو حاصل کس شریک جان ہو دیک حق کے ہمار غنیمت میں ملو کر</p>	<p>اپنے ہون فروختہ پر سوختہ ہے مر محبوب و عالم کارب فاسد حق با نلو بے بدل ہو مر محبوب سرگن نکان ہو مر عشق وہ بیشیزہ شک ہوش میں کی عید کے چور ہو ہی دبیر راہ حبیب حسن محبوبان عالم بسر اور گیا جب ہوئی کھارسی ہو کر عاشق مجاز کی کھن جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز ہو گئی باہر دن سے صبح بر تہ حسن حقیقی کا وہ تھا کھل گئی جب کتب زکری دیکھ کر کے عکس خود دیوار حب خیال اسوا باطل ہوا عشق زندہ در دل و دہر عشق زندہ کا ہو ہر تازہ تر بند کر اکھو کو کر دے نظر ہو حقیقت میں بن جزا کس ہیں سی دیال کی سب جو بن ہو تر لدن کی بنو میں نکال یک بوجے آئینہ کی شریک سے نوکر</p>	<p>اپنے سرخس کی ہلکنا کھن کھا دیکھ دیکھ لکھ نہیں حبسکی کیا کی کا شل شد گواہ ہو ہی موجود مطلق میل دوست جو ہر محبہ کی ہر بہت سیرت ہو ہی بہت بھائی حزن فرشتے سے لہر موجود است ہو اس کے پر توہ کا طلسم لکھس محبوبی ہو محبوبی خلق خاک میں عشق مجازی مل گیا عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا یونانی اپنی ظاہر گیا عشق تھا جب کورہ کیا ہی رگیا عاشق چارہ دیکھنا جو دیا کہ ہوا توہ میں عشق اصل صورت میں ہا تھا لب عشق ہر بری ہو قوم دار زندہ اور قائم کر عشق خیا شکل تہی ہو دے نا بوجہ اول آخر زمان و انکا ہو ہی خدید ہر جا ہلا کر ایک ہی جب دے جان نظر عشق آدمی سن کر شریک ہو گیا</p>	<p>ہو ہی ہندہ کبر کی فکر سیر اپنے اوپر کب سرنگ ہون حبسکی کھن کی ہر شریک ہو گواہ ہو ہی ہو ہر جن میل دوست ہو مر محبوب طلسم حبیب حبسکی پی کر کے سیرت جسکے عاشق سے نہ است ہو جو محبوبان عالم پر توہ سنس اندم ہو خولی خلق سایہ اپنے اصل کو جب گلیا سایہ بجا اصل دیکھنے ملا اپنے میں عشق اسکا کر گیا چشم و گوش ہر ہر سیرت پر توہ جیل وصل کو اپنے کیا اصل اور لہر میں بھائی عشق اکبر میں کھل کر عکس حبیب عشق ہر مردہ نہاں پائدار عشق مردہ ہر بن سے پائدار اسوا حق کے جو کچھ ہو گیا عین کی کسے ہم جو ہو گیا احوالی کو دور کر کے نظر اس کو لکھن تھو آدین نظر آئینہ کو دیکھ کر کر کھن</p>
---	--	--	---

<p>دشمن ہونے کا ہرگز ہرگز یہ نہیں پڑھیں کہ میں تو اس سے زیادہ شہر میں کتا ہوں اچھا میں ہی اس کا کس طرح کوہ کو کوہ کو کتا ہو گیا شیخ تہری یہ سن تحفے سن</p>	<p>ہر اک و کلا کہتے خالی نہ ہر دہی تو دھڑہ چار سو ہر دہی بہتر کہ چاہتا ہوں دو میں خود شہر آوے کس طرح</p>	<p>وہ نہیں جہنم میں وہ نہیں دو دو کلا دو دھڑہ اور دھڑہ ہر ہمارے دھڑہ اب پرواز باد اندر نہشت آسکتی ہو کتب</p>	<p>وہ بھی ہر ہر ہر ہر جان اس میں کہ جو دھڑہ اے کتا کہ میں میں ہر ہر اگ نہیں میں سما سکتی ہو نور میں ظلمت کو ہو کس طرح رہ گئے جان و شہر نہتے سن</p>
<p>کے اس کے بل میں کلام یوں کہتے ہی جیسے کہ کیا بلدان اک ہر گر گری دیکھ اس کی حالت مضطرب اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ کر تو آزاد دعو عالم کو آزاد بھر کہا یوں شیخ غلام مستجاب قید میں غلام کی کہ میں بند ہوں طوق اور زنجیر اور یہ زبان کیر</p>	<p>قند و حد سے ہو شیرین کام روئی اور رکھ ہاتھ دلیر نہ کہا شیخ نے جانا گئی ہر اس گھر اور نہ کہ قصہ بے سر کو شیخ اچھو کس طرح اور حد کو تو چھوڑ دو جہان میں تاکہ حق تجھ کو نہ اب چلی جائے تزلزل جا بے جا قید باطن کی کہ ہے پابند ہوں اک اشارہ میں فنا ہونے چاہیے</p>	<p>کر کے اس کو ہر شیخ بگو جاہلوں کے کہ باہم مشورہ ہوش جیسا تو بھر لے پڑے صاحب بیا رخا نہ سے کہا قید تو چھوڑ اس بے قید کو سکے اپنے طوق اور زنجیر توڑ عرض کی تحفہ نے ایسا والا گھر شیرین ہوں نہیں آزاد دو کون کیا نہیں جہنم میں اور خوشحال</p>	<p>نہت تو چھوڑ کس کر کے ہوش بند چھوڑ آزاد کس کو بے قید جہنم میں نہتے مناسب حال کے بہر حق کر اس ولید کو رہا تا ترے بر لاؤ حق امید کو اے کتا کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ سکے جا چکا ٹھکانا ہر کدھر بند کہ سکتا ہوں ان بند کون قید میں مضبوطی قوت کا حال فانی حق غرق بھر نور کو اپنے اپنے جہنم میں شہر بند تم اگر چاہو تو وہ نہیں کہ چھوڑ قید جہنم میں نہیں جہنم میں بند و پست اپنے گریہ کس طرح جائیگی ہر زندان پر لکھ یہ اور کی سوز زندان نظر اپنے اپنے گھر کو جاوے غفل</p>
<p>یوں کہا ہے یہ گھر میں جو ہاں اگر چاہو تو وہ نہیں کہ چھوڑ قید یوں کہ آج دیکھا جو میں اور میں زبان در و بر مستند شیخ کے کہ نہ ہی زبان نظر</p>	<p>کیون نہیں دیتے غلام کی کچھ اک اشارہ میں تھامے بند توڑ بند اور زنجیر سے پاگل غلام ہر اور چکی کے اوپر مستند ہو چھٹ کر کے دیوار نہیں</p>	<p>یوں کہا کہ جو نہتے کا ہر پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی کہ ہے کہ شیخ فہم یوں کہا منع تو نے پھر نہ توڑ بھر کہا اب جاوے تم سے نکل</p>	<p>قند و حد سے ہو شیرین کام روئی اور رکھ ہاتھ دلیر نہ کہا شیخ نے جانا گئی ہر اس گھر اور نہ کہ قصہ بے سر کو شیخ اچھو کس طرح اور حد کو تو چھوڑ دو جہان میں تاکہ حق تجھ کو نہ اب چلی جائے تزلزل جا بے جا قید باطن کی کہ ہے پابند ہوں اک اشارہ میں فنا ہونے چاہیے</p>

بوسے ستم کیوں نہیں چلے
بعد کے حکم سے دلدار کے
پیکر پیادے کے مجھے لے شہنشاہ
اسکی مرضی پر رہو گی دے بند
شیخ سری نے کہا ہنس کر کہوں
شیخ اور تحفہ ہم آہیں باز
تا جردل خمیہ نہ خوتہ
آگیا باہرے اندر نگاہان
اگر دار و در سے یوں آئے کہا
شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا
تعلیم و ادب ہو چشم تر
ہو ادب مجھ سرگد کا بنیاد
الہام عظیم مسجد مسکنند
کیا نظر بندی ہوئے دکان
چاہ کو جانین میں ہ اور ہ کجا
نعم کو شادی جائز لوٹا کوئی نعم
ہل کو شکل گدین شکل کوکل
خلق حبکو جانتی سزا رہو
اس کیڑہ کہ ہر سلطان جان
جان کو اپنے سنا ہر کوئی
کہ میان اسکی حقیقت مجھ تو
ہوگی ہر کسے جوت لے
اش سے مل کر گھر کے خند

یوں کہلجاء ہو جگودار پر
کھڑے کھڑے ہونے جہر زار کے
کرو یا ہو بندین بند کے بند
ہو جہاں ہر بیان گر بند بند
ہو عجیب نکرہ دان ایوز و فنون
ہو سر سبند میں اک سر نہان
اسطہ میں بھی ہوں کم حقین بند
اس سر محبوبے کردی مجھے
گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی
اس سر سے ہو گیا آب نکار

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

ہو کمان تحفہ کما اذہر جا
فکر سے تحفہ کے دل لہجہ ہوا
رکھ دیا پھر شیخ کے پاؤں پر سر
شاہ معنی کو کیا ہو بند خوا
در جگا اہل ل جد مسکنند
باز کو نشہ کین پیشہ کو باز
شاہ کو سکین کہیں سکین کو شام
تم کو دریا بھین اور دریا کو غم
اہل کو ناہل ناہو نکو اہل
بیش اہل ذلیل خواہو
کسیلے رکھا ہر خواہ و مہمان
خاکمین نہ کو ملاتا ہو کوئی
اول اور آخر سے کیسے مر ہو

پاس کے بیچ میں حشر سری
بولارکت دعا کی انکی اب
شیخ بولا ہوش کو لے لے تیر
لائق تعظیم پر تو ہو ستم
کسے مسجد جہر و ن اولیا
ہے عجب نیا کایہ برعکس کار
نیک جانین میں بد اور بد کو نیک
خوار کو سلطان سلطان کو ذلیل
عاطف کو جو جانتے مجنون میں
اور جسے بھین میں سناوار ذلیل
کیون کیا اس گلیہ کو خواہ زار
کیون اس زار و دعا کو کیا
حال کیا رکھی تھی ادیکہ ہر جوع

بیان نمونہ تاجر حال تحفہ راجہ ہما

دار پر جا کر کرونگا میں عیان
اترچ اسکا ہو مجھ پر شہنشاہ
اپنے اک بند کی بس ہندی
در نصار ہوں نہ گھبراؤں سگی
میں میں ہوں اور تو ہو ہو شیار
کہہ تھے گفتگو سے راز دار
پشت خم خص سے سینہ خود
جانب زندان بندی کی امان
میں کے خوش ہو گیا وہ اکٹھی
مشکلین سان ہو گئی میری
مجھے سو درجو ہو سترہ کینز
اور ہو نا لائق معظم محترم
کیونکہ ہوں جلوہ فرما کر یا
خار کو جانین میں کل اور کوکل
ایک کو بھین میں سواہر کو کوکل
دانا کو نادان نادان کو عقل
اور جو میں مجنون اور عین عاقل کینز
ہر حقیقت میں ہی شاہ جلیل
کیون کیا اس لٹہ کو چرخار
قیمین اسکا سب جگوتتا
یہ جنون اسکو ہو ایک کو شریع
کتنی دست ہے جو بیت اسے
شخص سے کی عرض تاجر نے کیا

<p>سینے مجھ سے تھو تھو ہوش کلان بجے تاجر کا دھوڑ خلق کا دیکھا دہان اگر دہا کتا ہر اک شاد ہر شاد فام وصف اس گرو کا جب مجھ پر الغرض میں بھی عزت کو چاہا نور کا تیرا عجب کھلے عیان سب سے آگے پہنچا تیرے کما لے دیا میں دل آخر کو بجان خوبی و خیرت کھلا میں کھل شوق کی سیاکے اک دن بکا</p>	<p>عشق کے کہنے در تھو ہوش نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آن گر ہی تھی قدر پر مجھے ہوم جنی تھو تھو اسکا نام دین بھول اسکی تن کا کلا بہر تغیر پر ہی آگے بڑھا حسکی ہر طرف میں صر زبا اسکی قیمت دو گنا میں سے فتنہ دوران آشوب زمان خاطر عالم ہی تھی اپنے ہل</p>	<p>سینے ساتھ اس کے کامانی کو مری ایک دن پھر تھا میں بندہ امین ایک بوجھ میں کون سے چوم دیکھو اسکو شمع رو گو گدین جاوے آن ماہر رخ از راہ حسن دیکھا رخ اسکا تو پایا جاوے گر ہرین خرید اس کے صد ہا پیش پا یاں نکلا باکرو اندر شمار آیا خوش ہو کر کے بھر میں ملے سرو کا کھٹی تھی زیبائی پنا</p>	<p>اس بلا ناگمانی کو مری اگیا اک کو چہ بد ادین ہو کا اک فتنہ تھو کی ہوم مجھے ہر بلبل پر وہ اندہ بن برداشتا بدوان تھو ہوش کان سے ہر ملی مجھ کو نظر قیمت اسکی کہتے جلتے ہرین آئے دھرم اسکی قیمت میں ہزار خانہ دین کر کو لیکر اپنے گھر پر عیان چہرے سودا ہی بنا تھی لگی گانے بھانے جنگ کو کون تجربے میں سب کا کس مستغنی عاجز ان چار ہزار اس کے ہر دو کونے قریب خلق کے ہاتھوں میں جو دن مرا دام غم میں تیرے جب میں بھی غیر کی مجھ میں گناہش ہی کر دیکھ لینے کرم سے اپنا خاص اور کھلنا شروع اور اس کا جو تا جو ساتھ اس کے مجھ کو اڑا زخم کھایا اسکی جان بھانے حبو اسات کی ایہ اور دھرم زخم لکھایا جو اس مشوق نے</p>
<p>تھا زبان پر کہ اگر فنادرس چارہ بیجاری کا سبک کا فرین دل ہند بیدلان علی ناز پردہ دلیں ہر ملی تو زجا بندگی تیری ہو سیری زبانی دو جهان کا دے سے غم گیا سب کے نکاتو ہر کس میں نہیں کے لیے مجھ کو خانہ رو پری جھول کی رز دین تو دین بول ٹھانے ایک کی سودا آ عشق کا مارا کئی اسکو تیر پہو اور خوش رہا ہر کون</p>	<p>ایکے ایک سبک کا فتنین مہر زخم دلان پاک باز خلق کے در پٹھے دلی زبا غیر کا کر دفع بند بندگی تخم الفت تیرا دلیں جرم گیا دیکھ کر اگر کہے بس نہیں کھلے میں مرگان کی کو آرزو میں سے اپنے چھوڑ دین سرمیں اس زہا کے نو لیر گیا پار دل کے ہو گیا سینہ کو پیر کو نے بنے ہر مارا اسکو آہ</p>	<p>دیکھنا تو ان عاجز نو ازار اسے ہر دہر سے جانکے صیب پر ہے عشق سے سن ہا ہو قسم تیرے جہاں کی کی ہر گھسے میں سلیا جو تو ہی ہاتھ سے اس کے کر حکو خلا بعد از ان اٹھ کے توڑا اسکو جو کوئی اس محل دکش میں تھا یہ عشق بھینکا کسی خوش نو لیک کی ہر چند نے باہر ماری تیغ عشق کس مشوق نے</p>	<p>دیکھنا تو ان عاجز نو ازار اسے ہر دہر سے جانکے صیب پر ہے عشق سے سن ہا ہو قسم تیرے جہاں کی کی ہر گھسے میں سلیا جو تو ہی ہاتھ سے اس کے کر حکو خلا بعد از ان اٹھ کے توڑا اسکو جو کوئی اس محل دکش میں تھا یہ عشق بھینکا کسی خوش نو لیک کی ہر چند نے باہر ماری تیغ عشق کس مشوق نے</p>

<p>گذرا اس لائیں کہ کو کمال اُس کھتی تھی غم سیدھے آہ و ناله سوزِ الفت کمال گاہ سہری تھی دیوار سے چوڑ نوجوانی گاہ اپنے سر بال</p>	<p>کھانا اور بنیا تھا سب اور پیر بھاگی تھی مثلِ دمنی سے یہ اپنے بیگانہ سے تھی چشت کمال گاہ جا بھگل میں دردِ اندک کو توڑ گرام چون کرے تھی کھٹ کو لال</p>	<p>بیش کو کھانہ سونارت کو تھی گریبان سے عداوت ہاتھ کو شور و فغا کی کہی تو ہم دم رات بھر تھی تھی یاد تھی یہ کام تھا گریہ سے اسکو دڑو سب</p>	<p>لے خندان نے زبانے گفتگو تار دامن میں چھوڑ بات کو گاہ خاموشی کر گئی تھی کلام کھجور سے زہر خود سوتی تھی یہ جان ہیرا کی سے آئی ہو لب</p>
<p>گر چہ بدترین کرن میں ہوا کر کے بدل بنی سبے بد اشک آنکھوں میں بونیر تھی غفل جیسے ایک ہی یو الوی ہر کھانا پینا ترک سا ہو گیا نقل علم سا ہو رونا چوڑا ہے جنوں پر اپنے دیوانی سل ہو ہر سو سن جگہ شمع بلا ہے محبت اسکو دیتے سدا اسکی آنکھوں کو جوت دے خوش اور چوڑ چھبے کی بونجی ہو دکھاتا تھا امتد و غن بغور رکھتی ہو غار جو میں بوجل شیخ بے اسین کیا ہو نہر فن موسیقی میں رکھتی ہر کمال ذوق میں اگر کہ یہ گاتی جب</p>	<p>ایکے بھی پر کیا اس پر کار کرو یا اس کو زنجیر طوق عاشقا تھی غزل اٹھنے عین عقل و حس سے اپنے بیگانی ہو خواہ اور آرام اسکو گیا رونا جگنا ہو بونشی ہو خواب عقل سے رہتی ہو میگا نی سل اپنے دے پر اند جان کو جلا دشمنی رکھتی ہو کثرت سدا اشک کو بیل خودی دے خوش سچ دولت کی مری کچی ہو ہم مثلِ قیمت کی ہر سو داو اسک زیادہ اور ہر سو کمال جس اسکے جو قیمت اقدیر قال سے اسکے ہما الم حال مست ہو زمین درد دیوار</p>	<p>جبکہ کبریا اور بھی اسکا مزاج چشم سحر جاری تھا اسکی جو کمال جس کا سب مضمون سوز درد تھا دشمنی ہو خویش داری سے کھا کباب لگے ہو بھول اگر رحمت اور آرام اس پر شاد ہو گرہنے تھوڑا بہت دوتی ہو یہ غش ہو اپنی بخود سخی یہ اپنی حیرانی کی یہ مشاقہ ہو اسکی اس حالت نے احوال الاضلاع باہر حال اسکو میں سوز دھار کیونکہ کھتی ہو یہ اک کل نہر جس زیادہ غل میں اسکی ہر دم بول کما ہو مطرب گاتی ہو یہ جو کوئی آواز کو اسکی ٹپے محن آلودی سے حق نے دیا</p>	<p>مقید کردن تحضر را در دیارستان بیان زور شور اور غلبہ عشق الہی بند کرنا ٹھہرا آخر کو علی پڑھ رہی تھی شعر لے حب گریہ و فغان آہ سرد تھا بہمی ہو آہ و زاری سے جب پیاسی ہو پے خون مگر اور تپے لوٹے میں طاق ہو بغ و غم پر اپنے خوش ہو تھی مرتی جو تھی تپتی سستی یہ یہ شور و غل میں شہر آفاق ہو کرو یا ہو عیش سیر سب خراب ہو خریدادیکے درہم میں نہر جس اسکے جاتا ہو ہر شہر شوق کا خلقت کی ہو پھر دلو اک نعیمین لجاتی ہو یہ ذوق سود و دہر سوز کو دینے اور دم عیسیٰ سے حق نے دیا</p>

واسطے فحش کے جب کبھی زبان
ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہو
جب بلند کرتی ہو کواڑ کو
سکے تری نے کہا تھو سون
حال لکھ کبھی کرنا پائیا
روئی اور شکر کہا شوخ زمین
کہتا ہوں اپنی بھکی بکولی
یعنی حق نے سزا دل سے کلام
لے لیا بس کچھ افت کو میں
سبکین ہو نکوس کرے معنا
فضل سے حق کے مہی جھلکا
نہ ہمارا خوب ناچو حقیر
ہو فیض لطف اسکا فی زمین
شکر زہ نیکے سے مل دگر
سے گل پیر مردہ گلشن تجھے
لیکے تجھ سے کوزہ آب خراب
جو کس جو نہیں جز خاک و جل
چشم نم سے ہم رحمت نجر
لطف احسان کا ہوا کس کیل
پیشہ کو شہساز کے دیوانی
وہ ہمارا سکا جال سکا ہو
چند ایام اندر مستعا
پیش عجبے دنیا کا حتم کس

جا کے آتی ہوں مدہ میں جان
صوفی کلام کو کر دیتی ہویہ
ہوتی ہو بر باقیامت چار

بلبل روح اسکا سون کوڑھنگ
میں دل پان ہو کچھ سے زنا
اور سو اسکے میں جو کمال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطرب حقیقت حال و

حال سیر سے تھک کر کوئی
تھی بان محبوبی میں تمام
بڑھ چھو اس دولت کو میں
کی عطا جنت مجھ کو اختلاف
سیر باغ وصل میں مشوا بن

پھر کئی اشعار علی کے طبع
بعد ذرت کو ہوئی فوج و تل
جو کہا نامین جنت سر کچھ
ایک جنت کیا جو اسکا ہوا
لطف حق نے کر لیا مجھ سے

ذکر خطبہ برائے امیر عبادت بندگان خود

بے اک ان کے دوزخ میں تجھے
جام کو ترے ہوا مشا و گلا
بے اسکے دوزخ میں بھگون
آہ دل دوزخ میں صلت تجھو
نخست بدلی کو کر ملک چا
رو میسکین کو طاعت شینر
وہ ہوا اسکا تو رب سکا ہوا
کس کے طاعت کے جتا بادر
ایک راحت وہ بھی جنت میں

یہ شاخ خشک ہےستان تن
لے دکھتھرا اشک کو یاد دل
ہیں جو اعلان حلال خاک و نام
دست با لبانی پر کا اور زنا
نخت پخش کچھ جلہ گر
ذره کو خورشید کو تیار جو
ہوش کراویا بر سر دل جان
وہ حیات جاودہ کی ہوتا
ہیں کمان افوس تیری جو عقل

جا کھڑا اور دم کو میدنگ
ہو صد اسکا سکی حیرت کشتن
اویس دھنہ کو خدا لایا
بچ ہو کیا تاجو بیان کرنا جو
دست بڑا یہ تر کھنی
سچ کہا تاجری کو چ شیخ
جسکے معنی میں تہدی ہر
کر لیا حق نے تجھ یا کرا دل
ہوئی حاضر کیا راجہ مجھے
ہو گیا وہ وارث دوسر
زنا قص تلخ و شیرین
فصل ہو لکھی سے نعمت کثیر
پو تھ لیکر دی ہر مونی ہاتھ
لے ہے مشیت ملک ہر کم و زور
بے اک دنیا کے دوسکان
سے گنہہ سیر کو حود قصو
لیکے بے نجات جنت باور
تن کے پہلے جان جگہ جانا
بند عاجز کو بخشے تلخ سر
فطرس دریا کو بھر دینا جو
مرغ دنیا کو کچھ بول دینا
گرد جسکے نستی ہر گرجا
سانس تیری راگن کر دینا

مست کران فغانش کو خفا آخرش سب جوڑ کر مر جائیگا آؤن جہان کو جو رہا کی میرا حمید بیان زل کو یاد کر پاس بان ذکر کا کھڑو روئو اکبدم غافل رہ کر ذکر حق ذکر کر کر ذکر تا ہووے جان ہر شاہد حق کا ذکر ہے ہر جسکے تجھ پر جو جان سلطان ہو کر کہیں جہان جان حیات پیش ہو زبید کرم ایو جان عم بلدے کے ہو نہیں سکتا بل مے جسم عشق کھلا اٹھا	غفلت نسیان سے بچ و ہشیار جو نہانت کے نہ بیکر جا بیگا مر جا کر جو اسیر خدا ذکر حق سے ملک لے با ذکر تا نہ آجائے کہیں غفلت کا جو تا نہ رہو غیر ذکر کو فکر حق تا کہ ہو جن کو ہے جا رہی جان رویت اور دیدار ہو نہ جان اس گھڑی ہو سر تلوار کاں کر جسکے اکریا کا قطرہ یہ جان ہین یہ دونوں نہ خور نہ سک ہو تر عزم جزو سے جو کچھ جان جز امد کے کون ایو احمد ہا	تین کن عیش بہت ہو تو خفا توحیات جاو دل جا جو گرا مرنا اس رہ میں ہر سنگ زندگی غفلت نسیان سے تورا دور تر اکبدم نسیان اگر تجھ کو ہوا غیر حق کو دل سے پانے نہ کر ذکر کن عیش سے ذکر دل حصہ ذکر لفظی حاضری ہے عین غریب ذکر اکرا و ذکر ہو جا کیا بار یہ جہان نرودہ میرے اتنا الغرض برق تجلی نہان جب کہ عشق اٹھنے لگو بند کر اما دابا گے دل	آخر موش عقیم نہ مراد پہلے مر رہے ہی جا گا نہ مر ہے یہ ناز زندگی پابندی پاس کران فغان کا ہے بخت عمر کی دہ سے لیجا گا جو نور کے جلو سے دل سو کر ذکر سری نور ہستی سو فوس ذکر روحی جو ہری ہو جو غیر حق کی کتب ہی مانی نہا تکو جو اس ہم سو بس نشو بھونکے کرتے بھروسہ نہان بیم اور دیاں ہو ہو ہو تھکھ کو کریم سے بیلا
---	--	---	---

رجوع بقضہ خریدن شیخ سری تحفہ راو منظور نکردن تاجر و افراد کردن تحفہ را

شیخ ذوق بیکہ کے جان کا اور کہا زمین کے لڑ کو گھر تحفہ پیرل سبستہ ہو یہ شیخ نے پھر اٹھکے تاجر کہا جس قدر زچاہیے تجھ کو سو میں تو لٹ کر ہو گیا اسپر جو کہد جنس میری باس تھا یہ ہاتھ وہیں کیس گیا	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کا مول لینا ہو بہت آسان تر لے تو اسکو کھلو ورنہ لڑ گرو بچ تحفہ کو میں دن اسکی بہا لیک تحفہ سیر کو بھلو کہے تم پاس ہندو کو کثیر سب کا میں اسکی قیمت میں مثل شائش بیل بیل نہا	خاطر ناد میں اپنے با کال دونوں عالم سو ہو ہر یک گھر گرچہ تیرے پاس کن ہم میں بچتا ہو تو اگر لیتا ہو میں عرض کی سکر کے تاجر ذرا تم ہو سکیں کہان تم ہاں ہو گیا محتاج سب کچھ مر آہ صد سو اس اب میں کیا	بویا ایک سکی تنہا کا اور جو طفلانہ ان بخت ملف حق کا بھی گھر میں جو طلبت کرے دیا پین ہو گیا ہون غریب میں نہا جو خریدے واسے ایو ہور نے کینز کا تم میں سے اپنے زور کسے جا اپنی مصیبت کو
---	---	---	---

مناجات شیخ سری سقطیؒ و طلبت تحفہ رحما اللہ

شیخ! اس سے کہا کہ سر کر
بعد از ان تھکے با آہ کا
گھر گئے شیخ اور تھا باسل نیک
جا کے بس حیران تھا ہنجر
باس سر کچھ نہیں ابرو پر
کھول تعبیت کر کم اپنے دہ
ہو مریا پر اب طاعت پر
شیخ کی بس عمر فزاری ہو
کھلا درازہ تو دیکھا اکبر
اور کسی عراہ غلام داد
شیخ نے اس سے کہا سنت تو
یعنی لیکھ پڑ کی تعلیم
اے کے باسل پہلے آیا ہون
صبح ہوتے ہی ادا کر کے غار
ہاتھ اچھا کر داکر آن میں
شیخ کو دیکھا تو کمر جبا
غیب سے کل آنی ہو یون نہ
ہو خدا کا قرب سکی جان میں
یعنی خوش منشی تھی میں نے کبر
خلق میں مشہور کرے ایچھا
خلق میں جو گناہ شہر
ہر طرف سے اس کے اوپر کر کجا
مرکب عزت ہو گئی کسی کی را

رات بھر روئے بعد زو زنگر
ہو حقے فضل و کرم پر اعتماد
ادھلا تحفہ کی قیمت تمھو کر
کرنے تمھو سانسے تاجر کے خوار
اگیا دریا کرم کا جوش پر
بالباس فخر وہ دے سیر
تھیلان پڑے ہاتھ ہون
کیسے آیا کہا لے نیک خو
جلے سری کی مذکر اس نہ
ہو یہ قبول اب جو کچھ لایا ہون
باس نے شیخ عاشوق دراز
لیکھے اسکو ہارستان میں
عرض کی او کو اب بھر کھلا
بے شرم ہے تحفہ مقبول خدا
تو دھلتا اسکو جو آئین
تو نے عالم میں مار شہر کیا
کر دیا تمھو ملا میں مبتلا
کھلے نہ آفتون کے آہ
آنکر سے ہو جیسے ارجھوم
آفت شہر سے جب پڑو

لا تہون من اسکی قیمت خیر
روئے روتے شیخ نے گھر گیا
جز دعا گرہ افغان و مانگ
حال سیر تجھ ہے سب اشکار
بھ عزت مفلس و بیمار
وعدہ کر آیا ہونیں اس سے ضرور
کر کچھ رسوائی اندر مردوزن
ناکامی ہو گئی کسی نے اس کے در
اور شیخ روشن پہلے ہر غلام
ہو نہیں احمد بن شنی اس وجہ
خواب میں یون ہو کچھ فک
جان تو اسکی خوشی میری خوشی
سجدہ شکر حق کی نعمت کا گیا
لیکھے تشریف تحفہ کی طرف
بیٹھا ہر آئین لگاے چارو
قرب تحفہ رکھتی ہو یہ قد و شان
فضل کا اسپہر ہو ہر قد و شان
اور یہ کی حق سہنایا اسکو
وصت کا میر کوئی وصف نہ تھا
ہو یہ نہ کہ میں بھی سخت تر
بعض موصوفہ شہر کی کہ خوشتر
دراں عزت پر دوا و امن جا
کیا قدر جانے و گناہی کی با

نہایت خود کم ہوئی پچھ
آگیا تاجری تھیں ہاں
شیخ نے پھر پیش کی جہان
تمہیں تھیں ہوس اس سوا
روکے تاجری کی خبر نہ
جانے میری طرف مال ہے
اب گرونی کی دوست نام
اور جو کچھ ہو روز اس کے
حق کی مرضی میں کیا جو نہ کر
اور کہا تھیک رہا مالین
مجھ سے راضی ہو اگر ہوگا
پاس سے رو کر فرضا ہوا
پاس سے مستعد ہو گا دل
الغرض دولت نہ کرے
پر گیا تھیں کی کثرت کا اثر
عشق کا تھیں کے اثر ملے
عشق کو دیا مخرج تھیں
کر لیا اپنا سا سبک دیکھ
کے تھیں تھیں تھیں تھیں
تو جی ہو مال کھانی تھیں
ہو ان مرغابوں کو تھیں
گرچہ ہو تھیں تھیں تھیں
راٹ تھیں اور تھیں

عظمت کے کہ ہم علم سوچے
اس کو مکی ایل جو ہر روز
حوض کی تاجری نے انکو دیکھ کر
اس سے اس کو کہہ دیکھ
خواب میں حق نے کہا تھیں
ہو کر انی بہت عاقل ہے
کہہ دیوں اس کو میں نکلتا
وہی میں نے تھیں تھیں
باندھ لی مولے کے تھیں
خوش مرزا مال سے بالکل
مال سے ہوا تھیں تھیں
خالصا شدو دیا میں سبک
ترک لے کے دیا میں لے
رکھا ہر تھیں تھیں

قدر اور عظمت اگر جا ہو تو
شیخ نے غم نہ کر کہا ہوں
میں میں تھیں تھیں تھیں
بھر پڑے اور دم چنبا
بے خبر مقبول حق تھیں
ہو گیا خطا ہر کام تھیں
خالصا شدو دیا میں تھیں
کر دیا سب کچھ حق میں تھیں
یہ سنو حال تاجر کا سنا
جو رہا محروم اس تھیں
شیخ سے بھر پڑے تھیں
چھوڑ کر تھیں تھیں
کر دیا رو خدا میں تھیں
دل سے اپنے تھیں تھیں

بیان تاثیر صحبت کاملان و تحصیل

صحبت و خدمت ایشان

جون گروکان نگ میں ہو
نگاروں کیوں نہ ہو
تا احوال حق ہو تو تھیں
تا کہ وہ حال تھیں
صحبت کامل سے ہوں تھیں
بے شمع جانا ہلا کی تھیں

خو کا ہو تھیں تھیں
ہو تو ان تھیں تھیں
خاک کے چھو جانی تھیں
دھونڈتے کی تھیں
بھر مقصد بکراں اور تھیں

بھیکر غلامت میں گم کر آپ کو
جس کا تو عالم ہے وہ لایا نہیں
قیمت اس کی جسے کیا کوئی کس
بڑھے بڑھے ہوئے تاجا میں تھیں
پاس سے خوش ہو گیا تھیں
کر کے کول اس کی بھی تھیں
کر دیا آزار غم کے تھیں
تا کروں حاصل نہ کرے
با تھیں تھیں تھیں
جلگیا تھیں تھیں
نہ رہو اس بات کی تھیں
راہ میں حق کی تھیں
بس مجھے کافی ہو تھیں
باندھ لی مولی کی تھیں
کر دیا ایک تھیں
گھر تھیں تھیں
پاس انکو تھیں
صحبت کامل سے تھیں
سنگ تھیں تھیں
بھر کا و صرفت کا تھیں
صحبت لوری سے تھیں
تا خدا تھیں
رکھ تھیں تھیں

<p>خدمت کامل کر اختیار خاک کا کالان ہو اسے درد کی کثرت نے تحفہ کفر من اسکی صحبت کیا ایسا اثر تحفہ زندگی سے بوجھ چھوٹی سببیں فخر و تن سے کھال عقل کی چادر کو کر کے چاکر اتیکے دافو کی لی تسبیح بنا درد و رنج و غم کو اپنا کر یون وقت ہنسے کا ہونے روئی کا اسے اسیر فی ہستی ہوئیں چاہتی ہوں اسے شکو خانہ جب تک ہو نہ گاد بکر و صلا ہو ضرور و مہربک طبل کو آہ تماز دیکھوں شعلہ زخا راہ تا نجا ونگی میں اس گلگون کھل گرچہ ہوسم نہ بنا جلوہ صلا لکھ لے اور اٹھلے باز آہ شیخ و امرا جو وغیرہ ہدازین چو شہر مہر جسے نفس سے جانو روح صالحہ سے خون زفت کر دام میں تہہ آہ و وحشی جو عدا اب نشان اُسکا کمان پائو تم</p>	<p>دین و نیل کے ہونا بہت کا آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا وگر سختن اواز خلق شیر غراں کی طرح دے بھی ٹاٹ کا کلا لیا اک سہول عشق کی لی ڈال بنے سرنگ اور عصا کو آہ ہاتھوں میں لیا پکڑا شہنشاہ دی کا طریق کر دیا آزاد حق کی جگہ جب واسطے اسکے ہی جان کھوئی ہوئیں دے مل فرقت میں مومنیں اپنے یہے فرقت میں مومنیں پامال جب تک کیونہ سے محل کو آہ میں ہوں گی غم سول ملکہ تباہ غنی زبان پر خون ہیکہ لیر ل پر ترنی پر جو عاشق کا خیال چھڑ کر سبکیا جنگل کی راہ باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں آؤنگی بھٹتہ ہو ہی گھر کو رہ ٹھہری ہو کر بہت سے درے</p>	<p>تا تو الی ہندو سلطان سبھا آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا وگر سختن اواز خلق جمع ہو پناک بھر کر کردی جائے جلسہ کی باتن پر پداس پہن عریانی کا ایک کرتا لیا باندھی تپالی کو پٹیلے سے کر اور کیا آٹھوئے جاری ہوئے آہ جھجھکی تحفہ نے یون بھاگتی ہوں اس سین اکھن جب تک نہ نکالیں ہو پوچھتی ماہی کو آب کو کب ہو قرار تا نہ کہیوں لپٹ دناں یار اسکے سولہ رحمت میں تباہ گرچہ بد پر مر رہا خطا باس لے ہلا رہا نہایت دگی آہ دائے دین جھاڑو کھانچا ڈھونڈا ہر چند ہے سکھو جلا لگیا خشکی سے باگ و حسب خواہ ملبل دین جو غمی خیر مومن ماہی کو آب کو دیا کی راہ کھلتے ہی کھرکی لیا لکھتی گلا بند کھلتے ہی ہوا شل ہوا وہ ہوا سحر آن دق میں گم</p>	<p>رخم خور چون گوشت چھکان بہتر اس کو کہہ دو تو باج سر کھو دیا آن بک روحانی تر ہو گیا کہ سے چون شل زر تن پاک گلی پرانی ڈال لی نرک ل سحر دیا بہت کا پاپ مغلے غفر کا کہ شہ لیا اور صلی عجز کا مویہ مہر شیخ مری نے کہا کہ اس کو اوسلے پنے درون جنہوں اور دنا اس سے جو اس پرست جا کھوئے یہ نہی ہو تو گئی میں ہو نہ جب تک ہو نہ گلا گلا بہن ہو گئی خون ل شہنشاہ جان اور تن کو کر تو کی ہوا لیکستہ سخی کی کب تہی ہوا ہرچہ بد ویری بد واپست ہو گئی شل پر کی غم میں پڑ تحفہ کا بتا اوں کو ملا ماہی کو آب کو دیا کی راہ کھلتے ہی کھرکی لیا لکھتی گلا بند کھلتے ہی ہوا شل ہوا وہ ہوا سحر آن دق میں گم</p>
--	---	--	--

بہ بیت اللہ انتقال کردن امیر در راہ مکہ و ملاقات شدن شیخ از تحفه

انتقال نمودن تحفہ و تاجر

جب بیت تحفہ کا پتہ ان کو ملا
شیخ و تاجر میر شتون ہو بہم
جب پیا تحفہ جان کا کہ کو
دولت دنیا تو بھی کر کے خوار
اکیں با شوق اور سینہ منہ
تھلا کر مضمون اس نال کے ساتھ
ہر چراغ شب سے روز دکا تو
در ہو چرغا بیار کی
عاشق حق نہ ہو دنیا میں یمن
سکے اس سے شیخ مضمون دعا
سکے اس نہ شیخ کی آواز پا
شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہو تبا
رہم حق تجھ ہو ہو حیرت کی جا
میں ہوں نہ تو جسکو کی تھے ہا
ہو پڑی اگر فائین ہ پاک تن
میر سینہ قد ہو اسکا خلال
قطر خون تھے ہزاروں چشم پر
کیا ہو حاصل تجھ کہ بعد از ان
جب چھوڑ دستوں اور شہ کو
اسم اعظم سے تعین ہو گا عین
قدر و قیمت بانی میں چھینے بیچ

چلے پھر قیون بیت سہ کو
جان بھی جان زمین پر کی تھا
کرے تھے شیخ کعبین طواف
بیٹے کسکو کوئی بید کیا بات
شادی لہر غم اند فزون کلا
زخم تلہر ہو دو دل زار کی
آہ و درد اسکی ہو بغرض
مثل سیل اشک اس نہ چلا
جو تک لہو کی بارگی دوبارہ
جسکے نالہ سزا دل خون ہوا
آشنا کے بعد ہونا آشنا
بانی پردہ سے ترے میں نہ تو
خاک میں غلطان ہو اسکا تنہا
بدن گھنگر ہو اشل ہلال
تسو ہو بزرگ و نالہ پڑ شر
علق ہو کہ خلوت میں بیان
تو نے کیا کیے کہم کہ کو
کیا ماحولیت آہو کر نہ ان
لعل گو کہ کہ کو گئے میں جو

کر دیا پھر عزم بیت سہ
متفق ہو کر کیا قصد حرم
حسرت و درد و الم کھا کھاتر
شیخ و تاجر ہو پڑ بیت سہ
جس سے جوشن کی پڑا جان
لے کر مہکتا و اعلیٰ دل
دو جو گاہی تو جان کا گاہ
تیر و آہ مل بن کب سے ہو
بے سے دیکھے اس کو غبار
سر عید خاک میں ہو فزون
اوسکا او شیخ سری فزون
جہل ہو بعد علم کے ای پڑ غم
میں ہوں تحفہ مول لہو تجھ
مثل حکا ہو گئی جو سو کھر
ہو گل خرمہ کا تھی شال
بارہ دہ کی طرح کا کل کون
نخل تنہا سے بانی کا تھر
کر بیان کچھ لطف صوف کبریا
شب نہ زچہ کے بانی کی فدا
خاک سے تاجا ہو جو نہ عمل
گھما کان نہا سے ایک شیخ

خلق سو جسم ہوئی بھین نعت پر اپنی محبت کی بھین قریب حق پہلے اسے بھین تھامے ہر وہ عرب کی بھین حق تعالیٰ کی ملافت بھین شیخ بے وہ کریم بھین ہو طوفان اندری بھین دم میں بحر کرباں بھین عصاف میں گنہاری بھین غم تو اپنا کر نہیں کر بھین بیدی جو بھین کر خاک بھین دیکھو حال بھین شیخ بھین تسخنے نہ دو نکا کو بھین رحمت حق ہو سدا بھین	چو نہان تھا بویا بھین تاج الفت کا سر بھین غیر اسے سب جوت بھین کرنا غم سے دھیری جا بھین سہقرن بیگا مرا جوت بھین خط آزادی بھین اک ہی ہی جوت بھین عشق کر کیم بھین مردو آکر کو جان بھین جاسے نام بھین کر گیا تھنہ بھین رائد و نا رائد بھین بصیر رہی ہو کو بھین دو جگہ بھین	لاکھ میں اک کریم بھین دفع درد و غم مرا بھین شیخ نے اس کے کمال بھین یون کہ تھنہ بھین حق نے غشا بھین تاجردل حستہ الفت بھین سے تھنہ بھین جان تو جان بھین جھوڑ کر ایدل بھین آ گیا تاجر بھین ماں ہی بیباک بھین بلرز ان خمیر بھین رحمت حق ہو جو بھین بارہ سو تھنہ بھین تھنہ العشاق بھین	دی ہو اپنے قرب میں بھین عشق سے اپنے مادل بھین دہنا جویت میں بھین ہیکسا سید اند بھین آکھ نے دیکھا بھین چاچہ خیر بھین مرئی رکھ کر بھین جان جان بھین سیکھنے اسن کو بھین دیکھا تھنہ بھین ساتھ اس شمع بھین خاک میں دو تھنہ بھین آن شہید کی بھین ہو چکا جب حضرت بھین
---	---	---	---

تمت بالخیر

از جناب عالم لودھی و فضل ملی خانب لاہور مولوی شرف علی صاحب مدراس بیت

آہ کہ وہ بار بار بھین آہ جو بھین بھین آہ سے کون مراد بھین آہ مصیبت بھین	آہ وہ دہر بھین آہ کوئی بھین آہ بھین کوئی بھین آہ مراد بھین	آہ بھین بھین آہ بھین بھین آہ بھین بھین آہ بھین بھین	آہ کوئی بھین آہ کوئی بھین آہ کوئی بھین آہ کوئی بھین
--	---	--	--

رسالہ در بیان وحدۃ الوجود

بسم الرحمن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی حجتی صابری غفا اللہ تعالیٰ
بعد حمد و صلاوات و افاضات و تقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت شریف کرم و معظم درویشان قدوس
ایشان خالق آگاهای عارف و متکاہی جناب مولوی محمد علی اعظمی صاحب حجتی صابری زود اللہ
تعالیٰ عجلہ بر سر من کثرت باد معاوضہ سالی مضمون عجیب و غریب و غزلت موصول شد و بمنون یاد آورید
فرمود بطاعتهم مشربے ہم طریقی در بارہ سلا و وحدۃ الوجود و ما تعلق بہا استدراکی شدہ است و طلب
جوایش مبانیہ رفتہ و شدہ و ما فیہ این لیاقت کجا دارد و خود را در زمرہ عارفین خالق شناس کجا شمارد
کہ متعددی چنین امر خطیر گردد آہا از انجا کہ جناب کمال جو شستر و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و مایہا
فرستادہ لا علائجا استقالا للام قلم برداشت و ہر چہ حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت
واللہ الموفق و المبین - رجاسید ارم کہ اگر سہوی و خطائے یا بندہ پوشند بیکہ با صلاح آن کوشند
کہ نت خواہم بود چہ کہ فقیر مجیدان را جہ منصب ترجمانی ہیج نیست -

آغاز

فقیر ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب معنایں آن - اینکہ سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم
مستفادان وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را الحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسن صاحب
نیز همچنان میگویند و اقوال مضار القلوب را اول سیدانند تاویل آن جز خود دیگرے را نمی شناسند
و مولوی رشید احمد صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمین مسلک بودہ اند با وجود آنکہ اجازت
از تو گرفته اند و مشرب ہل چشت میدارند خلاف شلح چشت سخنان میگویند

جواب

نکته شناسا مسکوهه الوجود حق و صحیح است و این مسئله شکی و شبه نیست مستند فقیر و غیر مستند
 کسانیکه با فقیر صحبت کرده و تعلق میدارند همینست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد
 صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیر حکم نغزین این فقیر اند و تعلق با فقیر پذیرد
 هیچگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب شاخ طریق خود سبکی نخواهند پذیرفت مگر با اعتقاد و یقینی
 است قلبی که بنده از اكمال علم و یقین صدق برامی در دل مستحکم گردد این را در عرف شرح شریف
 تصدیق میکنند و اقرار بلسان برای اجراء احکام مسلمانی ضرور افتاد و گرنه بنا بر ثبوت اسلام غلط
 اقرار ضرورتی ندارد و تصدیق قلبی کافیست این مسکوهه الوجود جهان نیست بلکه در خارج تصدیق قلبی
 و یقین و کفایت لسان واجبست چرا که اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد و اسلام حقیقی محض تعلق
 با خدا دارد آنجا تصدیق یا اقرار ضرورت اینجاست تصدیق باید رسوله آن را استوار این مسئله فائده همین
 که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک نهایت دقیق فهم عوام و مکارفیم علمای ظاهر که از اصطلاح عرفا
 عاری اند قوت در کمال نمی دارد چه علما بلکه صوفیایک نیز سلوک خود تمام ناکرده باشند و از مقام
 نفس گذشته بمرتبه قلنس رسیده ازین سلسله فری یا بند و از کفر نفس منزلال و لغزش یاد چاه است
 و قرض ضلالت سرنگونی افتند بلکه گروه ها افتاده اند که ما شهدنا همد نفوذ بالله من ذلك جناب
 هم نیکو میدانند که این سلسله خاصیت عجیب میدارد و بعض را با دمی و بعضی را مضل و هر چند نعمت
 خوشگوار است اصحاب از ان لذت و حلاوت حاصل مری را نفع و ناگواری و در حق شان زهر قاتل
 برای همین فرمود من هه هه الهه الهه فقه الكفر استوار آن لازم افشای آن ناجواز اول
 یکبار درین مسکن و من فرمود شیخ محی الدین ابن عربی است قدس الله سره و اجتماع او درین مسئله
 و اثبات آن بر اهلین و اصحاب برگردن مجمع موحدان تا قیام قیامت منت نهاد و لطف انجاست که
 شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سرودی قدس الله سره هم عصر و هم بلد و بود در زمان حال شیخ اکبر از
 پرسید گفت فهو ذنوب مردان از صحبت او احترازی کردند چون وفات یافت از شیخ این شیخ
 حال آخرت او پرسیدند فرمود مات تطهر الموت من كان قلبه الله همه مردان تعجب کردند و پرسیدند که چرا او را
 زنده بقی گفتند ما را از استفاده محروم داشتی گفت او ولی و وصل بحق بود اما جاذبه قوی داشت
 هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشاء اسلام را

بے اختیار شده اگر شما در صحبت او میسر نماند مگر می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که میگفت دنفم
 شما نمی آمد و عوام را زبان دارد اگر داند بر شما مت نهادم پس اینجا غور باید فرمود که مردمان را چه میسر شد که
 با کس ناسکبار از مثلله وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را که جز وی از ایمان تقلیدی میدارند از آن هم
 بے نصیب سازیم در اینجا گفتگوی حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن است معارف آگاهان برای همین
 احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان ازین قیل قال بسته میدارند و احتراز میکنند سالکان را اشارات و بنا
 مینمایند تا انکار آن مسلک نکرند و بسیار مردم بدست آوردن این مسلک سرش می برداشته مجلسهای آرا ایند خود گمراه شده
 اگر و مسلمانان را گمراه میسازند چنانچه مشاهده می آید تکرار ازین قیل قال چه فایده اگر میباید مردمان را بطریق
 و ترک تعلیق دنیا و کثرت ذکر و فکر غرض باید فرمود و در آن باید که شود چون ازین سلوک تزلزل نفس و تفسیه
 قلب حاصل گردید خود ضرورت آن قسم را قیام که در ضیاء القلوب مرقوم شده پیش می آید خدا خود بر هر
 میکند و اَلَّذِیْنَ جَاهَدْنَا لَنُؤْتِيَنَّهُمْ مَّوْجِبَاتِ الْوَعْدِ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمَنْ جَاهَدُوا لَقَالُوا لِنَجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ظَنُّنَا بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
 سالک حقیقت مسلک وحدۃ الوجود کشف گردد این راه رفتی نیست از رفتن تا در نشستن از نشستن
 تا بدین شدن فرق بسیارست خدا تعالی را و احباب را شما را در این راه از زلفت پاک کند ارد -
 پیر و شیخ اکبر حضرت جامی قدس الله سره السامی میگوید قطعه از صاحب دل غبار کثرت رفتن و غرض شرک
 بهره و در وحدت رفتن و مغرور سخن بشود که توحید خدای بود احد بدین بودند و گفتن اگر از راه انصاف نگذیریم
 و شمع نظر در حقیقت این مسلک نکریم چه حیرت بدین فنا در فنا هیچ بدست نمی آید چه خاک گوئیم که چنین است
 و چنانست ع آن سوخته را جان شده آوازی نامه ناطقه در تشریح این سر و جدی لال است مثل انبیای
 مادر زاد که در خواب گنجا و جنبه عجیبی میداد مردمان چه توان گفت که چنین بود یا جان بود چرا که
 در محسوسات جنبه ندیده است که بدان متشابه و فهماند اگر چنانکه گوید و فهماند و نمی گفتند باشد و اندک فهمیدند

فقره دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سوال ۲- حالانکه در ضیاء القلوب تشریح لا وجود الا الله در اقبه همه است بصریح تا یکست
 و هم در اقبه همه است ملاحظه معنی لازم گفته پس این مراقبه بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت مبنی و نیز
 جامی دیگر ضیاء القلوب درج است تا و قیاس فرق در ظاهر و مظهر پیش نظر سالک است بوی شرک باقی
 است ازین مضمون معلوم شد که در عابد و معبود فرق کردن شرک است جواب ۲ شک نیست که

فقیر اینم در ضیاء القلوب نوشته است اگر گویند که هر چه گفته نمی شود چگونه نوشته شد گویم اگر بدین کمالات خود
 را به تشکیلات محسوسات تعبیر میکنند تا طالب صادق را آنها نداند آنکه گفته باشد مثلاً اگر بنیاد خوبی را
 بیند و در بیان آن عاجز آید گوید که مثل ساعدین بود و در آن حال بیت او اگر رنهند و گویند که آیتین
 بود گوید آن چنین بود اینست فقهیم به تشکیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینان برای آگاهی پس
 آیندگان تا افاضه برقرار ماند و وقت حاجت رفع مشکوک گردد اسرار که سینه بسینه می آمد و الهام حکم کردن
 مناسب استند و در حقیقت کشاده داشتند و گفتند آن کسان که نا اهل در کتاب نظر کردن حرام است
 حقیقت حال نیست فقیر به تقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کرده است با وجود آن جناب ستمدار
 میفرمایند و انکشاف چگونه می آید لاجلاً و انتزاعاً لامر بنده یضاح آن منور افتاد تا حاضر نشین
 آن حقائق شناس گردد و اطمینان دست دهد نزد نماید - اختصارش اینک از بیان سابق بجز
 گردید که در اصل سلسله کور حق و بالیقین است صدق آن نگاه معلوم گردد که طالب زحمت و در شهادت
 ماست استغراق و ترک خطرات ماسوا از خودی خود و در چون از خیال خود گذشت گویا از هر گشت
 هیچ شئی در نظر او خیال و نماند بهستی حق سائلند و چنگ از نظر مالک تقدیرات و بهستی ماسوا مرتفع گردید
 جز خدا هیچ ندیدند و بجز گردید که شور اغنی می هم مرتفع شود هر چه مید خدا بیند و بگو گفتن چه می آید انا گوید این
 مرتبه را نماند و فنا گویند این گفتار از فی بنایه فیه بلکه تائی میگوید تولا اقدس سر است مائی که هر دم
 شمع آرائی کند و فی الحقیقه از دم تائی کند بے فحاشی خویش بے جذب قوی و کی حرم میل شمع می آید
 عارفی گفته - تو باش اصلاً کمال نیست و بس تو در آن گم شود صال نیست و بس ازین وقت خود جز او
 سلطان انبیا صلی الله علیه و آله و سلم می مع الله وقت کایسغه فیه ملک مقرب و کابنی متربل و از
 خواص است و گفت بازید بطائی سبجانی ما اعظمه شانی و گفت منصور صالح انا الحق اینم ازین
 باب است با وجود اینم غریب اعتباری که مصلاحی است از میان عجب رب مرتفع شد هر چند در حالت فحاشی شور نظر
 سالک نمانده باشد زیرا که چون انسب شعوب باز بشود در آمد داشت که من از خود بفرستد و دم مثل آن آهمن
 بار که در آتش سخن شده فروزد که من انتم انکار این قول می کرده نمی شود اما و قوی آتش نشد است این
 حالتی است بر پاره آهمن که مرض شده و گریه آهمن آتش است آتش آتش این شد از حقیقت و صدق او وجود و غیا
 کیفیت عینیت و غیرت اندک دانستن از واجبات است تا آنکه ازین آگاهی نباشد کیفیت و صدق الوجود

مفهوم گردد و در ورزش مراقبه هر دوست و ملاحظه عینیت صورت نمی بند و گسائیکه بجز و غرض و ملائقت و اول
در نزد آفتاده اند از نادانستن سلسله عینیت و غیرت بوده است سر اول این دو امر تحقیق نیست
دانستن همه مسائل بر او سان گردد اگر چه تحقیق این سلسله عینیت و غیرت متعلق است بدانستن تنزلات
اما فی سبیل مطالب آن همه پر خشن نیست و اند مختصری نگارده و آن اینکه در عید و رب عینیت و غیرت بیرونات و
مستحق است آن بوجبی و این بوجبی اگر چه در اوی انظر اجتماع ضدین و شخص و احد حال نماید الی هذا
لا یجتمعا صحیح است اما این دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین است که محققین جامع الی هذا
میگویند که اصطلاح صوفیان دیگری باشد مثل آنکه در ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکا در یکا نیست
جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ به وضع خود قائم است اگر چه وضع خود قائم نباشد اجتماع آن جائز است
مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازا از روش استعاره میتوان شد و این سایه را که ظلمت نامند
شد بانو که یکا در یکا جمع میشود و چنانچه دیده میشود که در یکا نیست کجا تا بیش آفتاب که درست و سایه
دیو از جمع میشود زیرا که سایه ظلمت اصطلاحی بود پس ازین تمیذ معلوم شد که در عید و رب عینیت تحقیقی لغوی
۱۳۲ نیست و غیرت تحقیقی لغوی نیست - اجتماع این هر دو ضد در شی و احد حال است یعنی که در علم
مستورات مجموع واقع شده آن معنی لغوی است و اصطلاحی این قوم محققین از غیبت جامع الی هذا و آنکه
دو ضد را جمع نمیکند آن دو ضد معنی لغوی نیست زیرا که اجتماع ضدین لغوی نزد ایشان هم حال و لایق
است - بنابر آنکه تفریق یکا اگر شخصی گردد اگر خود آئینده نگذار و در هر یک زمینه بذات خود و صفات خود و کما
نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون و هر سیات و شای و مانی و تکلیفی و خنده و هر یک شخص
در عکس هویدا میشود از غیبت شخص عین عکس است عینیت تحقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی هر شخصی که عکس
گذرد بر شخص گذشتن واجب شتی جا که عکس در هر ارا آئینده است این کثرت در وحدت شخص فرقی نمی
آرد اگر بر آئینده و بر عکس سنگ زنند یا نه جاسازی اندازند شخص از آن منصرف و بر شخص بی حال خود است
و ازین نقصانات نترسد و برابر است ازین رو غیرت تحقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عینیت
و غیرت هر دو متحقق شد بلکه در عید و رب عینیت تحقیقی لغوی هر که اعتقاد او و غیرت جمیع وجوه انکار کند لغوی و ذریع
ازین عقیده در علی و بود و ساجد و بجهل پذیرفته نمی ماند این غیر واقع است لغوی بالله من ذلک اگر شخص
غیرت تحقیقی لغوی در عین و مخلوق اعتبار کند و هیچ نیست و تعلق عینیت در عید و رب جز نسبت خالق

و مخلوق ثابت نه نماید مثل نسبت کل لکل باظروف اگر کل لکل بمیر و ظروف ساخته و ابجای خود باشند
این سبب غیرت لغوی است و ظروف و کل لکل این قسم غیرت در عین رب و افعی است بدین نحو که قائل
علما نظایر و منطقیین نه غافل از اصطلاح موجدین خدای می ترسند که بعد و رب یک میشود غمی اند که موجب
اصطلاح محققین در عکس شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گاهی این آن نشود آن این نکرد و بد
عکس عکس است شخص شخص یک عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس
اینست حقیقت این مقدمه **بیت جامی** هر مرتبه از وجود حکمی دارد اگر خط مرتب کنی ز منتهی به اول
مهرج البحرین یلقیان بینهما بوزخ لایبغیان همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینجا یک
تمثیل لطیف یاد آمد یعنی بنده قبل وجود خود باطن خدا بود ظاهر بنده گشت کنز اعفیان این
معنی گواه است محتال گویند که نتائج علم الهی اندر ذات مطلق منجم و مکتبی بودند و ذات بر خود ظاهر
بود چون ذات خواست که ظهور خود بر منجم دیگر شود اعیان را لباس قابلیتات شان بجلوه تعلی خود ظاهر
فرمود خود از شدت ظهور خود از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل غم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و شتر
در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود شجر بالفعل چون تخم باطن خود را ظاهر نموده خود پنهان گردید کسی که بنده
شجر می بیند تخم بظن آید اگر بنوری تخم لباس شجر ظهور فرموده تخم بالفعل شد شجر بالفعل شد هر چند از جوی
تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته می شود اما دلایل غیرت و جدائی نیز در پیدا و افعی
خط مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل تاثیر و خواص تخم دیگر از اس شجر دیگر است و جهات غیرت
هم کثیر است مرد صاحب فطانت انکار آن نخواهد کرد از عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتبار
و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی بالفعل با لقوه شرکت دارد پس هر چه بالفعل بود لقوه
شد آنچه بالقوه بود بالفعل گردید فصح من فهم حل حکمت و عظمت شانه کسی گفته **بیت** اگر دوست
گویم حکایت بے پوست همه از دوست اگر یک نگیری همه دوست میانی که چون نسبت دو جهت
در عید و رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد که برای عروج از مرتبه پست ترین نزول حصول قرب
وصالی سید بر مرتبه عبودیت حقیقی کار با ضرورت افتاد و آن مجاهده و مراقبه است و ماخلقت الحسن و الحسن
الایلی عبودیت و ن عبادت کردن اعنی عبودیت است و حقیقت عبودیت حقیقی قائم المصلین محمد مصطفی علیهم السلام
و آله و سلم است عبودیت و شوارست تا از هم انو هیت خود تا ما و کما لا یبکدر دین مرتبه نزد بنابر آن مجاهده و ریاضت

و ترک تعلق دنیا و حظ نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر و فکر بدستی و راستی بطور رسد چون اول
 بمصطلکہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق و رغبتی آرد دل از خطرات بایقید و مرقبہ لا
 موجود الا اللہ در آمد چون درین مراقبہ از ہمہ اوست اغراض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد
 درین استغراق فیض باطنی و جذبہ عینی مدد میفرماید از ہر چیز اوست بے خبر گردد دشواری این بخیر نام
 نمی مانند ہر چه بیند و اندک ہر چه داند گوید ہر چه گوید معذرت - نیست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود
 مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگش گشت گرفته نعرہ آفا الناد زدند آنکہ با فلکاب حقیقت آتش شدہ این
 از حال تعلق دارد از قال مقام غورست اعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ از
 خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش بر خود مستولی گردد و رنگ خود بخشد درین تصور اگر
 خیال دیگر کرد و در حق وے شرک است کما فی مقصود و قاطع الطریق اوست نیست بخی آنکہ در ضیاء الحق
 بلا خطہ سامی درآمدہ کہ در مراقبہ ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در نظایر و منظر پیش نظر سالک است پس
 شرک باقی است واللہ اعلم لا علم لنا الا ما علمتنا گرامی قدر انقیر فی محابا طول سالن
 کرد چہ کند کہ بدون آن سخن تمام نمیشود ہر چند ازین تحریر خود نامدم میثوم اما شاید کہ بہر تقدیر جواب
 رقام مستعدہ جناب داگردید اگر پسند خاطر و منظور والا گرد بندہ ضعیف را بعباسی خیر خانہ یاد کرد
 ورنہ باز فقیر را نیاز دارند و السلام و علیکمنا الا البلاغ المبین ۷

درین شہد بگو بای میزن دم	سخن را خستہ کن واللہ اعلم
--------------------------	---------------------------

محررہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر المبادیکہ معظمہ ادا اللہ شرفنا تعظیما

مختصر احوال صالح عاشق ذوالجلال و الجمال حضرت حاجی امداد علی

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زاد نہ تھی کل چوراسی سال تین مہینے میں روزگار سن غریف تھا مگر کچھ
 خلقت ضعیف خفیف اللحم تھے اسبہ مجاہدات و ریاضات و تعلیل طعام و منام بھر بھوم خواہن عوام اور
 سب بڑھکر عشق جس ازلی جو استخوان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں استعد

ضعف ہو گیا تھا کہ کروٹ تک بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بارگاہِ دل عشقِ منزلِ ہر وقت نشہ تھا
 میں سرشار تھا اسی میں سال شروع ہو گیا کہ لطافت و لطافت و استقلال استقامت و ثقیف
 بحال تربیت طالبانِ خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر ضعفِ دامِ ہونا گیا حتیٰ کہ بار و باتیر مہادیوی
 ۱۳۱۷ھ و زچہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوبِ حقیقی سے وصل ہوا و زجتِ الملیٰ و مقبرہ اہل کما
 میں ہم پہلو ہوا رامت اللہ صاحبِ مہاجر کے رکھے گئے انا بندہ انا الیہ ارجعون۔ دواقی یہ جو کہ ایسا
 شیخ کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہو گا۔ اللہ ربیع و رحمت فی اعلیٰ علیین اظہر فی عقبہ فی الغابرین للعلم لاخرنا
 اجرہ ولا تقنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ جس نے ایک مختصرہ تاریخہ کیا ہے جو صحیح دخل الخلد کہ قول الیہ
 لا یوکلون سے مستفاد حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں شرفِ زیارت ہوئے اس طرح کوئی مقام
 نہایت بلند مثل ٹیکہ کے ہو اگر ایک سینہ فکرِ گہرا جو میں حضرت رضی اللہ عنہ رفقہ الودھن اذ خطاب کر کے فرمایا
 آیتہ ہستی چہ باشد نیستی یا نیستی بگزین گرا بلہ نیستی

۱۳۵
 سبحان اللہ۔ اس خواب میں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علو مقام و قرب نام پر کئی وجہ دلائل
 ہے اول مقامِ بلند ہونا کہ مطابق آید و فناء مکاتبات و حدیث کثیران مسکے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ
 ہے دوم غیر میں ہونا جو حسب آید حوزہ مقصودات فی النجما نعمتِ جنت سے ہو سکتا ہے کا سینہ ہونا کہ احاطہ الیون
 الیاض و نودہ وار ہو و نیز لباسِ شہد بواقی حدیث صحیحہ درۃ کے علامتِ جنتی ہوئی ہو جہاں تعلقین
 فرمانا کہ اشارہ ہو طرفِ مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو
 بدولت اس سببی دیتی ہے جو خاص شریف ذاق حضرت کا تھا جیسا اہل مشاہدہ پر بھی نہیں بڑی تہنیت
 ملی ہیں اسی لیے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا ششم منوی شریف کے مضامین میں ذکرِ حبیبِ دل
 اہل حقیقت کے سمی کلام حق ہے آپ کی روح مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیلِ مناسبہ روحانی ہونا
 منوی ہے اور حسب آیت مَعَالِیْہِمْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ لَوْلَیْ قُرْبَیْہِیْ ہُوَ مَعْمُ حُضُورِ رُضِی اللّٰہُ عَنْہُ کی
 شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہو حصولِ طینان و سکون پر جس سے ظہورِ رضیون لایحاً و اذکار
 عجب و اکیا جوئی ہوتا ہے اور اس سے افاضہِ ذخیرہ کی تائید بھی ہوتی ہے جبکہ تحقیق ثبات کرتے ہیں سایہ
 خواب و بے صاحب کلاما ہے جسکے باب میں ارشادِ نبوی ہے یا ہا المسلم اتری لہ و اللہ تعالیٰ علی ذلک
 اللہ اللہ اللہ کہ رسالہ وعدۃ الوجود از تصانیف حضرت شاہِ ادب مدرسہ مطبعہ عجمیہ کا بیوطبع شد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حسب فرايش جناب حاجی محمد سعید صاحب کتب مکتبہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

عزای

بہ اہتمام نیازمند محمد شفیع بن علی بن حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الارب

بمطبع محمد بن علی واپق کاپیوڑ طبع شد

ہر شرم کی عمدہ دوستی کتابین ملے کاپتہ: حاجی محمد سعید صاحب کتب مکتبہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی
اُس وجود پاک کی ہو حمد کب
قدرت حق یہ ہو جس کو جہان
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہو
ہے منزہ وہ تو از کون و مکان
یا الٰہی تو ہے بچوں و چگون
ہے تو ہی پروردگار دو جہان
خوان الوان عام ہو ب پڑا
ہم سے طاعت کب تری آدمی بجا
تجگو جو لائق ہے طاعت کا خدا
کن سے پیدا جسے موجودات کی
جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
ہو گئے دو حرف سے کن کے عیان
کن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
اُس کے پرا و صاف قدرت ہن عیان
راہ اپنی کا مرا ہو ر مستون
ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جان
شکر احسان پر کروں تیرا سدا
ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا
ہو دے شاید جب کسی سے بچا داتا

۱۲۱

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام نمبر سے اے امداد آ
نام پانک اککا ہے احمد مجتبیٰ
کر تو اب کام و زبان شیرین نارا
ہین وہ مقبول جناب کبریا

کس سے ہووے نعمت ختم المصلین ذات احمد ہے وہ بحر بیکر ان ذات پاک احمد ہے دانش انجلی ہے سزاوار اُس کو تاج سروری سرور عالم محمد شاہ دین حکم اُن کا ہے جہان میں سرسبز ذات پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر اس پر پڑھ آدا تو لا کھون صلوة آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام	جز بذات پاک رب العالمین جس کا رک قطرہ ہی یہ کون مکان جس کے یہ ذرے ہیں سارے اولیا زب سے ہو غلعت پیغمبری پیشوا ہی اولین و آخرین وہ بیان آئے ہیں سب سے پیشتر ہوئے کب رض سماجن و بشر تجکو جو جس کی شفاعت سے نجات پڑھ تو اُن پر تودرد اور تسو سلام
---	---

۱۲۲

مع مبارک ہر چہ اربع خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہدایان جان مردان دین اولاً بو بکر صدیق اہل دین تیسرے عثمان با حلم و حیا اور سب صحابہ سکے ذمی علوم صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا اُن سے راضی ہے خدا کے ہوا تو بھی جان و دل سے لے آدا دبا جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا	چار یار مصطفیٰ اہل یقین دوسرے عادل عمرو الا یقین چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا ہیں ہدایت کے فلک پرست نجوم ہے اُن ہی چاروں نے دین کو ارتقا اور خوش ہیں اُنے حضرت مصطفیٰ رہ خدا اُن پر سدا ہر روز شب ہے وہ مرد و دو جناب کبریا
--	--

اس اُستان میں تیر گایان حضرت پیر و مرشد برحق عارف

نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت مولانا داوود لانا قطب

میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مہیا نجیہ نور محمد حبیبنا نوری
لوی نور اللہ مرقدہ و روح اللہ وہ العریض قدس سرہ العزیز

نام ہے مرشد کے لمے آمد آ سرور عالم شہ دنیا و دین ماہی و ربائی توحید خدا واقف اسرار حق دانای راز شاہ دین خلیل جلا اولیا پیشوا و شاہ شاہانِ جہان رہنما ہے زبدۂ ارباب علم حامی دین متین خیر الامم اختر جریح ہذا ماہ عطا قبلہ ارباب و اصحاب یقین پیغمبر اور مرشد اور مولیٰ امے حضرت نور محمد اولیا ہیں وہ بیشک مظہر انوار حق دیکھ تک جلوہ ذلا اس نور کا ساحے عالم پر ہے اسکا پرتوا جس کے سر پر خاص سایہ اسکا ہو خاص جلوے کی چمک چسپڑی چشمِ بصیرت سے نظر جس پر کرے	بے زبان دل کو اب کچھ ذائقہ عاشق و معشوق رب العالمین مظہر حق مصدر سرسبز خفا بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز تاج بخش اصفیاء اقیانیا مقتدا می جانِ جاناں جہان رہبر ہر قد و اصحاب علم دافع بدعات و دین کفر و ظلم بحر علم معرفت نجس المہلا کعبۂ عباد و زحاد اہل دین حضرت نور محمد نیک ہے پیرو مرشد ہیں مرے اور رہنما سر سے پانک مصدر انوار حق جس سے ہو پرتو نورید و نور سرا کونسی جاوہ نہیں جلوہ نما تکلب غیبی کا ہو سلطان وہ جرخ غیبی کا ہو ماہ حبلی قطرے سے دریا ہو وہ کپڑے مارتے
--	--

پر تو اس نور کا جسر پڑا
 پر تو دن کا اسکے کیا ہوئے ہیں
 آگے اُنکے ذرے کے ذرہ مثال
 کیونکہ میں یہ کہے سب خوشید جان
 ان میں انہیں فرق ہو بس بیمار
 روشنی انکی سے ہو دنیا کا کار
 دیکھ لے ہو چشم دل کی کھولکر
 چاہیئے تجھ کو اگر وصل خدا
 عکس سے اس نور کے تا ہو پیر
 الغرض جو راہ حق مطلوب ہے
 گرچہ بیان سے کر گئے ہیں انتقال
 بلکہ سوچند اس سے ہو نور و ضیا
 اب تو بے بیشک وہ سرسبز ہو
 سال تالیخ تولد اور وفات
 جب ہوا پیدا وہ نور معرفت
 ہجرت نبوی کا احرار خندہ فال
 بارۃ السوء نسیمین کر کے انتقال
 جس کو ہووے شوق دیدار خدا
 مولد و مرقد شریف اُنکا پسر
 گزرتا آئے تجھ کو کوری سے نظر
 شہر چمنخانہ ہے اک جاے ہا

ہو گیا ذرے سے خوشید ضیا
 ہے ہر اک انہیں سے خوشید جان
 ہے وہ خوشید فلک کے قیل و قال
 اور وہ ہو آفتاب آسمان
 ان سے حاصل کار غیر اور کسے یار
 نور سے اُنکے ہو حاصل رے یار
 ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
 سایہ نور محمد میں تو آ
 روے جانان پر پڑے تیری نظر
 جا قدم لے دو زمین پر کے
 فیض باطن ہو لے اُنکا جال
 کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
 نور ہے سایہ سے بالکل دور ہو
 اُنکی دونوں مجھ سے سنائی نکلتا
 شبلی دوران ادیم کی صفت
 بارہ سو پڑھتا زیادہ ایک سال
 اس جان سے جا لے باز و جلال
 اُنکے مرقد کی کوئے زیارت وہ جا
 خلق میں روشن ہو جو ن شمس و قمر
 پوچھ لے مجھ سے نواب سے بغیر
 مسکن و مادا ہو اس جا آپ کا

مولد پاک آپ کا ہو اور مزار
 متصل اس شہر کے لئے نیکنام
 سید محمود ہے نام شریف
 پاس اس مرقد کے قبلہ رخ بنی
 اس جگہ ہے مرقد پاک جناب
 اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں
 دیکھتے ہی اس کے مجھ کو سے یقین
 کرتے ہی زیارت مزار پاک کی
 کیون پھر ہے جا بجا سمارتا
 جو نہ ہو قدرت تجھے اس نو تک
 ہین بہت انکے خلیفہ اور مرید
 ہین مرید اور طالب انکے بیشمار
 ایک ایک مرتبہ دیکھے ہو وہ
 ان کا رتبہ کب تجھے آئے نظر
 انفرض گر تجھ کو اب منظور ہے
 طالب صادق ہو جو تولے دیکھ
 راہ حق تجھ کو اگر مطلوب سے
 ہین خلیفہ آپ کے چند اک وہاں
 فیض انکا عام ہو اک خلق پر
 صحبت انکی جان پاس اوستا
 ہے نگہ میں اسقدر انکی اثر

اس جگہ تو جان لے لے ہو تیار
 ہے عجب دلچسپ درگاہ امام
 ہو مکان وہ بس عجیب بن لطیف
 ہے زیارت گاہ میرے پر کی
 سر جھکے تہین جہان سب فرخ و تاب
 اسپہ سراسر باطن ہوں عیان
 اُسکو ہو دیدار رب العالمین
 ہو دین ظاہر اسپہ اسرار خفی
 سایہ نور محمد میں تو آ
 اس کے خلفائے توحید امن و گنگ
 پاسکے ہے انکو کب تولے سمید
 جن کی برکت ہو جہان میں آشکار
 چشم بینا دل مصفا جس کے ہو
 ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصیر
 دوں پتا بعضوں کا ان میں سو تجھے
 دوں پتا خانہ کا میں انکے نشان
 قصبہ قحانہ بھون کی راہ لے
 نور سے جن کے ہو روشن سب جہاں
 چھوڑ گھر اور جلد لے جا ان کا در
 جگہ ملنے سے ہو مس خالص طلال
 سنگریزے جس سے ہوں رشک قمر

دیکھتے ہی اُنکے دم میں احوالی
اسطرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد
ہیں خلیفہ اُنکے گریہ بے شمار
انہیں سے دو شخص ہیں اہل ہوا
نیرِ بیجِ کرم ماہِ عطیہ
صاحبِ ارشاد و تلقین و ہدایہ
عالمِ وزاہد ولی اہل مقام
یعنی ہیں حافظِ محمد صامن اب
دوسرے شیخِ محمد مولوی
بھرے موانِ دونوں علم کا
وصف اُنکا ہو سکے کس ادا
جمع البحرین ہیں عرفان کے
دیکھنے کو حق کے یکتا ہیں دو
دیکھنے کو مصحفِ رخسارِ جان
ملکِ غنی کے ہیں دُشمن و قمر
شمعِ دوہا تھو نہیں دی ہیں ترک
اسپہی بھی پھر تو اگر اندھا رہے

سنو برس کا بت پرست ہو گولی
چھانٹا پھرتا ہو کیوں عالم میں گرد
لیک انہیں ہیں دوا علی با وقار
ماہِ برج معرفت شمس الضحیٰ
گو ہر درجِ نفسِ بحرِ سخا
عاشقِ حق نائبِ خیرِ لورے
متقی و پارِ ساونیک نام
فیض کی طالب ہے جن سے خلقِ سب
علمِ زہد اُن کا ہو عالمِ بر علی
ظاہری و باطنی با اہتدا
بحرِ عرفان کے ہیں دونوں آشنا
جنسے بلغ و وہان سرسبز ہے
سہلِ حجاب ہو دیکھ لینے پارِ گو
چشمہ عینک ہیں دونوں اکیسا
نور سے دیکھ اُنکے رو سے سیمبر
راہِ سیدی آپ تو اب دیکھ لے
نعرِ گمراہی میں بیشک جا پڑے

۱۲۶

مناجاتِ بجنابِ باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی باخدا
ساتھ کا میرے ہر اک و اصل ہوا
اپنے کوچہ کا زرہ رستہ بتا
کوے فرقت میں رہا میں ہی پڑا

در دجکھوڈا کرت کر تباہ
کفش بردار ہوں مگر اس نور کا
تیرا کھلا کے کہاں جاؤں خدا
دوسرا در دجکھوڈا اب ملت نہیں
پر پھوڑوں گا کبھی میں تیرا در
پر نہ دجکھوڈا سو ہے دوسرا
اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار
ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس
پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے
ایک مدت تک رہا ہوں دور تر
اب جو آیا ہوں تو دجکھوڈا بند ہے
تیرے آگے عجز و زاری کے کو
مانگتا ہوں تجھ سے تجھ کو ایخدا
اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں
پر تیرے کوچہ کی خواری چاہئے
جینے ہو دین سب خیال غیر پرست
تجھ پہ دیوانہ ہوں آٹھون پہر
فکر ہووے تو تری ہووے سدا
تیری آفت سے بد دل معمور ہو
منظر انوار سے پر نور کر
ایک دم آرام ناپاؤں کبھی

میں بھی تو اس نور کا سایہ ہوں آہ
گر چہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا
نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا
مت اٹھاؤ ت سے اس کے کہیں
اپنی رحمت سے بلایا دور کر
مجھ سے ہیں بندے تیرے بے انتہا
دیکھ عزت بھر مجھے مت کر تو خوا
مت مسلط مجھ پہ کر شیطان نفس
تجھ سے ہی شرمندگی بس ہو مجھے
شامت اعمال سے اپنے مگر
ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے
کیا کروں میں عذر تقصیرات کا
آہ و زاری سے اٹھاؤ دستِ پا
تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں
نے گدائی تاجدار کی چاہئے
کر نہ مجھے یوں اپنی آفت سے گھست
دے مجھے اب ہوش یا رب اسعد
ذکر ہووے تو ترا ہووے سدا
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو
فکر باطل دل سے میرے دور کر
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی

شغل ہو دے درد و غم کے جام سے
 درد و غم کرا سقد ریا رب عطا
 سینہ بریاں چشم گریان جان بلب
 کر عنایت بخودی اب محکود و
 درد الفت دے وہ اب دل کو مرے
 خاک راہ درد مند ان کر مجھے
 دے وہ گریہ کو مرے شور و غفور
 تاکہ کر دوں غرق اُس میں غیر کو
 کر عطا ایسی طیش دل کو مرے
 دل غدل سے کر مجھے باغ و بہار
 خانہ دل کو مرے ویران کر
 رنگ غیر آئینہ دل سے دور کر
 و ایم الفت میں پھنسا کر جلد تر
 جام وحدت سے مجھے یون مست کر
 دوست سے کر پُر مایوں محم و پوست
 مے رہائی محکویا رب آپ سے
 کر جگہ دلبر کی یون دل میں مرے
 ہر گ و پے میں ساوہی مثل جان
 ماوین کا مرض دل سے دور ہو

ایک دن بیچون زمین آرام سے
 جو کہ دیکھے محکودے آنسو بہا
 عشق میں کھینچون سدا بنج و لقب
 آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
 درد میرے کو دوا ہو درد سے
 جان بریاں چشم گریان کر مجھے
 جس سے ہو جا چشم طوفان کا تنور
 ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو
 ماسوا جانان کے سب کو پھونک دے
 تاکہ آوے سیر کو وہ گلزار
 گنج اُلفت اُس میں بھر دے سرسبز
 تاکہ دیکھوں اُس میں رو کے سیمبر
 دو جہان کی قید سے آزاد کر
 حرف غیرت کا ہو دل سے بدر
 پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
 آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے
 غیر کی اُس میں نہ گنجائش رہے
 دور ہو حرف دوائی از در میان
 تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادیان و مرشدنا
 قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مولوی نور محمد

کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بیچارہ بدرادر و سیاہ امداد اللہ حقیقی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوہ نور محمد نے اب آ
خود دکھا برقی تجلی کا جلال
دیکھ کر اُس شعلہ رو کی ہمار
اُن شراروں کو اجازت دون اگر
دیکھتے ہی لالہ رخ کی پھسبن
پھنکر اُس کی زلف میں آمد وین
تھی شب معراج نے وہ زلف تھی
بحر عرفان لطف سے اُس نور کے
ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھول د
اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما
گرد کھاؤن اُس کا دُر شا ہوار
جو دکھاؤن اُس تجلی کی چمک
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو
بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے
رکھ قدم امداد اس جا تمام تھام
لطف و احسان اُس کا کھ سکتا ہو کب
دیکھ بیان ست مار دم امداد اب

دو جہان سے مجھ فارغ کر دیا
خزینہ تن میں رب دی آگ ڈال
سیرین مٹو سے مرے نکلے شرار
جناک کر دین ماسوا کو بھونک کر
دلغ دل سے ہو گیا باغ و چین
دونوں عالم سے ہوا آزاد وین
جو تجلی اُس نے پانی نور کی
موجزن امداد کے سینہ میں ہو
غرق اُس میں دونوں عالم کو کروں
ایک ذرہ ہو یہ خود اُس نور کا
دو جہان کو اُسپہ کر ڈالوں نثار
بھونکے ماہی سے لیکر ماہ تک
ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
سر باطن مت زبان پر لائیے
غور فہم عام پر کرو اسلام
سر قلم کا بھی قلم اس جا ہوا ب
نبدہ ہو کر حق نے کر حق کو طلب

ذوق شوق محبت الہی کے بیان میں

اے خداے مالک ہر دوسرا
تیری دوری سے بہت بیتاب ہوں
بغیر ارمی ہے بہت اے کبریا
تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ
بن بلا تیرے اے شاہ جهان
واسطے اپنے ذرا صورت دکھا
اس دوئی نے کر دیا دور اس قدر
بحر وحدت سے مجھے لا کر بہان
دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب
تا کہ قید ماؤمن سے چھوٹ کر
پھر میں اپنا اُس کو کر کے راہبر
وہ بھی تو اک دقت تھا اے کبریا
بحر وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن
ملک میں ہستی کے اے امداد
قید ہستی میں پھنسا تو اس قدر
عہد و پیمان جو کیے تھے تو نے وان
عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا
جس لیے پیدا کیا تھا تجھ کو یا ر

دور و فرقت سے مراد دل ہے بھرا
ریگ پر جون ماہی بے آب ہوں
ڈھونڈھنے جگو کمان جاؤن بتا
جس سے پہنچن تجھ تک لے بادشاہ
تجھ تک میں پہنچ سکتا ہوں کمان
ناکری قید دوئی سے چھوٹ جا
آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر
ڈالا یوں کثرت میں لے جاں جهان
جلوہ وحدت دکھا مجھ کو شتاب
اصل سے اپنے کہیں پاؤن خبر
تجھ تک پہنچن کہیں اے باخبر
جز وجود پاک کے کوئی نہ تھا
کچھ دوئی کا تھا نہ وان سرخ و معن
گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا
اصل کی اپنی نہیں تجھ کو خبر
کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے بہان
راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
وہ کیسا ہرگز نہ تو نے اختیار

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و علوا کا کہ نصیب ہمارا الدین عالی کی
ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

ادراے گم کردہ راہ ستقیم

سُن تو اے شکنندہ راہ قدیم

مگوش جان سے سُن تو بلبل سے ذرا
 ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی
 آفرین اے بلبل بُتان جان
 آفرین اے بلبل دستان سے
 قاصدا جلدی خبر محکوم سنا
 مجھ سے راضی مئی جو وہ دلبر بتا
 یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے
 آفرین اے بیک فرخ فال بُن
 آفرین اے بلبل خوش خوان مجھے
 ہین نوامین کیا تری آتش بھری
 سوزِ دل سے سیری با آہ و فغان
 آفرین اے دُہرِ شہر سبا
 آفرین اے لموٹی شکر شکن
 کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حال صغم
 بخد کے یاروں کی دے محکوم خبر
 پھر سنا بہر خدا سے نامہ بر
 ہے دل جان دونوں غم میں مبتلا
 مسکن و داؤی سے پھر میرے ذرا
 پھر کو کچھ یار بے پرواہ سے
 کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب
 کہہ ذرہ بہر خدا اک حرف تو

۱۳۱

یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا
 پوچھ باتیں اُس سے اُس دلداری
 کہہ مرے دلدار کی تو دستان
 آفرین اے قاصد بُتان سے
 کہتا ہے حق میں مرے کیا دُریا
 اور مانگ بھی ہے کچھ سوے وفا
 سچ بتا جو کچھ اُسے منظور ہے
 آفرین اے مایہ اقبال من
 ماسوا سے کر دیا فاسخ مجھے
 آگ جس سے یوں مرے دلین لگی
 سر بُن موسے نکلتا ہے دھوان
 آفرین اے قاصدانِ دُریا
 تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
 لیگیا تھقیق دل سے رنج و غم
 تاکہ ہو وین مست ب دیوار و
 زمرم و خیف و مینا سے کچھ خبر
 تاکہ چھوٹیں سسکے حالِ دل رُیا
 ہے خبر بہر خدا بہر خدا
 کیلے مجھ سے وہ اپنا راض ہے
 عہد و پیمان توڑے کیوں یک تخت
 از زبانِ آن نگارِ تند خو

جس سے ہو سگین کچھ دل کو مر
ایک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم
ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلربا
خوش وہ دوران تھا کہ گاہ از کرم
خوش زمانہ تھا کہ اس حیران میں
پھر تا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو
آخرش اک شب بصد بچ و الم
سر زانو غم سے اُس کے بیٹھکر
جان لبو نیر حسرت گفتا رہے
وہ قیامت قامت پیاں نکلن
فتنہ ایام و آشوب زمان
دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہر منیر
ناگمان در سے مرے وہ بھابھ
زلف مشکین دوش پر ڈالے ہوئے
بے محابا پاس میرے آن کر
یہ کہ اے شیدا دل محزون مرے
آتش فرقت میں تیری دل کا حال
میں کہا اس سے قسم اللہ کی
بیٹھکر اکدم سربالین پر
ساتھ اپنے لے گیا وہ خود پرست
میں نے تب اس سے کہا لے خوش را

وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان رہے
مثل بوگل تھے آپس میں بہم
گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا
مارتے راہ و فامین تھے قدم
مجھ پہ جو جو گزرے تھا اس آن میں
اپنے اُس دلبر کی کرنا جستجو
میں کروں تھا گو شہین باد صنم
کھینچتا تھا دل سے آہ پر شرر
دل بھرا نو میدی دیدار سے
آفت دوران بلاے مردوزن
خانہ سوز صد جو من بے خان و مان
خود بخود ہوتا ہوا یان رونق پذیر
لب گزان لے ہوئے رُسنے نقاب
اور نگہ سے کار عالم کا کیے
بوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر
وے بلا کش عاشق مفتون مرے
کیا ہو کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال
جان اب مجھ میں کچھ طافت رہا
اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر
عقل دین میرا وہ سارا ایک نکت
بھیر میں کب دیکھو نگا کجگو یہ بتا

یہ لگا کئے مجھے دیکھے گا تو

خواب میں اپنے پھر آدمی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تباہ اور زناست اور صرف کر لے عمر کے
بیچ اس جینے کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنون اور غرض قول
نبی صلعم کے کہ سَوَّالِ مَوْبِیْنِ شَفَا عِلْمِیْنِ جھوٹا مومن کا شفا ہے ۷

عمر گزری ساری قیل و قال میں
لے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی
لے ندیم اب کنکش پا سے دور کر
دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن
اور بلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب
وہ شراب مجھ کو لے لے لے لے
وہ شراب ایسی مجھے اب جلد تر
جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر
وہ بلا مجھ کو اب بہر خدا
اور می خراخرا ہی لاؤ تم
اٹھ توجہ کر ذرہ بہر خدا
خوف مت کر اب تو اب صبا شہر
بنگ ہو افسوس وقتِ عمر اب
آہ صد افسوس یہ عمر عزیز
علم رسمی دور کر مجھ سے انہی
علم رسمی سارا قیل و قال ہو

پھنس رہے غفلت سے اس خیال میں
کچھ نہیں طاقت ہو اب مجھ کو رہی
بہر موی ہو وہ آتش جلوہ گر
جس سے جل کر خاک ہوں اور بدن
غیر حق ہو جس سے جل کر سب کباب
راہ بر ہو جو کہ در راہ حبیب
مست ہوں پینے سے جھکے اس قدر
کچھ نہ آؤں غیر دلبر کے نظر
تاکہ فارغ ہوں ز قید ماسوا
چھوڑ پیا لون کو لگا دو منہ سے خم
کرنا ہے تسبیح اسکی دل مرا
کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور
جیف ہو صد حیف کھوئی عمر سب
کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز
عمر علم رسم میں گزری مری
اُس سے کچھ حاصل نہ خط اور خال ہو

دل کو کرنا ہی یہ مُرد سے تر
طبع کو افسردگی بستے دام
علم کان برتن زنی مارے بود
خجج تو نے علم گزین پر کیسا
علم سے کرے صفائی دل کی یار
علم حق ہے جان علم عاشقی
عاشقی کا حکم حق ہے اور درست
جسکے دل میں ہونہ الفت یار کی
ہونہ جس دل میں محبت کا اثر
جسکے دل میں ہونہ مہر گل خان
راز باطن اس سے کب تجھ پر باز
علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے
جو کوئی قربان نہ ہو وے یار پر
جونہ ہو وے مبتلاے ماہ رو
جس کسی کے ہونہ دل میں مہر یار
الغرض اس علم رسمی میں انجی
علم دین ہے فقہ و تفسیر و حدیث
عمر کے تیرے کوئی پوچھے اگر
سُن تو اس ہفتہ میں اے محمد خدا
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
یہ علوم اور یہ خیالات صُور

کچھ نہیں حاصل ہو اس سے جزو خط
مولوی باور نہ رکھے بھر کلام
علم کان بردل زنی یا ہے بود
ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا
ہے وہی بھر تیرا یار و غمساار
ما بقی ہے مگر ابلیس شقی
اور سو اسکے میں سے علم مست
ہے بلا شک وہ تو قابل ناکر کی
ہے خدا کی مار اُس سب پر پست
کنہ انبان ہو وہ پر از استخوان
گو ترے شاگرد ہوں تو فخر رسا
راز باطن اُس سے کب تجھ پر ہلا
اس کا لائق ہو حیدر ہوش سے سر
نام اُسکا لوح انسانی سے دھو
اُسے لائق ہے کہ ہو یا لان کا بار
کھو چکا تو عمر اپنے کام کی
جو سو اسکے پڑھے ہو وہ حبیب
سات دن باقی ہیں امین شکر
اب پڑھے گا علم مبتلا کو نسا
مہندسہ یار نعل اعدا و دروم
فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر

جو ہودل خالی رشتہ دہراں
دل کو علم عشق سے خالی اگر
سنگ استنجا شیطان ہودہ دل
جھٹ ہورکھتا ہے جو تو اسے دل
لوح دل سے فضلہ شیطان دھو
جہذ خوانی حکمت یونیاں
پڑھ چکا تو حکمت یونیاں
علم معقولات بے بنیاد ہو
بحث خود صرف میں کی عمر صرف
دل کو روشن کر بانوار جلی
فخر رازی اور ارسطو بولے
ان کو جو پڑھتا ہو تو اوزرشت خو
سرور عالم شہ ہر دوسرا
سور ارسطائیس سور بولے
مومنوں کے جھوٹے شفا
کھالیا ہو زہر اگر تو نے ذرا
سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر
کب تلک افسوس زاری بشار
کب تلک بہودگی سے گفتگو
کب تلک اس فکر باطل میں بھلا
فکر کر اس کا جو تیرا یار ہو

سنگ استنجا شیطان سکوجان
دیکھتا ہے بے جا بلک غور کر
دل انہیں پر ہے شرت آہ گل
سنگ استنجا دیوانہ زنبول
اے مدرس درس عشق ہم گو
حکمت ایمانیان راہم بخوان
حکمت ایمانیوں کو بھی تو جان
مغز کو خالی کرے گانا کہے
ابو فصل عشق سے پڑھیک و حرف
کیون بنا ہے کاسہ لیس بولے
ہین یہ باطل اور اسکے علم بھی
خوک اور گتوں کا جھوٹا کھانا تو
کتابے مومن کے جھوٹے کوشفا
کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
کافرون کا جھوٹا ہو زہر اور بلا
جا کے کھا تریاق تا ہو و س شفا
دل کو تو آلودگی سے پاک کر
شرم کر حق اور نبی سے اتویار
تو کرے گا اب بتاے زشت خو
تو رہیگا مبتلا اے جیا
درد و غم کا تیرے حامی کارہو

کہتا تھا کیا خوب از یوسف طرب
 قول کہ مردِ عرب کا مجھ سے تو
 عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقہ
 دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
 یعنی اس مضمون کو جی جان سے
 مدرسہ میں رہ کے یون لیل نہار
 جز خیال اور وسوسہ ایسا بکار
 عمر با تون میں کری ناحق تمام
 تم نے کھوئی رائگان لے بے تمیز
 جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا
 جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
 لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
 کچھ نہیں عقبتی میں اب تم کو نصیب
 علم جو دیوے نہ عقبتی میں نجات
 دے تو اب امداد کو بہر کرم
 یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

سُن دف و نس سے وہ کل مردِ عرب
 گوش جان سے سُن ذرا لے نیکِ خو
 تھا عرب میں ایک مردِ خوش ادا
 ابیکن فرحت سے وہ بے بیخ و غم
 اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے
 ہو دے تم قوم اسے مردانِ کار
 کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار
 جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام
 حق حق و بق بق میں یہ عمر عزیز
 پر کبھی تم نے نہ ذکر اس کا گیس
 ذکر میں اور فکر میں غیر نکے آہ
 جھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا
 ہے تمہارا ذکر در غیر انجیب
 لوح دل سے دھو اے ای نیکذات
 ساقیا یک جرءہ از جامِ قدم
 تا کرے شق پردہ بیندار کو

نیز استان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلافت سے ہے

ہو وہ قیل و قال سے عزلت گرین
 اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہو کیا
 خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہو کیا
 کیون پھرے ہو چون گدایانِ دربند

جس کو دے توفیق رب العالمین
 تجکو خلوت میں ہو عزت لے فنا
 جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا
 دامن عزت سے پامت کر پڑا

گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر
جو تو دیو نفس سے پائے امان
جس طرح پر یان جو رہتی ہیں جھپی
اسطرح جب دور ہو تو خلق سے
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پر
ہو دے کب حاصل تجھے راہِ خدا
جو تو چلے عزت دنیا و دین
جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیلِ قدر
چھپ ہی ہو جو شبِ قدر اور فنا
ہے نہاں جو اسمِ اعظم اکیلے
ہو تو گر عالم سے پناہ لے ولی
بیٹھ جا گوشہ میں اور فرزا نہ مرد
کنج مقصد ہو یہ خلوت لے پسر
علم بن مت بیٹھ گوشہ میں فنا
اور بڑا ہے علم بھی بے زہد کے
اسے یاد آ یا مجھے قصہ لطیف

۱۳۷

پھر قدم ہر گز کبھی باہر نہ دھر
جا پری کی طرح سے ہو جاننا
دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں کجی
نفس و شیطان کے ہاتھوں سے بچے
تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر
جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا
خلوتے از مردم دنیا گزین
ہو گیا وہ دو جہان کا پیشوا
ہو گئی وہ رشکِ صد خورشید بر
اسیے مقبول ہے پیشِ خدا
سائے ناموں کا وہی سردار ہو
لیلِ قدر اور اسمِ اعظم ہے تو ہی
اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد
لیک علم اور زہد ہو دین جمع کر
اس میں ذلت ہے تجھے بے انتہا
تو سمجھا سکو ذرہ اسے نہک پے
غور سے سن اسکو اسے مردِ شریف

حکایت ایک عابدِ جبال کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

عالم و فاضل ولی صاحبِ کمال
متقی و پارسا و مختشم
صورت ظاہر میں مانند قمر

تھا کسی جا ایک مردِ خوشحال
عالیٰ ذرا ہنسی اہلِ کرم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا اک پسر

لیک باطن میں تھا بد اور نشت خو
 بیخ تھا اس بات سے اُس شیخ پر
 علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
 بھاگتا تھا پڑھنے سے ایدھر اُدھر
 نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عا
 کرتا تھا رکس اُسکے وہ سپر
 باپ اُسکے کس اے بچیا
 دور ہو جا پاس سے میرے کہیں
 گاؤں بھی تجربہ رکھتے ہیں شرف
 دین و دنیا میں نہ کام آئے مر
 نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا
 ہے خوشی میری بھی یوں ہی اوپر
 جلد چلو آج رخصت کیجیے
 اور خرچ راہ بھی کچھ دیجیے
 تو تیرے اُسے میں اپنی کروں
 کر دیا تیار اسباب سفر
 اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
 ساتھ اُسکے کر دیے اور یوں کہا
 پھر قدم ہرگز نہ رکھو تو اُدھر
 پھر نہ منہ اس طرف کو اُسے کیا
 نوکری کی جستجو کرنے لگا

گرچہ ظاہر میں تھا از بس خوب رو
 تا خلف تھا حد سے زیادہ وہ سپر
 الفت پیری سے پرانی نیک بے
 اپنی کم سختی سے لیکن وہ سپر
 کرتا تھا محبت بد و نیک اختیار
 کہتا تھا جس بات کو اُسکا پدر
 آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا
 جو کہ تجھ کو لکھنا اور پڑھنا نہیں
 میں نہیں دیکھا ہوں تجھ سے ناخلف
 ایسے نالائق سے کیا اُمید ہو
 دور ہو گھر سے نکل اے بچیا
 بے حیائی سے یہ بولا وہ سپر
 عرض کی اُسے کہ حضرت خوب ہے
 ایک گھوڑا خوب سالے دیجیے
 تاکہ جب تک میں کہیں نوکر نہ ہوں
 سکے اُسکے باپ نے پھر جلد تر
 ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا
 اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا
 جا تر ا حافظ خدا اے بد گھر
 ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا
 شہر دہر بدر پھرنے لگا

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجوان
 کہتے ہیں اُس شہر میں تھا ایک امیر
 اُس امیر نیک کی لے خوش ادا
 دے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو
 عرض کی اُسے جون ہی جا کر کہا
 ایک مدت تک سوار و نہیں رہا
 پھر جو کی قسمت نے اسکی یاوہی
 چند عرصہ میں ہوا وہ نوجوان
 عیش و عشرت میں وہ رہنے لگا
 ایک مدت تک ہا اس رتبہ پر
 اُس سپہر کی جس کھڑی امینک نام
 کی فضائے جو نظر نوعِ دیگر
 نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ
 نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ
 رہ گیا حبیباً کہ تھا پہلے وہ مرد
 ہاتھ سے تقدیر کے وہ مینوا
 پھر بنا تھا صحرا بہ صحرا در بدر
 پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد
 دن کو تو اُس شہر میں پھر نہ رہا
 تا مسافر جانکر اُس شخص کو
 الغرض کی رات مسجد میں بسر

۱۳۹

ایک شہر کے بیچ پہونچا ناگمان
 صاحبِ حُثمت امیر بے نظیر
 نوکری کا تھا قلم جاری سدا
 اُس کو نوکرا پنا کر لیتا تھا وہ
 نام اُسکا جھٹ سوار و نہیں لکھا
 ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا
 فوج ساری کا ہوا افسر ہی
 صاحبِ حُثمت امیر کامران
 بے غم و بے رنج و بے محنت سدا
 جب تلک جاہ خدائے وہ سپر
 عیش و عشرت کی ہوئی مدت نام
 دم کے دم میں ہو گیا زیر و زبر
 ناوہ دولت ناوہ حُثمت ناوہ جاہ
 دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ
 مفلس و مسکین پھر باسوز و درد
 ٹھوکرین کھانا پھرے تھا جا بجا
 فقر و فاقہ سے وے خستہ جگر
 ایک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد
 رات کو جا ایک مسجد میں پڑا
 نے کھلا کھانا کوئی مرد نکموا
 ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر

صبح ہوتے ہی دھڑ دھڑا
سوچنے دل میں لگا اپنے جوان
تھا اسی حالت میں وہ مرد گدا
ہینکر پو شاک اور گھر سے نکل
اپنے اپنے گھر سے ہر کمردوزن
اُس جوان کے دل میں یہ کیا خیال
ہو رہا ہو آج صبح امین یہ کیا
کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مرد خدا
عقرباں اُس شہر کے اک کوہ تھا
غار کے اندر ہی اندر وہ گدا
حق تعالیٰ اُس کو قدرت سے مدام
ایسے اُس غار سے باہر انہی
اُسکا بعد اک سال کے معمول تھا
تھا معین ایک دن ہر سال میں
کوہ کی چوٹی پر آکر بیٹھا
خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے
منزلوں سے آتی تھی خلق خدا
تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید
اور کچھ خیرات بھی کہتے تھے وہاں
الغرض اُس دن اسی معمول پر
یہ جوان بھی تھا دھین حیران کھڑا

باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا
یا الہی اب بتا جاؤں کمان
دیکھتا کیا ہے کہ اک خلق خدا
جاتی ہے جنگل کو دوری بڑی خلل
جانب صحرا روان ہے بے سخن
دیکھ تو بھی ذرہ چل کر کے حال
بے محابا جو ہر جگہ ہے حبلا
ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا
اسمین اک درویش رہتا تھا سدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا
بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام
وہ فقیر ہر گز نہ نکلے تھا کبھی
غار سے باہر نکل کر بیٹھا
باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں
آپ کو دکھلا تا سب کو دیکھتا
جمع ہوتی تھی تنے اُس کوہ کے
اُس کی زیارت کے لیے اُس دن
وہاں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید
لائی اپنے ہر کبیر و میر جو ان
جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر
دیکھے ہونے بان کیا ماجرا

جائے

لے من اک شور خلق سے اٹھا
دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر
اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے
اپنے اپنے مدعا کے واسطے
اور وہ درویش بھی باالتجا
الغرض اُسدن صبح سے تا بنام
شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہوا
خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی
سوچے جی من لگا اپنے جو ان
آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا
کر بسچوں توں یہاں اس رات کو
کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر پیر
جب گئی تھوڑی سی رات اُسے نین
کیون بڑا تنہا یہاں اے پر خلل
گرنے لگے کچھ عقل ہے اے ہونیار
صحبت درویش سے مسرور رہ
حُب درویشان کلیدِ حُبست
دوست درویشوں کا ہو وِضعتی
چلے اُس درویش کی خدمت میں اب
واسطے دُنیا کے کیون اے پیغمبر
کیا ہو حاصلِ رنج لے جانا کچھ

آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا
دور سے کرتا تھا زیارت ہر شہر
بس دعا ہی خیر سب چھوٹے بڑے
لوگ اُس سے ہی دعا کرتے تھے
اُنکے حق میں مانگنا حق سے دعا
تھا رہا اُس کو وہ گے گرد از دحام
اُٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا
رہ گیا وہاں وہ جو ان اجنبی
میں جلالِ دل بنا جاؤں کہاں
تو کرے گا شہر میں جا کر کے کیا
صبح کو بھر دیکھیے جو ہو سو ہو
پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر
دل میں اُسکے یہ خیال آیا وہین
اُٹھے اُس درویش کی خدمت میں چل
کر تودرویشوں کی خدمت اختیار
یاورساری خلق سے بس دور رہ
دشمن ایشان منرا ی لمنست
دشمن اُنکا ہو بلا شک دوزخی
سیکھ کچھ راہ خدا ہے ادب
ٹھو کرین کھانا پھرے ہو در بدر
آخر اک دن یا ر مر جانا تجھے

آخرت کے کار سے غافل نہ ہو
 دلمین اپنے بخت کر کے خیال
 اعتقادِ دل سے وہ لے نیک بچ
 دیکھ کر درویش بولا لے جو ان
 عرض کی اُس نے کہ اس پر ہوا
 اور تجھ کو چاہتا ہے کچھ نہیں
 یہ کہا درویش نے اور جو ان
 میری خدمت میں رہ کر توست
 بے گئے خدمت کوئی پاتا نہیں
 ہر کہ خدمت کر دے اور محروم شد
 جس نے خدمت کی ہو محروم وہ
 جو مجھے خدمت پسند آئی تری
 جہل سے اپنے وہ درویش غبی
 جہل سے بدتر نہیں ہو کوئی ہے
 جہل سے ہو دلمین سخت اور غرور
 جہل تن میں اک بلا ہے جان ہو
 ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور
 تو بھی احوال ادا کر ہے ہو شیار
 تیرے مانند تو جاہل سے بھلا
 ہو بیان جاہل سے اکثر کام بد
 جب تک زندہ ہو جاہل خوار ہے

دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو
 غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
 جا کے قدم پر پڑا درویش کے
 کیا ترا مطلب ہے کہ مجھ سے بیان
 ہے مجھے مطلوب اب راہ خدا
 راہ حق بتلائے میرے تین
 گر یہی منظور ہے تو رہ بیان
 تا ترا مقصود بر لاوے خدا
 خدمتی محروم اب جاتا نہیں
 ہر کہ خود را دید اور محروم شد
 کی خودی جسے رہا محروم وہ
 ایک دم میں تجھ کو درد لگا ولی
 آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی
 جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
 رہتا ہو جاہل سدا رحمت کے دور
 آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہو
 جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور
 صحبت جاہل نہ کرنا اختیار
 جاہلوں کی ہو صحبت مثل آگ
 آخرت میں اُس کا ہوا انجام بد
 عاقبت اُس کا ٹھکانا رہے

جہل سے اپنے گدائے آہ آہ
 جہل کا اُسکے کروٹیں گریبان
 الغرض پھر وہ جوان با صد خوشی
 پاس اُس درویش کے رہنے لگا
 جو کہ فرماتا تھا سیر اُسکے تئیں
 ایک مدت جب غمی اُسکو گذر
 ایک دن درویش نے اسکو انہی
 سہ طرح کی گفتگو کرنے لگا
 اُس جوان نے خوش جو پایا سیر کو
 ہو جو گستاخی مری اسدم معاف
 یہ کہا درویش نے اسے نو جوان
 عرض کی اُسے کہ یہ جو آپ کی
 اس کو ہم وقت وضو اور غسل کے
 دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے
 دونوں باتوں کا مجھے دیجیے جو ہے
 یہ کہا درویش نے اُسے پار غار
 یہ کیا تھا عہد میں نے اُس گھڑی
 میں کرونگا نفس کے برعکس کار
 اس سب سے رات دن میں بڑا
 ناک کی بتی کا سن مجھ سے سب
 یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے

غیر کو ناحق کیا یا ر و ن ب ا ہ
 تہقہ مارے ہر اک سیر و جوان
 پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی
 اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
 جان دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہیں
 پاس اُس درویش کے امیہ پڑو
 سامنے اپنے بٹھایا باخوشی
 اُس جوان سے وہ فقیر بے نوا
 عرض کی اُسے کہ اسے فرزندہ خو
 عرض خدمت میں کرو نہیں صاف صفا
 جو تزلزل چاہے کر مجھ سے بیان
 آنکھ پر ہے موم کی نمک لگی
 دور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے
 اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
 تاکہ ہو موقوف دل کلچ و تاب
 جبکہ کی میں نے فقیری اختیار
 جب تلک باقی ہو جی میں سیر جی
 گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
 برخلاف نفس کرتا ہوں سدا
 نفس نے اک بار کی خوشبو طلب
 عطر مجموعہ کا محبو چاہیے

میں نے بدلے عطر کے لی اوسیر
 تاکر اوسے نفس قابو میں تمام
 اور سن تو دوسرا مجھ سے یہ اب
 بند میں نے آنکھ کو یوں کر دیا
 کیونکہ دوسے دیکھتے ہیں جس قدر
 اسلئے کافی ہے تجکو ایک بھی
 بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر
 اس قدر نکلیا جمائی موم کی
 سنکے یہ باتیں جو ان نے یوں کہا
 عالم وفا فصل ہے پر میرا پر
 غسل کرنے سے جنابت کے بھی
 اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ
 کیونکہ دھونا فرض ہو گا جسم سب
 اور تیرا عضو سارا اے عزیز
 یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے
 دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی
 کس طرح تیری ناز ہو و درست
 اسکے اوپر آپ کو ابل و فقیر
 لیے علون سے خدا دیوے پناہ
 اس طرح کے زہد و تقویٰ سے ترے
 سنکے یہ باتیں جو ان سے وہ گدا

گوہ کی بتی ناک میں اُس دن دھر
 ایسے ایسے کرتا ہوں کام
 آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب
 حق کی نعمت میں نہ ہوا سرف تا
 ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر
 گرچہ میں نے بند کر لی دوسری
 تاکھلے ہرگز نہ یہ پھر عجب
 حشر تک ہرگز نہ اُترے گی کبھی
 گرچہ میں جاہل ہوں اے مرد خدا
 اس سے میں اکثر سُنی ہو یہ خبر
 خشک رہ جائے اگر اک بال بھی
 گو کرے تو بارتن کو شست و شو
 گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہو کب
 خشک رہتا ہو سدا کرے نینر
 خشک ہتی ہو یہ بچے موم کے
 ایک بتی گوہ کی جو حد سے ٹری
 جب تلک غسل وضو ہو نہ جیت
 کہتا ہو توصاف پاک اور بے نظیر
 دین و دنیا جو کرے دونوں تباہ
 یہ ترا خادم بہت حیران ہے
 دلیں کر انصاف اور چپ رہ گیا

لئے سخت کے ہوا ایسا حقیر
 اُس جوان کے سامنے اس دم فقیر
 بھر یہ اپنے دل سے لئے یون کہا
 اس جوان کو اپنا تو مرشد بنا
 اس جنابت کو بدن سے دور کر
 باندھ بھرتی کی عبادت میں کمر
 کی ادا اس وقت جو اُس نے نماز
 جکا کچھ ہوتا نہیں ہے انتہا
 پہلے اس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
 اُس جوان کو پاس لینے یون کہا
 پھر سکھایا کہ یہاں آ کر نہ مجھے
 اس لیے پڑھنے کو کہتا ہوں نہ تجھے
 جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیسا
 ہو گیا درویش راہ راست پر
 عالم و زاہد وئی بے بدل
 جب ہوا مقبول درگاہ خدا
 رکھ سکے کب رہ میں غریب کے قدم
 دھوئے زنگ گر ہی دل سے ترے
 ماسوا دلبر کے دلیں جو ہے شے
 زندہ وہ شے ہے کہ سب کو فنا
 اور دلیں خوف و ڈر ظاہر کرے

زانوؤں میں رکھ لے مرا پنا فقیر
 شیر کے آگے ہوں جون رو باہر
 ایک عرصہ تک تامل میں رہا
 کر کے تو انصاف ایدل اب ذرا
 اٹھ بیان سے کر کے توبہ جلد تر
 غسل کامل اور وضو کو چیت کر
 الغرض نہادھو کے اٹھ کر با نیاز
 وہ مزہ او خط اُسے حاصل ہوا
 وہ تجلی اُس گھڑی حاصل ہوئی
 ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا
 علم دین جا کر کے پڑھ تو شہر سے
 شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے
 اُس جوان نے سنتے ہی جھٹ بڑا
 سیکھنے سے علم کے اس بہرہ ور
 ہو گیا درویش بھر تو بے خلل
 ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا
 ہونا علم اور زہد آپس میں ہسم
 علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے
 زہد وہ ہے جو اٹھائے پیچ سے
 جو جو ہے دل میں بواحق کے بھرا
 یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے

<p>علم حق جنکو کیا حق نے عطا کتاب حق دیکھ لے قرآن میں عالم و عامل ہیں جو بندے مرے ایٹما کجی قرآن میں پڑھو جان جا حدیث کو علم کیم یاد کر جاننا ہوں میں جو تم جا نو بھی روتے روتے غم سے دوتالے بہا ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا جلد دے امداد کے ٹھہرے لگا در دے ہو درد اُس کے کی دوا ہجوم دوز در چہ راغ بود</p>	<p>ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا ایٹما کجی ہے انکی شان میں یہی ہے اب بہت ڈرتے ہیں وہ حشیدہ اللہ کو نشانِ علم جان دل کو علم خوف سے آبا دکر یہی فرماتے ہیں یہ حضرت نبی ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ برسلا ساقیا وہ جام اب مجھکو پلا در دو غم سے کر کے پڑا کر جام لا تا کہ دردیار جا دل میں سما علم کان بہر کاغذ و باغ بود</p>
<p>۱۳۶</p>	<p>اسی استان میں مذمت اُن علما کی ہو جو مشابہت رکھتے ہیں اُمرا کی اور دور رہتے ہیں فقرا سے</p>
<p>نے زباغ و زلغ واسطے گا وخر فقر سے ہو زیب و زینت علم کی فقر و فاقہ عالموں کا غم ہے حشمت دنیا ہے ذلت علم کی مومنوں کا فقر ہی معراج ہے اُسکو اسبابِ جہان سے زیب ہے حشمت و مال و منال دُنیوی ہوگا تو آراستہ اسے نامور</p>	<p>فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبی علم کی عزت بلا شک فقر ہے فقر و فاقہ سے ہے عزت علم کی فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے مولوی کو یہ گمان لا زیب ہو علم کا نقصان ہو حضرت مولوی قائم و خرب تلک یون پسکر</p>

۱۳۶
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اور کب تک مرغ و ماہی سے انھی
 آپ کو انصاف لے صاحب کمال
 اس قدر مال و منال اسے با ادب
 تنہا مشقت گر کرے ہو ہو نہ حال
 آسین بس اتنا تکلف ہو ضرور
 موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو
 اور یہ تیرا اس قدر مال و منال
 مال و ملک دولت و باغ و بہار
 تان و دلو اتند و شکر قورما
 جیکے اوپر آپ کو کہتے ہو ودا
 علم دین سے یوں کرو جھنڈا کھڑا
 ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہ ناک
 آخر تنہا کچھ کرے دین سے بری
 مال و ملک دولت و باغ و چین
 ایک لقمہ بھی جو کھاے شبنام
 اور یہ لقمہ آخر تن سے نیک نام
 تھکوا مال و جاہ پر مقنون کرے
 تو تو اس لقمہ کو کھاوے بے شبہ
 ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے عین
 تو بڑائی اور خباثت بدر کی
 یعنی اک دانہ ہو اگر شبہ ناک

تو کر لگا زریب و زریب و زینت خلو کی
 ہو میرے کب تک یہ از حلال و
 جزو زریب و مکر کے ہو جمع کتب
 آف کتب کچھ ہاتھ میں مال حلال
 جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
 اس سے زیادہ ہو نہ پھر تنہا کھو
 جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
 مسند و تکیہ و خانہ زر و نگار
 ہو میرے شبہ کیونکر بھلا
 عالم و فاضل ہیں ہم با اتقا
 اور کھانا پھرنا ہو اس طرح کا
 تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک
 یہ تن آرائی و یہ تن پروری
 سب یہ گردن میں پڑینگے طوق بن
 خاک کھا اور ڈال تو دانہ تو نہ چاک
 زہر قاتل ہو ترے حق میں نام
 نور عرفان دل سے وہ نیر کرے
 دین اور ایمان ترا کھاتا ہے یہ
 انڈر انڈر جی طرح لکڑی کو گھٹن
 شبہ کے لقمہ کو سن مجھ سے انھی
 اسکو لیکر حضرت ابراہیم پاک

لیکن یوں تعظیم اور عزت سے جا
 سخن اسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
 دور کیسچین آب زفرم سے اسے
 اور اسے کاٹنے کے واسطے
 اور یسین حضرت خیر النبا
 اور گوندھین اسکو حورین صفتی
 اور خمیر اسکے پر پڑھیے بے عدد
 اور جلا دین لائے حضرت جبریل
 اور چوکنین اسکی دمہ دم
 اور بکاوین حضرت مریم اسے
 اور گرچہ تو پڑے لے ہو نثار
 گرچہ اسپر ایسے ایسے ہوں عمل
 باوجود ایسی کرنا توں کے یار
 آخرش خاصیت اسکی جب کھلے
 راہ طاعت من تجھے بجان کرے
 راہ جنت کی چھڑا کر بے خلاف
 در دین کا ہے تجھے اپنے اگر
 ورنہ ہو گا دین میرا سب تباہ
 کر کے محنت اور مشقت باکمال
 اس ہوا و حرص سے تو در گذر
 جو نہ ہو دے جاۓ اطلس تجھے

بو وین کعبہ کے حرم میں بر ملا
 اور گاؤ چرخ سے بونا کرے
 حضرت ابراہیم اگر پے پے
 آہن نو سے اگر دانتی بنے
 حجر اسود سے بنا کر آسیا
 باخوشی کوثر کے پانی سے انخی
 فاتحہ یا قل ہو اللہ احد
 لکڑیاں طوبی کی جھٹ بے قائل
 حضرت عیسیٰ بنی محترم
 نوح کے تور میں اسے نیک پے
 اسے ہر لقمہ پر بسم اللہ نہار
 پر نہ اس لقمہ کا کچھ جاوے خل
 وہ خباثت اسکی ہو پھر آشکار
 وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے
 خانہ دین کو ترے دیران کو
 راہ دونخ کی بتا دے تجھ کو صف
 جلد اسکا کر علاج لے بے خبر
 کر علاج اس کا ذرہ بہر اکہ
 جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال
 کر قناعت بیشہ مت پھر در بدر
 تن کے دھٹکے کو ہر کلی بس تجھے

ہونہ گر کجباب و مخمل گلبند
 نان و حلوا قورمہ زرد ایلاد
 ہون نہ یہ کھانے اگر باقند و مشک
 سونے چاندی کے نہ ہون برتن اگر
 اور نہ ہو دے گر پیالہ زر زتاب
 اور سحرے آبخورے گر نہ ہون
 اور نہ ہو وین سب گرزین جام
 گھوڑا ہاتھی اونٹ خیر جو نہو
 جو نہ ہوے دور باش ز پیش و پس
 لیجے گر ہو وین نہ تیرے باوقار
 اس سے بہتر ہے کے تجکو ضرور
 اور نہ ہون گر خانہاے زر نگار
 ہونہ گردا لان کو ٹھا کو ٹھری
 اور نہ ہو وین فرش گر ابریشمین
 مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
 واسطے ڈاڑھی کے گر گنگنی ہو
 اس جہان میں ہو تو چند اک و زکو
 الغرض جس چیز کا چاہے یہاں
 جسکا چاہے تو جہان میں ہو عرض
 اور جہان میں بے عوض ہو جان تو
 عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یا ر

اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن
 اور بریانی سبخن نان باؤ
 تجکو کافی ہے پیاز و نان خشک
 مٹی کی صحنک بھی کافی ہو مگر
 کف سے پی سکتا ہو اپنے یار کب
 پی سکے ہے یار پانی چلو وں
 با پیادہ چل سکے ہے چند گام
 چل سکے ہے با پیادہ یار تو
 دور باش نفرت خلق از تو بس
 آگے اور پیچھے نقیب اور چویدار
 سارا عام ہر طرف سے دور دو
 کر سکے ہے زندگی در کج غار
 رہنے کو کافی ہو خس کی جھوڑی
 بوسے کہ نہ ہو گوشہ نشین
 رکھ کے پتھر کے نیچے یار سو
 انگلیوں سے گنگنی کر سکتا ہو تو
 بن کے پھل سے کر سب اوقات کو
 ہو سکے ہو اسکا بدلہ بیکان
 تجکو حاصل اسکا بدلہ ہو عرض
 قدر اپنی عمر کی پہچان تو
 اسکو ہاتھوں سے نہ کھوے ہو یار

چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
یار کے کوچہ میں قربان جان و تن

ساقیا ہر خدا وہ جام و س
تا کرے آئندہ جا کر بے لکھن

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور مسیح اشارہ قبول کرتا ہے۔ لے کے

اِنَّ اللّٰهَ يَأْتِرُكُمْ اَنْ تَذٰلِكَ بِمُحُوْلِ الْبَرِّ اَصْفَادُ وَاِخْلَاصُ كَيْسَاتِ

دوستی میں اپنی گرفتار است ہو
تن کو جلنے ہو کہ سنگ راہ ہو
جو کوئی اس سے واقف ہوا
جان دی جس نے پلے دلربا
یار کے قدموں پہ جس نے جان دی
گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
جاؤ ان بن ذالک پڑھو ان
اُسکی قربانی نہ ہوے جان تو
یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو
بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
ہر دین کچھ بھی نہ لی تو نے شباب
کچھ کیا حق کے لیے تو نے نہ کام
نے کیا تا کام آوے لے جو د
کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی
ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین

خروج جان اپنی کرواے عاشقو
جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہو
ٹھو کرین کھانا ہو سب کی وہ سا
گیند دولت کا وہ آخر لے گیا
دو جان سے اُسے بازی جیت لی
گر حیات اور عیش خوش چاہے ہو یا
کر جوانی میں نثار دوست جان
یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو
کر جوانی میں تو قربان آپ کو
جو ہوا بوڑھا اگر ان جانی نہ کر
سب ہوے برباد ایام شباب
دن جوانی کے ہوے آخر نام
گذرا بن بچا ہ سے اور اک سچو
ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی
عمر تیری کام کی گذری ہے آ
تا کہ کام آتا وہ تیرے ہم دین

اب بھی تولدِ عنذیب کہنے سال
جو کیا نالہ نہ در فصل بہار
اب بھی تو بہرِ خدا سے بے خبر
عجز سے رو کر خدا کے روبرو
جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام
تاکہ تو جانے زبان کا سودیا
غرقِ دریا سے گناہی تاب کے
غرقِ دریا میں گناہوں کے بھلا
اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہ
گوشِ جان سے پیہ غفلتِ نکال
حضرت آدمؑ کہ دادا سے کہے تھے
اور فرشتوں نے انھیں سجدہ کیا
اک گنہ کرتے ہی سن اُنکو کہا
تو طمع رکھتا ہو با چندین گناہ
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال
جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر
قد سے گذرا انتظار اب ساقیا
عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے

کر شروع آہ و فغان چیز بے نال
کر ادا اس کو خزان میں زہنہار
اس بڑھاپے کو غنیمت جانتے
توبہ و استغفار کر ہر خطہ تو
کر ادا اسکو بڑھاپے میں تمام
تھے گنہ تو نقد اور توبہ اُدھار
وز معاصی و رو سیاہی تاب کے
تو رہیگا کب تک تجھ کو بتا
کب تک رکھے گا احوالِ تباہ
جد امجد کا تو سن بھر مجھ سے حال
اور خلیفہ تھے خدا کے جان لے
دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا
مذہبی مذہب بکل اب یان سے جا
داخل جنت ہو تو اسے رو سیاہ
حق نے جنت سے دیا پھر دورِ دال
کس طرح جنت میں ہوا سکا گذر
کر مدیہ وقت سے امداد کا
اب تو مست محروم رکھ دیدار سے

۱۵۱

اس انسان میں بیان ہو مراد قول نبی صلعم کی حُبِّ الوطن من الایمان
اور یہ کہ کیا غرض ہو اس سے

سب سے غیبی سے دہنا ا سید ہیں

قد میں عسبان کی جو فید ہیں

جو گناہوں کے پڑے ہیں جال میں
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی
لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بد
بند تن کو تو زندان سے نکل
اٹھ توجہ کر سوے ملک نعیم
اٹھ کمین بہر خدا ملک سوچ تو
یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
ظاہر اور باطن یہ علمے نیک تن
یہ وطن ہندو عراق و شام کے
یہ وطن دنیا کے ہیں سب راخی
دوستی دنیا کی سر ہے ہر خطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار
نیک طالع ہیں ہی اسے نیک تن
ہیں سعادت مند جو سب چھوڑ کر
اس وطن میں ہونگے جان اک سفر
دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار
شہر تین میں اس قدر تو آ پھنسا
اس وطن میں ہو جو یہ خود بوطین
موڑ منہ اور تن سے جان کو شاد کر
چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا

یار کے دیدار سے محروم ہیں
قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
ان کی گردن میں ہو جلی گزشتہ
یار کے کوچہ کو اٹھ کر جلد چل
یاد کر او طمان اور عبد قدیم
یار کے کوچہ کو اور اس عہد کو
راہ لے کوچہ کی اس کے جلد تر
کہتے ہیں ایمان سے ہو تپ وطن
وہ وطن ہو اور جس کا نام نے
کب کرے تعریف دنیا کی نبی
ہو خطا سے کب تنھے ایمان عطا
دو جہان کا ہوتا ہو سردار وہ
اس وطن کو نفس پر ہو کر سوار
جنگ و غلبت ہے سوے اصلی وطن
رکتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر
جون مسافر جا ہیے کر نا گذر
کر لیا تو نے وطن ہی اختیار
اس وطن کو کر دیا دل سے جدا
توڑ اکب تک رہیگا خستہ تن
اپنا تو اصلی وطن آباد کر
کوئی ویرانہ میں رہتا ہو پڑا

ہے یہ دُنیا خانہ ویران یار
 ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر
 ہے یہ جنت واسطے کفار کے
 اور مومن کو ہر زندان یہ جہان
 فکر کرا لیبی کوئی اس بے خبر
 آشیانہ ہو ترا عرشیں برین
 چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار
 کیون خراب آباد میں ہو تو پڑا
 کب تلک اے شاہ باز پر قلعہ
 چف ہے صد حیف لے حصہ ہر
 کتلک اے ہند ہر شہر سبا
 کر کے کوشش بند پاسے دور کر
 کیون پڑا خالی کنوین مین سر کبل
 تا عزیز مصر ربانی ہو تو
 اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر
 ایک دانہ کے لیے اس زشت خو
 واسطے تصویر بجان کے میان
 پھر ہے دلمین خیالات چل
 لوح دل سے سب خیالات کو دھو
 یار ہر جانی نہ بن اسے یوفا
 جب نہ تجھ کو ہو پسند ہر جانی یار

۱۵۳

اس کو نادان ہی کرے ہے اختیار
 اُلو وں اور چنڈ وں کے پہنے کا کمر
 ظالم و فاسق و بد اطوار کے
 عیش اور آرام زندان مین کہاں
 تاکہ تو اس قید سے ہو دے بد
 تو پڑے قید مین اندر زمین
 اس نجاست پر ہو تو مفتون یار
 دیکھ چل گلزار کئی آب و ہوا
 تو رہیگا دور از اقلیم روح
 ایسے دیرانے مین کھوے بالی و پر
 تو رہیگا اس سفر مین بستہ پا
 اور اُڑا تو آب کو پھر عرش پر
 گر تو یوسف ہے کنوین سے آنکھل
 جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
 ہو گیا مفتون تو اسے خیر ہر
 جال مین تو نے پھنسا یا آپ کو
 آپ کو رسوا کیا اندر جہان
 ذکر و فکر حق بھلا اس مین کہاں
 جان سے اک یار پر مفتون ہو
 خالصاً اک دلربا سے دل لگا
 کیون نہ ہو بیزار اس سے کردگار

ایک سو ہو کر یہ سن مجھ سے مثال تاکہ ہو معلوم تجھ کو سب یہ حال
حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی

تھی اک عورت خوبصورت نازنین
زلف درخشاں و لب کے رشک چور
ایک دن باناز و با صد کر و فر
اتفاقاً سوختہ دل اک جوان
اُس پر ہی کا دیکھ کر حسن و جمال
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار
اُسکو یوں مجنون و شیدا دیکھ کر
یوں کہا زن نے اُسے لے سادہ
کیون کھڑا ہو کسا تجھ کو دھیان ہے
جایمان سے دیکھ اپنا کام کر
اُس جوان نے یوں کہا جانِ جان
عشق تیرا لے گیا لے میری جان
عشق نے تیرے مجھے بچو دیکھا
یہ کہا زن نے اُسے اسے بخیر
حسنِ بین بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار
دیکھ اُسے ہلکے ذرہ لے سادہ رو
سن کے یہ اور چھوڑ کر اُسکو وہ خاں
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر
اک طمانچہ اُسکے منہ پر مار کر

سیرتِ نازک بدن اور مہرِ حسین
جس کی الفتیں دل اک عالم کا چور
ایک کو چہین ہوا اُسکا گزر
دیکھ اُسکو ہو گیا عاشق بجان
ہو گیا وہ مثلِ تصویر خیال
ہو گیا کل محو اندر روئے یار
عشق کا اُسکے ہوا زن پر اثر
حال اپنے کو بیان کر مجھ سے تو
کس لیے آئینہ سان حیران ہے
کیون بلا میں پڑتا ہوں خیرہ سر
چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں
ہوش و عقل و صبر اور تاب تو ان
کامِ تجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
ہے مری ہمیشہ مجھ سے خوب تر
جس میں غم و فرد و نوں نثار
آتی ہے تیجے مرے وہ ماہر و
ہٹ کے تیجے کو چلا چند ایک کام
دھول اک سر پر لگائی جلد تر
یہ گئی کہنے اُسے اسے خیرہ سر

میری صورت پر اگر عاشق ہو تو ق
 غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا
 کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا
 کیا ہی ہووے وفا کی عاشقان
 جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر
 عاشق حق ہو کے دیکھے غیر کو
 رکھتا ہے دل پر تو داغِ حُبِ خیر
 غیر کو نظروں سے تو اپنے نکال
 دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا
 جو سوا حق کے ہو دے سب کو جلا
 جز وجودِ مطلق اور ہستی پاک
 تو کمان اور مین کمان عالم کمان
 اول و آخر نہاں و آشکار
 ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر
 ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال
 ہو کمان سے کثرت آئینہ جان
 اس سے زیادہ کہ نہیں سکتا ہوں ب
 اس شکر نے بند لبوں کو کر دیا
 ساقیا اس شربتِ وحشت سے چھوڑا
 جامِ وحدت دے کے ساقی جلد تر
 تاکہ میں سب چھوڑ کر کے بند تن

اپنے اس دعویٰ میں جو صادق ہو تو
 ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بچیا
 غیر کو یوں دلیں بھر دیتا ہے جا
 غیر پر اکل ہو ظاہر یا نہاں
 ہے حقیقت میں وہ مشرک سرسبز
 کعبہ میں چاہے بنا نا دیر کو
 اور چاہے کوچہ دلبر کی سیر
 چشم دل سے دیکھ بھر حق کا جمال
 کیلئے احوال بنا ہے بے حیا
 ایک دلبر سے تو اپنا دل لگا
 دھیان میں تیرے جو آوے سب کھٹکا
 ہے یہ اک نورِ نضرہ اسے جو ان
 ایک ہو خورشید اور ذرہ نزار
 ایک صورت جان لے لے بخیر
 اس نکشے ہو حیران عقل حال
 مین سب سماؤں صفات امونکتہ دہان
 قندِ وحدت سے ہوے مین بند ب
 گفتگو کی قید سے دل جھٹ گیا
 یار کے کوچہ کا دے رستہ بتا
 ماسوا کی قید سے آزاد کر
 بحرِ درِ عشق میں ہوں غوطہ زن

اسمین بیان ہو بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بیماری
ہیں لیکن سب اور ملکی ہیں عاشقوں پر ملک بڑی رحمتیں اور چین ہو اور عاشق آزاد کے

ہیں طری عشق میں صد ہا بلا
عشق کے رستہ میں لاکھوں ہیں الم
محنت و خواری و ذلت اور صدمہ
کھانا اور پیانا سونا ہو و ہاں
نے عزیز و نئے قریب نے شفیق
ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر
لیک عاشق ماہر ان عشق میں
عشق کے دہ آزمودہ کار ہیں
جان بازی میں ہیں بچنے پر نہ خام
تو بھی لے امداد اپنے سے نکل
خار و خس کو غیریت کی آگ دے
سُن نہ ہونے میں ترے کب ہے بُرا
دھونڈھ مت اندر خودی کو بہتری
راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے
سرخ و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی
بکریوں کا دیکھ گلہ جس طرح
بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار

ایدل نگین غم میں مبتلا
آفت و درد و بلا و رنج و غم
انتظاری و بقراری درد و سر
ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغان
نے کوئی غمخوار اُن کانے رفیق
آہ سرد و رنگ زرد و حشم تر
ہیں دہ خوش ہر دم بلا و رنج میں
بادشاہ باطن میں ظاہر خواہ میں
بودے اپنے ہیں بے خود لا کلام
ہو کے بچہ کو چہ دلبر کو چل
بافراغ دل تو تنہا راہ لے
مت ہو تو اُس میں تجھے ہو فائدہ
بہتری ہو بچہ دی میں ادا غمی
جسم و جان کو پونچے غم کے پہلے
جبکہ حاصل ہووے مقصود ملی
بھیڑ یا ہوتا ہو خوش اور با فرح
بھیڑے کی آنکھ میں باغ و بہار

ہو اسی صورت کے حال عاشقان
 اُن کو حاصل یان جال لاری
 عشق کی رہ میں ہو کب سودگی
 عیش و عشرت جب تلک چھوڑے تو
 ہونہ جب تک تجھ پہ سائش حرام
 کب بھلا حاصل تھے ہو راہ عشق
 غیر نا کامی کے اس جا کام نے
 توشہ ہے اس راہ میں تقویٰ ترا
 نان و حلوا کیا ہو تیرا جاہ مال
 نان و حلوا کیا ہو یہ فرزند وزن
 نان و حلوا کیا ہو فکر نام و ننگ
 نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار
 نان و حلوا کیا ہے یہ طول اہل
 نان و حلوا کیا ہو سن او بد قماش
 واسطے دنیا سے دون کے ہوشیار
 بے بقا کے واسطے او خود پسند
 عیش اور آرام تیرا لہ جوان
 تجھ کو یہ صبر تو نگل سے چھڑا
 دھو دیا لوج تو نگل سے بھی
 گوشہ صبر و تو نگل چھوڑ کر
 کان میں تیرے پڑا بھی ہے لیم

سو بلا و در و غم میں بے گمان
 گر چہ تن اُن کا مثال خار ہے
 سرسبز ہے درد و غم آلودگی
 غیر حق سے اور نہ موڑے نہ تو
 رکھ سکے کب عشق کے رستہ میں کلم
 مبتلا ہے تو تو اندر جو ر و فسق
 عشق کی رہ ہے رہ حمام نے
 نان و حلوا طاق میں رکھا ہے فنا
 باغ و دراع و حشمت و اقبال حال
 تیری گردن میں پڑے جو ن طوق بن
 جسکی خاطر ہو یہ ساری صلح جنگ
 مسند و تکیہ و خانہ زر نگار
 اور فریب نفس و علم بے مل
 یہ سہی تیری ہو از بہر معاش
 زیر منت ہو گا کس کس کے تو یار
 ہو گا کس کس کا تو یان احسان مند
 لگی یا یک تخت یہ حلوا و نان
 در بدر رسوا بھرا تا ہے سدا
 نام تیرا جان او مرد غنی
 کیون بھرے سہارا تا ابد ہر آدم
 حرف از رزق علی رت کریم

<p>رزق سب کو دی ہو وہ لیل و نهار پھر پھر ہے کس لیے تو در بدر صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر تاکہ دے تجھ کو کھار اہ خدا</p>	<p>یعنی ہر رزاق وہ پروردگار رزق دے ہو وہ تجھے شام و صبح جاقناعت پیشہ کر لے با صبر گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا</p>
<p>اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے بہار کے غار میں بیٹھا تھا اور اُزما اللہ تعالیٰ کا اسکو امتحان اور نصیحت لینی اُسکو ایک نکتے سے</p>	
<p>غار میں جسطرح اصحاب الرقیم غار میں بیٹھا کرے تھا یا دحق رات کو کرتا عبادت بے شمار نان و حلوا پہونچتا اسے نامور اور حروہ نوش کرتا نصف کو یا دین اللہ کی مشغول تھا فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا بے مشقت اور بے محنت سدا ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان وہ ہوا زار و نجیف ای نیک نام سیکڑوں آنے لگے دل میں خطر فکر کھانے میں راہ وہ ساری رات اور نہ سو یا رات کو وہ مطلقا ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر</p>	<p>کوہ لبنان میں تھا ایک عابد یقیم چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بن دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار قدرت حق سے اُسے ایک وقت پہ آدھا اُس سے رات کو کھانا تھا الغرض وہ رات دن مرد خدا یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا آخر شاکر روز بہر امتحان انتظار ہی کی نہ آیا پر طعنام جب نہ آیا شام سے نہ تا صبح بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا الغرض کی رات توجو تو ن بسر</p>

آخرش اٹکروہ باصل اضطراب
 کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر
 جب کہ چاروں طرف کی آنے نظر
 کوہ سے نیچے اتر کر وہ اخي
 سن تو اس قریہ میں رہتے تھے نام
 عابد اک کا فر کے در پر ہو کھڑا
 گہر نے دور وئی اس عابد کو دی
 اور کیا عابد نے پھر قصد مکان
 گانوں سے باہر نکل کر وہ جوان
 ایک کتا گہر کے دروازے پر
 بھوک کے ماتے یہ تھا احوال سنگ
 گریہ آگے اس کے کوئی جو کبھی
 تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر
 جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر
 کتا بویا کر کے عابد کی ذرا
 جب لگا عابد کو پہنچانے ضرر
 ایک روٹی بچ رہی تھی اس سے جو
 کتا جب اس سے فراغت پا چکا
 دوسری روٹی جو اُس کے پاس تھی
 دے کے اُسکو پھر بوا عابد روان
 دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا

غار سے باہر نکل آیا شتاب
 اور لگا پھر دیکھنے ایدھر اُدھر
 دور سے قریہ اُسے آیا نظر
 گانوں کے اندر گیا باصل خوشی
 گہر اور قوم نصارا الا کلام
 یہ کہا کچھ دوں مجھے بہر خدا
 لیکے اُسکو وہ چلا باصل خوشی
 تاکرے انظار روزہ اُس کو دل
 غار کی جانب ہو جسد روان
 رہتا تھا مدت سے اسے نیکو سیر
 رہ گئے تھے استخوان اور پست ویر
 کھینچتا گر گر دہ پر کا رہی
 جان دیتا تھا وہ اُس پر بے خطر
 وہ سمجھ کر خبر دے تھا اُس پر
 دوڑ کر بھٹ اُس کے وہ پیچھے پڑا
 ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
 لیکے اُسکو دوڑا وہ مرد نکو
 دوڑ کر عابد کا پھر پیچھا لیا
 تنگ ہو کر اُنے وہ بھی ڈال دی
 اُسکی ایذا سے کتا پاوے امان
 جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا

پیچھے اُس کے مثل سا یہ چلا
 ہو کے عاجز اُس سے عابد بن گیا
 تیرے مالک نے دُور وٹی کے سوا
 سو وہ دونوں تجکو اب میں دیکھا
 اور کیا چاہے ہو مجھ سے لے لیں
 قدرت حق سے وہ گناہ گمان
 یہ لگا کہنے کہ اے مرد خدا
 بچنے سے اب تملک ہو نامور
 گھر کا اُس کے بن رہا ہوں داربان
 گاہ تو دیتا ہو تجکو پارہ نان
 اور گاہ بھول جاتا ہے مجھے
 گزرتے ہیں مجھ پر بہت شام و صبح
 گاہ ہوتا ہے کہ پیر کبر کو
 ہفتہ ہفتہ گزرتے ہیں یہ ناتوان
 پر ورس پائی جو میں اُس در اوپر
 گرچہ صدمہ رنج اب سہتا ہوں نہیں
 اُسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر
 کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا
 الغرض یہ عاصی اُس کے درو
 اور تنھے جو ایک دن اپنے جوان
 پس بنائے صبر میں آئی شکست

بھونکتا اور کپڑے اُس کے پھاڑتا
 میں نہیں دیکھا ہو تجھ سا بھیا
 کچھ نہیں مجھ کو دیا اسے بھیا
 بھونکے ہوں ہو گرد تو محب کو بتا
 کیا حیا تجھ کو نہیں ہے امیر
 گفتگو کرنے لگا جو نردمان
 غور کر نک میں نہیں ہوں بھیا
 رہتا ہوں اُس گھر کے دروازہ اوپر
 بکریوں کا اُس کے ہونے پا سان
 اور گاہ دے ہوش آخون
 کچھ نہیں اُس دن کھلاتا ہوں مجھے
 روٹی ہڈی کچھ نہیں آئی نظر
 نے میسر آپ کو نے مجھ کو
 خشک ٹکڑے کا نیا کچھ نشان
 اور کے در پر نہیں کرتا گذر
 در پر لے کر پر پڑا رہتا ہوں میں
 صبر سے رہتا ہو گاہ مجھ کو شکر
 ساتھ اُس کے میں بھد رنج و غنا
 اور کے در کو نہیں پہچانتا
 نے ملا تقدیر سے حلوا و نان
 غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اس رزاق کا در چھوڑ کر
 کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر
 واسطے روٹی کے اپنے دوست کو
 اور دشمن اس کے سے کی دوستی
 اب ذرہ منصف ہوا میری مدد خدا
 سن کے یہ عابد گرامد ہوش ہو
 لے لے لے گن ملعون نفس امارت کی
 صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے
 سابقا میری خبر لے جلد آ
 نفس و شیطان نے کیا تجھ کو میر

گبر کے در پر تو آیا دو ٹر کر
 مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
 چھوڑ کر آیا تو بیان امینک خو
 کچھ جیسا تجھ کو نہ آئی لے اخئی
 بے حیا تو ہے کیا میں ہوں بتا
 پیٹ کر سر ہو گیا بے ہوش وہ
 یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی
 گبر کے کتے سے کتر بھر تو ہے
 نفس و شیطان کے ہاتھوں سے بچا
 ہو کہ میں بہر خدا تو دستگیر

اس میں مذمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا الشکر شیطان کا ہے

۱۶۱

کیا ہے دنیا جان لے مرد غنی
 شانہ و مساوت سبچ و ریا
 زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار
 لے بنا تقویٰ کی صورت بنیطیر
 ہے گمان تجھ کو کہ ایسے مکر سے
 ہے تو نفع تجھ کو اسے مرد غنی
 معتقد ہو کر کے سب اہل جہان
 یہ نہیں معلوم تجھ کو اسے عزیز
 ہیں بہت عالم میں عاقل کہتے ہیں
 یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو

واسطے زر کے بنے تو متقی
 جُہ و دستار و قلب بے صفا
 جاہ و عزت کے لیے لے نابکار
 تاکرین تعظیم سب شاہ و وزیر
 سائے عالم کو مطلع اپنا کرے
 تاکر اس جھوٹی فقیری سے تری
 لائین نذرین باس تیرے بیان
 ہیں جہان میں سیکڑوں اہل نیز
 جانتے ہیں سب کی خوبی و زیان
 اس سے وہ واقف ہیں بیشک موبو

برقیں ہو تجلو اب بیشک ہی
اپنی خود بینی سے تو ہوتا
فکڑین ہر دم ہو تو اس بات کی
کار تیرا سر بسر بیکل و نہار
واسطے زر کے بننے لے نا بکار
نان و حلوی کیلئے تو نے لعین
جاہ و عزت کے لیے اسے خیر
دین دیا تو نے لیا نان حرام
مال کھانا شاہون کا باکر و شید
لے فریب و مکر سے شاہون کا مال
بھریہ تقویٰ اور عدالت باوجود
ہو ہمیشہ برقرار اور پائدار
سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہو
کچھ نہیں نقصان فریب و مکر سے
نے خلل لے سکو کسی شے سے عزیز

حال سے میرے نہیں واقف کوئی
لاف تقویٰ اور عدالت کی سدا
جس سے ایمان کی عزت اور دولت ملی
کرنا ہو تحصیل جاہ و اعتبار
متقی و عاقل و پرہیزگار
کھود یا ہو ہاتھ سے اسلام و دین
دین و ایمان سے بڑا تو دور تر
مکر و حیلہ بہر تخیل حرام
چھوٹے غیبت سے نہ تیری عمر و دین
ہر طرح سے پھر لے مجھے حلال
لیسے و صفوں کے ہو قائم ای جوہد
یہ عدالت اور تقویٰ نا بکار
جو نہیں نقصان کسی شے سے لے
اس عدالت اور تقویٰ کو ترے
حون و ضوع محکم بی بی میسر

۱۶۲

حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن نکل عزیز
شہر پیر امین تھی سن اک بوہڑن
نام اس عورت کا تھا ای ہوشیا
بس عبادت سے لے لیل نہا
صبح سے لیکر کے نا وقت عشا

جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
کہنے رند و حیلہ ساز و پُر زفن
کہنے ہین بی بی تمیز ہو شیار
نہی سدا رغبت بہت ای نا مدار
با وضو رہتی تھی اسے مرد خدا

رات بھر کرتی زنا فسق و فجور
 گرچہ پھر جوڑھا چار چوک کوئی
 آگے اُسکے پڑتی تھی دامن سپار
 نامراد دن کو سدا دیتی مراد
 اکیدم بھر بے قلم سے نیک ذات
 جھٹ رنم کرتی وہ اسپر بگیان
 خوب بر لانی تھی وہ لے خوبرو
 پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
 کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار
 ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز
 خوب کرتی تھی رکوع سجدہ ادا
 با وضو رہتی ہوں میں آنکھوں پر
 آپ کو کتنی تھی میں ہوں پار سا
 کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا
 حیرت آتی ہو بہت اے نیک
 خوب رہتا ہوں وضو تیرا بجا
 کر بیان کچھ حال اسکا مجھ سے تو
 سنگ روئین سے بھی ہو مضبوط تر
 جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند
 ہر طرح کے کار سے قائم رہے
 سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

بعد غسل کے صبح تک وہ بے شعور
 اکیدم بھر مردن رہتی نہ تھی
 آتا جو اُس بجیا کے پاس یار
 لے نماز شام سے تاباں داد
 اور نہ خالی ہوتی تھی اُسکی دُعا
 جو کوئی لا تا مراد اپنی دہان
 رند اور اوباش کے مقصود کو
 اُسکی چکی شیخ کے مانند
 اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار
 جس کسی کے بیچے اُٹھتی بنا
 بے وضو بے غسل بے نیت سدا
 اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بد گھر
 ایسی بد ذاتی سے پھر وہ بجیا
 اکیدن اک رند نے اُس سے کہا
 اسطرح کے کار سے تیرے مجھے
 باوجود ایسی جنابت گے سدا
 نیت اور آداب یہ محکم وضو
 یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر
 بلکہ ہر سد سکندر سے دو چند
 ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی تر
 جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو

<p>سو فریب و کمر سے ہے پاؤں دار بے حیا بے شرم جو ہوا سقد جام ہے وہ جس سے ہو سینہ نگار آتش دل سے مین ڈالوں سر پہ چکا</p>	<p>یون ہی تقویٰ اور عدالت تیرا بار ہو خدا کی مار ایسے شخص پر ساقیا آحد سے گذرا انتظار کمر کے تانا موس کے دامن کو چا</p>
<p>اس میں مذمت اُن درس کئے والوں کی ہو کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرتا فضل اور علم اور بزرگی اپنی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو</p>	
<p>۱۳۳ کر و حیلہ کا ترس یہ وعظ و پند تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام آپ کو ڈلے ہے تو اندر غفل خلق میں مشہور ہونے کے لیے تو خرابی اور بلا میں تو پڑے مرد وزن کے واسطے ڈلے ہو چال تو فریبوں سے تو لایا دام میں جال میں تیرے پڑے ای پر غرور کوئی شہوتی کا نہیں جن کو شعور علم و فضل اپنا جتایا خوب سا جاہلون نادان فہون کو ہے فریب اور ہووے خود نصیحت لاکلام آپ لے دوزخ کی رہے گفتگو اور لیوے آپ رہے نار کی</p>	<p>کیا ہو دنیا جان تولے خود پسند درس تیرا ایسے ہو صبح و شام بہر اظہار فضیلت اور عمل تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہو علم و فضل اپنا جتانے کے لیے بہر طرح اپنا جتا فضل و کمال تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں جاہل نادان دے عقل و شعور معتقد تیرے ہووے وے پر غرور جاہلون میں بیٹھ کر بن بن سدا خوب سی تقریر کو دیکر کے زیب دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام راہ جنت کا بتا دے اور کو رہ بتا دے اور کو گلزار کی</p>

شہر و شربت اور کوٹے ہو پلا
 کرتا ہو اور ونگو سیدھی راہ پر
 بھیجتا ہے اور کو گلزار میں
 ہے یہ سب اس واسطے کہ پُر خلل
 خوب سی شیخی جتائی کھو لکر
 پر اصول و فرع تیرے اداغی
 کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بنا
 جان اس رہ میں نہ کیا خول ہے
 کرتا ہو جو تو ریا کا وعظ و درس
 یہ ریا کا جو تر ہے وعظ و پند
 ہوتی ہے جس درس میں روسے دریا
 چور ہو پوشیدہ دل میں یہ ریا
 خنجر لا حول سے اس چور کو
 دولت ایمان لی اُسے بجیا
 درس جو قربت نہ ہو اُس سے عرض
 آپ کو جس نے اگر اس مرض سے
 اسب و دولت کو وہ اپنے باہر
 ساقیا لے بہر حق میری خبر
 وقت ہو امداد کی امداد کا
 تاکہ یہ جا کر کے بے روسے دریا

۱۹۵

آپ پتیا ہو پیالہ زہر کا
 اور ہو وے آپ گمرہ جانکر
 آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں
 لوگ جانیں تا تر اعلیٰ و عمل
 مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
 محکم ان دوسے نہیں ہو ایک بھی
 حق تعالیٰ اور میرے سے بھلا
 یہ ریائی درس نامعقول ہو
 جو بھی شیطان تیرا اور نفس
 زہر جو باطن میں اور ظاہر میں قند
 درس ہو کب ہو وہ اک قہر بلا
 دولت ایمان کو ہے لوٹتا
 قتل جس نے کر دیا اے نیکو
 باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا
 ہے نہیں وہ درس لیکن ہو مرض
 کر دیا آزاد جان لے نیک بچے
 ہے وہ دور تا فرادے عرش پر
 نفس و شیطان نے کیا زیر و زبر
 کر کے امداد ان کے بچوں کو ٹھہرا
 اُسکے قدموں پر کرے سر کو خدا

اس میں مذمت اور برائی ان لوگوں کی ہو جو ہمیشہ اسباب اس دنیا

کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبی کے سے

کیا ہو دنیا لینے اسباب جہاں
یہ کر کے قرب خدا سے تھکے دور
کر دیا قربان اسپر اپنا سر
کر دیا یہ تلخ تیرا یا رکام
اور بھی اکثر تر اے نیک خو
جلد اس اسباب کو لے بہر دور
اور اس دنیائے دون پر خاک ڈال
سعی تیری ہو یہ اے صاحب ہنر
سعی کچھ جانی نہ عقبی کی ہو کیا
اس کی رہ میں موشگافی ہو تھی
تہیجے اسکے دوڑی ہو از جان دل
با وجود اس سعی و محبت کے ذرا
سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر
سعی عقبی کی جو تو کرتا میسان
کار عقبی کا جو کرتا بند و بست
ایسے فرماتے ہیں خیر البشر
ہوتا ہو جھٹ با خضوع و با خشوع
کار اسکے دنیا و دین کے تمام
اسکے اوپر یاد آئی اک مثال

آفت جان ہو ہر یک پیر و جوان
اور کرے راہ ہدایت تھکے دور
ہو گیا تو راہ حق سے دور تر
اسطرح کے نان و حلوانے تمام
لے گیا ہے رونق اسلام کو
میخ دین سے تو اکٹھا اور دور کر
آپ کو بارگراں سے تو نکال
واسطے دنیائے دون کے سرسبز
سعی دنیا میں رہا تو مبتلا
اس کی رہ میں کُند فہمی احمق
اسکے پیچھے جاے جیسے خرگش
جو کہ چاہے تھانہ وہ حاصل ہوا
کیا ہوا حاصل تنہے جزو دوسر
کار دنیا کا بھی بر آتا میسان
کار دنیا کے بھی سب ہوتے دست
جو کوئی دنیائے دون کو ترک کر
اپنے اس اللہ کی جانب رجوع
ہوتے ہیں آسان سب سے نکلام
کان دھر کر سن آئے اے خوش خصل

اسمیں بیان ہو کر اختیار کرنا کار آخرت کا اور پرکار دنیا کے بہتر ہے

کرنا تھا کھیتی کا پیشہ اے میان
بھلنے کی اسکو عادت تھی مگر
اونٹ اسکا بھاگ جگل کو گیا
تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
پانی دینے کا بھی یہ وقت ہو مرا
اونٹ اپنے کو مین پھر یاد نہ کہاں
ہوں خرابی مین پڑا اس بات سے
ہوتی ہو بالکل خراب ایہ پران
بس نماز اور زرع دونوں کھوپکا
ہر طرح کے رنج مین تھا مبتلا
چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو
اور سوا اسکے ہر سب سے کو فنا
اور کار دنیوی کو ہے فنا
اس سے زیادہ کون ہو بس تیز
ج مسکینوں کا ہو دن جمعہ کا
اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
اور بھلائی دل سے سب بنا کی فکر
سامنے حق کے ٹرھی اُسے نماز
دیکھتا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر
عاجز و مسکین غریب و ناتوان

تھا کوئی اک مرد صالح و جوان
پاس سے کہتے ہیں تھا اک شتر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا
اور آدھے دن جمعہ کا اسیلے
مرد حیران ہو کے بولا اے خدا
گر مین دن کھیتی کو پانی اب پہنچا
اور نماز جمعہ بھی دو دن ہاتھ سے
گرنے دوں کھیتی کو پانی اس زمان
جو مین ڈھونڈوں اونٹ کو جگل میں
اس نہ دے وہ مرد خوش بقا
آخرش بولا تامل کر کے وہ
کیونکہ اس دولت کو ہو بیشک بقا
لینے کا ر دین کو ہو وے بقا
جو کہ فانی سے لگاے دل عزیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ
باغرض تکبیر مسجد اُسے کی
جا کے مسجد مین ہوا مشول ذکر
باخضوع دل بصد عجز و نیاز
ہو کے فارغ جب کہ آیا اپنے گھر
ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میان

اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُس نے جا
یہ کہا عورت نے اُسکی احوال بیان
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھڑیا
ٹھکر حق کرنے لگا وہ نیک خو
اب میں جا کر سینچتا ہوں کھیت کو
گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر
آخر اُسٹھکر وہ مرد فوجوان
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر
خود بخود اُس نہر سے بس بگیان
ہو کے حیران مرد بولا اے خدا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا
پوچھا آخر اُس نے ہمسایوں سے جا
بولے سب سے عجیب اک ماجرا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر
ہو گئے ناچار جب لے باادب
حکم حق سے کھیت میں تیرے میان
ہم کے شادان اور خرم وہ جوان
جو کوئی دنیا سے دون کو ترک کر
آپ خود آ کر یہ دنیا سے قلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار

کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بنا
اک درندہ اسکو لایا ہاں میان
مار کر یاں تک اُسے پہونچا گیا
یہ کہ رب لایا ہر میرے اونٹ کو
اپنے اُس معمول پر جتنا کہ ہو
جز کو تو مت چھوڑ براے بہرہ ور
کھیت کی جانب ہوا اپنے روان
پا اب سر سبز اور خوش تازہ تر
اُس کی ہر کاری میں ہر پانی دان
کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
کھیت میں پانی مرے دیتا جو
کھیت میں پانی مے کسے دیا
خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا
پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
ہر کاری میں ہوا پانی روان
ٹھکر حق کر نیکو بس بیکران
باندھ لے حق کی عبادت میں کم
پانوں میں اُسکے پڑے ہو کر ذلیل
خود بخود دنیا ہوا اُس پر تشار

<p>دین و دنیا سب خرابیابی کرے وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر جو ہوا دنیا می و دون میں مبتلا نعرہ و نغمہ میں پڑی جا سرنگون عیش دنیا جس سے مجھ پر سر ہو حکم پر دلدار کے بازو ہون کمر</p>	<p>اور جو حق کو چھوڑ دینا میں پڑے جس نے کی دنیا مقدم دین پر ہو گیا اُس شخص پر قہر خدا ہو نہ حاصل دین اور دنیا کو دون ساقیا وہ جام دے اب لو بنو چھوڑ کر دنیا سے دون کو سہر</p>
<p>سوال کرنا کسی زاہد کا ایک میر سے کہ کس قدر سعی اُسل میر نے کی بیج حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا ۱۶۹ اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے</p>	
<p>ایک منعم سے کیا اسنے سوال در پے مال و منال اے نامور کس قدر ہے کہ تو اے مرد غنی کار میرا ہے یہی لیس نہا رتا ہی کچھ کیونک و دو میں سدا یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدر قلیل پر نہ آیا اُس سے کچھ عیش و عشر فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب عمر کو کرتا ہے اپنی را لگان عمر اپنی اُسبہ کی تو نے فدا اس سے کچھ حاصل نہیں تجکو ہوا</p>	<p>ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و صبح سعی تیری بہر دنیا سے دنی ہوں کہا اُس نے کہ بے حد و شمار یہ کہا عارف نے اُسکو تو بھلا کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل پر جو ہے مقصود اے رفیق ضمیر یہ کہا عارف نے اُسکے ہر جواب رنج و غم میں تو عبت اُسکے بیان قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا جانتا ہر وہ جو کچھ تو اے قتا</p>

کچھ نہیں حاصل ہوا اور نیک دین
سعی کچھ اُس کی نہ کی تو نے مگر
میں نہیں کہتا تو کہہ اگر کتبہ دیاں
دارِ عقبی ہووے حاصل کب کچھ
باندھتے ہیں راہِ عقبی میں کمر
کرتا ہر دم نماز اپنی قضا
اُس کرتا ہے تو غافل ہر زمان
راہِ عقبی کو دیا دل سے بھلا
چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
پاؤ نہیں پڑتی ترے باقائے قیل

معا دل کا ترے اس سر کہیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبے کا گھر
اُس کو کچھ حاصل کچھ کیونکر ہو جان
یعنی اس دنیا کو دونوں اب کچھ
مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر
اور تو بہر گاہ و نفس بے حیا
یا وحق کو تو نماز فرض جان
اس جہان فانی میں تو فانی ہوا
واسطے عقبی کے تو اسے بہرہ ور
خود بخود یہ زال دنیا ہنودیل

اسمین یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا
انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوئے ہیں دنیا
انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوئے ہیں دنیا

انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوئے ہیں دنیا

باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقین
سامنے کو آگے اڑتے ہوئے
اور اُس کی جستجو میں دوسرا
سب سے عاجز و حقیر و ناتوان
اڑتا جاتا تھا وہ باصد کروفر
جاتا تھا بدبخت کو اجون ہوا

ایک صاحبِ دل ولی باعز و جاہ
اور گرد اُسکے مرید اور طالبین
ناگمان نہ جانور اک طرف سر
ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا
ان میں آگے تھا کبوتر بس روان
اُسکے پیچھے مرغ زرین بال دیر
اور پیچھے مرغ زرین کے اوزا

کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش دے
 دیکھ یہ بولے مرید شاہ دین
 کیوں کہ توڑ کے دیجھے مرغ یوں
 ہے کہ توڑ کا مطیع کیوں مرغ یوں
 جنسہامی مختلف میں ہر یہ کیا
 جنس کا طالب ہم اپنے ہر کوئی
 جنس جانب جنس کے رکھتی ہر میل
 ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا
 صالحون کے ساتھ ہو میں صالحان
 زناغ ہر زناغ کے ہو کر اڑیں
 انبیاء اس واسطے پیدا ہوئے
 آدمی ملنے اپنی جنس سے
 جنس سے ہو جنس اپنی کامیتا
 انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر
 کب بھلا انسان ہو کر عجباب
 اک خلاف جنس ہو مومن عجباب
 فائدہ ہم جنس سے ہو جس قدر
 روح جو آئی ہر ملک امر سے
 جسم ملک خلق سے پیدا ہوا
 انس کی پیدائش ان دوسر ہوئی
 جو کرے یہ میل جانب خاک کی

ہاتھ امان تھا نہ اک بھی ایک کے
 ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
 اور بیچھے مرغ کے کوا ہر کیوں
 زناغ باغی مرغ کا تابع ہر کیوں
 ایک کا تابع ہو وجود دوسرا
 جنس سے ہر جنس کو میل و رخی
 ساتھ دن کے دن ہر اور ہر کج میل
 اور کافر پر ہو کافر مبتلا
 ساتھ بدکاروں کے ہوں بدکاریان
 بلبلون کیساتھ بلبل خوش بین
 جنس سے انسان کے لئے نیکے
 لئے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
 فیض ہم جنس سے سب کو شتاب
 کب پہنچتے اُنسے اُنسیت بشر
 راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب
 اور ہوں ہم جنس سے کج عجباب
 غیر جنسیت سے ہو امتنا ضرر
 زہد و طاعت ہے ہر راغب ایسے
 خواب و خور میں ایسے ہے مبتلا
 حق وجود دونوں کی آمین جمع کی
 نفس اتار رہے ہے اسکھڑی

<p>نفس لوامہ بنے اس وقت پر آدے لوامہ کی جانب وڑو ملہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا مطمئن ہووے وہ اہل و داد ماجران طارون کا پھر سنا</p>	<p>اور کرے جو روح کی جانب گذر میل ملک امر کا جب اس میں ہو جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا بعد تہذیب اور کمال اجتہاد اس سخن کی کب ہے امداد اتھا</p>
<p>جواب دینا اس صوفی کا مریدون کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طارون کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا</p>	
<p>یہ مریدون سے تو اپنا ذکر بیان ہے مثال ان کی سمجھ اور غور کر دوسرے طالب ہیں اسکے بالفور ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر ایک کو ہے دوسرا کرنا طلب مرغ زرین کے قریب مکر سے تاکہ اس پر آپ کو قربان کرے ہاتھ آتا مرغ زرین کے نہیں حرص سے جاتا ہے کو ابے جیا گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا جاتا حق کی طرف بے قیل و قال دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیکان چون زغن مردار دنیا پر پڑے ہوتا ہے مردار دنیا پر شمار</p>	<p>مرد صوفی کو اندانی نھان جو اڑے جاتے ہیں یہ تین جانور بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور یہ مثال ان کی ہیں تینوں جانور طالب تاکہ ہیں جو دنیا کے اب بھاگتا ہے یہ کبوتر پے پے اور درپے مرغ زرین اسکے ہے لیک ہرگز یہ کبوتر نازنین اور پیچھے مرغ زرین کے اڑا پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا جان عارف ہے کبوتر کی مثال اور زرین مرغ تو دنیا کو جان زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے کر تو دنیا دار کو کو شمار</p>

اہل دنیا واسطے دنیا کے یار لیکٹہ مکارہ اُن کی بھاک کے بھاگتا ہے مرد حقانی مگر دوڑتی ہے اس کے پیچھے یہ سدا ہے یہی دنیا کا یار و ماجر اور جو اس کو طلب کرتے ہیں بیان	دوڑتا ہر طرف ہو بہر ار مرد حقانی کے چاہیے پڑے مکر سے اس بیجا کے خوف کر بھاگتا ہے اُس سے وہ مرد خدا بھاگے ہو جو اس کی یہ اُٹس جا بھاگتی ہو اُس کی یہ کو سون بیان
---	--

مشق

اور سن اسپر تو مجھ سے اک مثال ایک دن ہار دن رشید باؤں اور گرد اُس کے بکثرت لاکلام مہربان اُن پر جو کچھ سلطان ہوا جو کہ گوشہ خانہ میں موجود ہے سننے ہی مختار کارون نے جی حکم پھر لوٹدی غلاموں کو دیا جسکو اس نعمت کی جو مطلوب ہو سننے ہی اس بات کے لوٹدی غلام کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا ہو خفا باندی سے یوں نہ بے کہا عرض کی لوٹدی نے جبے نیکو اُس کی سختی ہے کیا پھر جو شہا بادشاہ سننے ہی جھٹ اس بات کے	نیک لوگوں کا ہوتا معلوم حال تحت پر بیٹھا تھا با صد غر و جاہ تھے کھڑے آداب سے لوٹدی غلام حکم یہ مختار کارون کو دیا سامنے لاکر دھریں ہر اک نئے پیش شدہ ہر ایک نعمت لا دھری شہ نے کین یہ نعمتیں تسکو عطا لے اٹھا اسمین سے وہ بے گفتگو گر پڑے ایک اک نعمت پہ تمام ہاتھ رکھ دیا لوٹدی نے نہ پر رکھ دیا رکھ دیا کیون ہاتھ مجھ پر اب بتا صاحب ان نعمات کا موجود ہو چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا اُس پر عاشق ہو گیا دل جان سے
---	---

اور کما شہ نے اُسے اے باادب اور یہ سب نکلے اور باندی غلام اس طرح سے جو کوئی حق کے لیے چھوڑ کر نعمای دنیا سر بسر حق تعالیٰ ہو کہ خوش ترس شخص سے تو بھی لے امداد بہر ذوالجلال ما سو ابر ہو نہ ہرگز مستلا	کر دیا آزاد تجکو میں نے اب کر دیے تجکو عطا اے نیک نام دل سے سب نعمای دنیا چھوڑ دے دل لگا دے اپنے حق سے پیشتر آخرت کی نعمتیں سب اُسکے وہ جہان کی نعمتیں خاک ال خالصا نہ حق سے دل لگا
--	---

اسمین منت اور برائی الوگوں کی ہر کہ مخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت باوستان
اور دعویٰ رکھتے ہیں مال و نوکارت اہل سلوک کے اور جمع ہونا دوسرے کا محال ہے

کیا ہر دنیا جان تو اے بہرہ ور ہوش سر بھی ہر اور دل سر سرد ہے سعادت مند وہ ہی اے فتا قربت سلطان کو بیچ کر بیچ سکے اور ہے ایمان کا بھی اسمین ضرر اسکے اوپر کتا ہوں اک استان نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	قرب سلطان ہر تو کر اس سے حذر قرب سلطان اس سے دور تو دور آپ کو جس نے لیا اُس سے بچا کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر کان دل سے تم سنو اے مہربان جو بیان کرتا ہوں تجھے اے عجبی
---	--

داستان

ایک تھا درویش بس روحِ نصیر چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار خلق سے ہو کر جدا جنگل میں جا	راہ حق میں جست و کال پر نظر کر لیا تھا اُس نے گوشہ اختیار کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا
--	--

ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
 پر کبھی حاجت ضروری کیلئے
 کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارِ سا
 ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح
 واسلِ مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
 بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
 راہِ بینِ دلدار کے شام و سحر
 چل سکے بے راہِ برگ کے کب بھلا
 ملے ہو کبے راہِ برگ کے اے فلان
 راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے
 گھائیوں میں ورنہ ہوگا مستلا
 اُنکے دامن کو کپڑا در راہ لے
 بے مددِ مرشد کے کب ہو ستر باز
 تو عبادتِ گرچہ کیسی ہی کرے
 یک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
 اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی
 اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
 منع کرتی ہے گناہوں سے نماز
 سترِ باطن اس سے کب بچھ ہو باز
 تاکہ کر دے بجلو سیدھی راہ کو
 بٹھو کرین کھاتا پھرے گا جا بجا

بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا
 باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے
 بعد ہفتہ کے چوتنی اشتھفا
 ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر
 تھی اُس عارف پر عنایاتِ خدا
 چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے
 جہنم کو کششِ شمر طہر پر لے پسر
 ہے بہت باریک راہِ دلربا
 بینِ گلی اس راہ میں بہت سی گھٹیاں
 کہتے ہیں حضرت محمدؐ اس لیے
 راہِ بر لے تا نوید ہی راہ جا
 ادلیا ہیں راہبر اس راہ کے
 عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز
 سترِ باطن کب ترے دلبر کھلے
 گرچہ کی تو نے عبادت سا لھا
 جو کہ تھی حرصِ ہوا دل میں بھری
 جو بجا حرصِ ہوا دل سے ترے
 کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز
 عادت ہے یہ تری روزہ نماز
 پیر دی کر جان سے مرشد کی تو
 ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا

<p>بے کمان کے تیر کیونکر چل سکے بیکمان کے جاننا نے پر لگا بے مدد مرشد کے بتلائے کریم حال اس درویش کا اب مجھ سے سن</p>	<p>سوج تو دل میں ذرہ اونیٹک ہے تیر ذیکھا ہو کوئی بھی اب بتا کس نے پایا ہو صراط المستقیم انتہا رکھتا نہیں ہو یہ سخن</p>
<p>آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے</p>	
<p>ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا ایک عورت صاحب حسن جمال آگئی خدمت میں اس درویش کی عرض خدمتیں یہ کی درویش کی کیا کریون کے کرم سے دور ہو جو کہ فرماؤ بجا لاؤن تمام کر بیا معلوم باطن سے وہیں سامنے آئی مرے کر کے سنگار دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ چھپ کے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں مکر سے ڈرتا ہو تیرے ہر سعید حکم سے حق کے میں آئی ہوں بیان فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں کیون خفا ہوتا ہو مجھ پر بیان اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی جو تیان مجھ سے بہت سی کھائیگی</p>	<p>درمیان اس غار کے وہ پار سا ناگمان اک روز امی فرخندہ ملی بانہزاران خوبی و زیبندگی دست بستہ بادب ہو کر کھڑی جو کروا سدم قبول حضرت مجھے تیری خدمت میں رہونگی میں مدام دیکھ کر درویش نے اس کے تئیں ہے یہ دنیا بد گہرا اور ناجار یہ کہا درویش نے اے بچیا بھاگ کر تجھ سے بیان آیا ہونہیں پھر تو کیون آئی ہو اس جا بلیہ یہ کہا ہے کہ امی درویش جان حق میں میرے خجولے مرد فقین آئی ہونہیں حکم حاکم سے بیان کہلے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی</p>

گرنے جائے گی وہ میری پاس سے
 گرجا مجھ پاس سے دنیا و دین
 مال دنیا جو بہ زہر سم ناک
 یعنی اسکو صرف کرنیکا مرین
 دلسطحق کے جوہ تو اک بیان
 کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار
 چاہتا ہو وہ جو کچھ پروردگار
 دین برس تک وہ فقیر اس غار
 کوئی آتا تھا نہ اس پاس ایچ پیر
 گائین بکری ونٹ خیر اور گدھے
 اتفاقاً اک برس تقدیر سے
 خشک سب کھیت اور جھل پگے
 گلہ ہا ہی اشترو گدا و دخر
 کچھ بھی جس جا پائے تھے سبز کی بو
 یون ہی پھرتے پھرتے اک دن ناگمان
 چند اک چوپائے گرد اس غار کے
 پھر تو چودا ہے وہاں آنے لگے
 ناگمان اک دن وہ عارف غار سے
 کی تھی جو حق کی عبادت بنیاد
 دور سے چودا ہے صورت دیکھ کے
 اعتقاد دل سے جا ہر ایک نے

گور کا مصروف کردنگا میں اسے
 خچ اسکو راہ غیبی میں کر دین
 گر اسے پاؤں تو اس بڑا لٹاک
 تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں
 اسکے بدلے پاؤں کو چھتے وہاں
 تاکر اضنی تجھ سے ہو پروردگار
 کرتا ہو اسباب اسکا آشکار
 تھار ہا مشغول حق کے کار میں
 کیونکہ سستی سے تھا جھل دور تر
 دان تکا گتے نہ چرنے کیلئے
 قحط عالم میں بڑا حد سے رب
 آدمی جو ان گل مرنے لگے
 پھرتے تھے چودا ہے ایدھر اودھر
 دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
 آئے پاس اس غار کے سب اعیان
 دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
 لے کے چوپائے چرانے کیلئے
 آیا باہر ایک حاجت کے لیے
 نور حق تھا اس کے منھ سے آشکار
 گرد اس درویش کے آکر ہو
 رکھ دیا پاؤں سپر درویش کے

جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا
 جبکہ حاصل ہووے وصلِ دلربا
 آخرش بنے بصد عجز و نیاز
 آپ کو خواہش ہو اب جس چیز کی
 دیکھا جو درویش نے اُنکے تئیں
 کہے اُن کی عجز و زاری پر نظر
 ایک مدت سے نفیس بدر
 شیرے کے دو ایک کیر گھونٹ یار
 عرض کی یوں قحط سے باران کے اب
 جب نہ اُنکو چارہ کھانے کو ملا
 اور کہا رورو کے سبے با محن
 دیکھو درویش اُنکا اضطراب
 ایک گائے کے اب بے بد
 کر کے بسم اسدا بے عینک راہ
 کار عقبے امین ہو کوششِ شرط یار
 گوش جان سے سُن رہے مہربان
 سہی بکوشش ہو اُن ہی کی بامراد
 بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے
 راہ کو کر قطع چل پاتوں اٹھا
 ہو مسافر کو کمان آرام و خواب
 راہ حق دیکھی ہے کیا آسان یار

اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا
 پھیرا سکو اور سے مطلب ہو کیا
 یہ کہا درویش سے اویا کیا باز
 حکم کیجے ہم بجالا دین ابھی
 پاس سے میرے یہ ملنے کے نہیں
 یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
 مانگتا ہے دودھ مجھ سے بر ملا
 تاملین مار نفیس کا دون زہر مار
 گامین بکری ہو گئیں بے دودھ ب
 شیران کے خشک پستان کو ہوا
 تم نے چھانڈ آیا ہم سے بن
 یہ کہا اُن کو کہ لے مردان کار
 اُسکو دو ہو تم خدا کے نام پر
 سہی کر تو ہو گی امدادِ الہ
 جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار
 کہتے ہیں کیا سرور و پیہر ان
 کرتے ہیں جو نفیس پر اپنے جہاد
 جہد کر چل منزل مقصود پئے
 بیٹھے کار رہ میں کیا ہو فائدہ
 ہر گھڑی رہتا ہو اُسکو اضطراب
 جو پڑا ہے تو بیان پاتوں پسار

راہ لے جل عیش کے دامن کو بھڑا
 ہے پنزل پڑ خطر باخار و زار
 یعنی یہ کپڑے اُبھکر جھاڑ میں
 طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے ہمارے
 دور ہے منزل بہت رہ میں پیار
 چاہتا ہو جو تو جا اس راہ کو
 قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو
 ورنہ بے تیشہ بزا تن ہو نگار
 یعنی لڑا سے تیز لے تیشہ بنا
 منزل مقصود اَلَا اللہ کر
 یعنی یہ حرص و ہولے دنیوی
 بہر حق تو دل سے ارنگو دور کر
 یہ سخن ہو بے بیان اید و ستو

تازہ آنکھ اُن سے اندر خار و جھاڑ
 جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل نگار
 خوب ساتن کو ترے زخمی کرین
 بادل فارغ تو بھرے راہ یار
 اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ
 ہاتھ میں لے اپنے تیشہ آہ کو
 جلد ہو بچے منزل مقصود کو
 رُکدین رہ سے نکھے یہ سنگ خار
 سنگِ غیریت کو بھر رہ سے مٹا
 سیران جا بادل آگاہ کر
 غیر حق کے ہو ترے دل میں بھری
 نورِ عرفان سے اسے معمور کر
 حال اُس درویش کا مجھ سے سُنو

قصہ وہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقاد می سے

ایک چرواہا غرض اُنے اٹھا
 اُسکے دُہنے کا ارادہ کر لیا
 اُس جوان نے پاس اُس گائے کے جا
 ہاتھ رکھتے ہی تھو نہر بگیان
 ہو کے حاضر سامنے درویش کے
 دودھ لے عارف نے اُس کی لیا
 ریوڑ و ن کو لیکے سامے راعیان

پاس گاؤں ناریدہ کے گیا
 تاکہ لیوے امتحان درویش کا
 ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھ دیا
 دودھ کی دھارین ہوئیں اُن نے روٹ
 دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوے
 بعد اُس غار میں جا کر چھپا
 شہر کی جانب ہوے یا دروان

شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے
 دن کئی گزرے غرض اس طرح
 رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بہ جا
 تھا خلافت کی زباں پر یہ کلام
 سنتے ہی اس بات کے شہر کما
 چلے اس عارف کی زیارت کیجیے
 اس کا نامی کوئی عالم میں نہیں
 کہہ کے یہ اور اٹھ کے باصدا التجا
 شہ کے آنے سے ہوا درویش کو
 صحبت سیر و وزیر و بادشاہ
 ہو سلاطینوں کی صحبت مثل آگ
 ان کی صحبت سے ہر اک حیران ہوا
 ہے تکبران کے دل میں یوں بھرا
 پاس سلاطین و امیروں کے نہ جا
 صحبت ان کی کبر و غفلت لڑی
 لیے فرماتے ہیں خیر الزمان
 پر نہ ہو جو ہمنشین وہم طعام
 جو کہ عالم جا امیرون سے ملے
 بس ڈرو ان سے بچو اس مہین
 الغرض شہ عجز و زاری سے سدا
 پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر

اس کرامت سے حیران تھے
 آتے تھے جواہر سے اس غار پر
 اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
 شاہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام
 سب امیرون اور وزیر و نئے بھلا
 کیونکہ وہ دوسرے میں اپنے فرد ہو
 عالم و کامل فی سلطان دین
 خدمت درویش میں حاضر ہوا
 شغل میں حق کے حرج بے گفتگو
 ہے بڑا فتنہ سمجھ لے نیک راہ
 تیر کے مانند ان سے دور بھاگ
 عاجزان کے مکر سے شیطان ہوا
 بکریوں پر جھڑپ ہو بھیر یا
 آپ کو ان سے بہر صورت بچا
 اور قناعت کا اثر لے جائے ہو
 دین حق کے ہیں امین یہ عالمان
 ساتھ سلاطین و امیرون کے مدام
 دین کے بیشک ہو وہ جو
 تا تمہارا بیچ رہے اسلام و دین
 پاس اس درویش کے رہنے لگا
 ہو گئے آپس میں جو شیر و شکر

خوب ہو جو شہر میں عارف حلقے
 جو حلقے مخلوق میں عارف خوب ہو
 سایہ انوار ربانی ہے یہ
 رحمت حق ہووے نازل شہر پہ
 زیب شاہی رونق اسلام ہو
 پاس اس عارف کے با صد گفتگو
 شہر میں چلے تو اب کیا خوب ہے
 بھاگتا تھا خلق سے کو سون سدا
 خلق کے ملنے سے بتلا فائدہ
 اختلاط خلق سے کو سون سدا
 دور ہر اک طالب آرام سے
 میں نہیں ہوں اور وزیر بادب
 خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا
 گا و خرمین رہنے کا کیا فائدہ
 جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا
 جان اپنی کو سلامت لے گیا
 اس سے تھو درج ہو کثرت میں ضرر
 ٹلک وحدت کا ہوا سلطان دو
 گر کپڑے اسطرح گوشہ نبی
 رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا
 راہ حق پاتی یہ کب نخلق خدا

ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے
 سوچ کر دلیں کما دستور کو
 باعث برکات رحمانی ہے یہ
 اسکے قدموں کے طفیل اور بہرور
 شہر میں ہو اسطرح کا مرد جو
 انقض آیا وزیر حیلہ جو
 بادب کی عرض یہ درویش سے
 مرد آزاد تھا وہ مرد خدا
 بولا وہ سن لے وزیر اب بچکوا
 بچکوا آبادی سے ویرانہ بھلا
 ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
 طالب آرام نفس اپنے کا اب
 مرضی حق کا ہوں طالب میں سدا
 ہے بھلا حق میں ہرے گوشہ سدا
 کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ
 اختلاط خلق سے ہے جو بچا
 فائدہ وحدت میں ہووے جب قدر
 جنے کثرت سے بچا یا آپ کو
 پھر وزیر حیلہ جو نے عرض کی
 کب ہو بچتا خلق کو دین خدا
 یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیا

یوں کما درویش نے اسی بخدا
 لیک جو بیمار ہو اسے یا شعور
 جو نہ بیمار ہی میں پر ہیز اب کرے
 اور صحت جس نے پائی مرض سے
 انبیار اور اولیاء را سخین
 لیک مجھ میں حرص کچھ باقی جواب
 سُنکے بولادہ وزیر اسے نیک خو
 تارک دُنیا ہو تم تو با لبقین
 خود بخود آئے ہیں ہم با التجا
 تیرے نفس پاک سے لے مہر پہ
 تیری صحبت سے ہوے ہم پر تمام
 سامنے تیرے ہو او حرص سب
 ہیں یہ فرماتے امام المرسَلین
 نفع جس سے ہو خلعت کو تمام
 تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجیے
 فیض سے تیرے ہوں وہ ذکر تمام
 کہتے ہیں کفرانِ نعمت جو کوئی
 بولا عارف جالے تشنہ چاہ پر
 جو کہ چاہے مجھ سے وہ آئے یہاں
 ایک مدت الغرض اس طرح پر
 آخر ش جانا جو عارف نے کہیں

جو کہا تو نے یہ حق ہو اور بجا
 چاہیے پر ہیز اُسکو با لضرور
 بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے
 کیا دو پر ہیز کی حاجت اُسے
 رنج و بیماری سے ہیں پاک و متین
 چاہیے پر ہیز مجھ کو اس سبب
 کہ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو
 آپسے ہم پاس تم آئے نہیں
 آپ کی خدمت میں اسے پیر ہوا
 ہو گئی روشن ہماری جان جان
 عیش دُنیا سر دبا کل لاکلام
 محو دل سے ہو گئے تیک سخت اب
 ہے وہ سب لوگوں میں بہتر با یقین
 فائدہ اُس سے اٹھاؤین خاص عام
 فیض اپنا چل کے سب کو دیجیے
 جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں مدام
 تیری صحبت سے ہوں شاکرے ابھی
 چاہ پیاسے پاس کب جااؤ پسر
 میں بھلا کس واسطے جاؤں وہاں
 عرض کرتے ہو گئی اُسکو بسر
 یہ وزیر اب بان سے ملنے کا نہیں

بولا بہتر تیری فرحت کے لیے
 بعد اسکے جو صلاح وقت ہو
 ہو لیا درویش ہمراہ وزیر
 شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے
 وہ فقیر اپنی خلاصی کے لیے
 تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی
 باہر درویش وانستانہ وار
 بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ
 بھاگ کر نکلا جھٹ اس الان سے
 اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا
 شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے
 اس مکان میں تانیہ دب کر مر
 ماسے میں اسکے یہ تھا فائدہ
 چاہے تھا عارف چھٹانا آپ کو
 چاہے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد
 صدق دل سے باہر اران التجا
 عرض کی لے پیشو اس عارفان
 کیا کردن احسان کا تیرے شکر میں
 خضر نے کشتی جو توڑی جوڑے
 اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر وار
 جانا عارف نے کہ ہو حکم خدا

میں چلون گا شہر میں سلطان کے
 وہ کرونگا تیری خاطر جان کے
 سوے دو تنہا نہ شاہ کبیر
 اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے
 مارنے پتھر دگا سلطان کے
 چھوڑے سلطان مجھ کو ادولی
 مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
 بھاگ کر دان سے گیا باد رواہ
 جبین بٹھا تھا وہ سلطان شان سے
 حکم حق سے وہ مکان جھٹ گر پڑا
 مارتا تھا مجھ کو پنجر اس لئے
 کیونکہ تھا معلوم اس کو کشف سے
 تاکہ اس صدمے سے مجھ کو بچا
 حکم حق تھا بتلایہ اور ہو
 اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد
 آکے شہ عارف کے قدم پر پڑا
 لطف کا تیرے کرۂ نبین کیا بیان
 جو زمین تیرے ہزاروں لطف میں
 تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے
 کر دیا سوورٹہ قاتل سے پار
 کیا ہے چارہ جب ہوا مر قضا

دل سے اپنے بھروسہ بان کئے لگا
 مرضی حق پر ہی رہنا چاہیے
 لیے خواہش پر خدا کی بر ملا
 مال دنیا گرچہ ہے زہر اور پلا
 ان فرض کئے سے عارف شاہ کے
 شہ نے عارف کے لیے باعتر و جاہ
 اور نعمت بھی ہر اک موجود کی
 وہ فقیر پاک جان و راست باز
 عیش دنیا کین تھا ظاہرین پھنسا
 پستین اور دلق کو پہنے ہوئے
 ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر
 باخوشی رہتا تھا اُس گڈری میں
 کچھ نہ اُس وقت سے حاصل تھا اُسے
 گرچہ ہے دنیا یہ ملعون ازل
 مال دنیا گرچہ ہے زہر اور پلا
 نیک کاموں میں تو اُسکو مصروف کر
 مال دنیا کو بقاء گرچہ نہیں
 واسطے دانلکے دنیا خوب ہے
 جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے
 گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار
 تانہ دھوکا تھا اپنی جان سے

مرضی حق سے تو اب یاں آ پھنسا
 زہر بھی اک عرصہ چکنا چاہیے
 چاہیے راضی رہے صبح و مسا
 زہر بھی چکھے ذرہ بہر خدا
 شہرین آیا نکل کر غار سے
 کر دیے تیار محل اور خانقاہ
 واسطے درویش کے با صد خوشی
 ہو گیا ظاہرین اندر عرونا ز
 لیک باطن میں تھا وہ بے جدا
 نفس پر کرتا جہاد ہر دم دے
 کرتا تھا یاد خدا شام و سحر
 فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو
 پر فقیر و نکو دیا کرتا تھا اُسے
 پر ہے مومن کے لیے بیت العمل
 نیک جو گر خرچے اُسکو نیک جا
 ورنہ تو گناہ ہے مردار پر
 خوب ہے گر خرچے اندکارین
 اور نادانوں کو بد اسلوب ہو
 سانپ ہو دوست اُسکا دیکھ لے
 سانپ کے مت گرد بھر تو زینہار
 یاد رکھ یہ بات میری مان لے

مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا
الغرض درویش کو رہتے ہوئے
دنس برس سکون کے یوں ہی گذر
زہد و طاعت میں آیا کچھ بھی فرق
مقی یہ رسم شاہ جو ہونا سوار
وقت پہنچنے کے وہ سلطانِ انجی
الغرض اکدن اُسی معمول پر
اور اُسی حالت میں وہ پہلے
ناگمان وہ زن جو پہلے آئی تھی
پوچھا عارف نے کہ تو کس اسطے
عرض کی اُس نے کہ اس سلطان جان
یوں کہا چل دور ہو اسے بجیا
تو دعا ہے ہر اک کو پر جو دو
دور ہو مجھ سے کہیں اب اسے غنی
پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں
دور ہو یاں سے تو جلدی بجیا
ہو گئی غائب نظر سے سن یہ ذکر
دیکھے کس طرح ہووے گا جدا
معتقد مجھ سے ہو ہر چھوٹا بڑا
دیکھے تقدیر سے ہو کیا سبب
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے

۱۸۵

جو تو جاوے خراج کر راہ خدا
ہو گئے دن سال پاس اُس شاہ کے
پر رہا و سیاہی اپنے حال پر
گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق
بہر تقسم ملک یا بہر شکار
اُسکی زیارت کرنا اُس درویش کی
اُسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور
یاد میں اللہ کی مشغول تھا
سامنے سے دوسری بار آگئی
آئی ہو مجھ پاس اب بتلا مجھے
نہج سے میں ہوتی ہوں نصرت اس زمانہ
مکر سے تیرے خدا رکھے بجیا
ہو ترانا بلج تو اُس سے دور ہو
پوستین اور دلق مجھ پاس ہو وہی
میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں
کب تلک سے کی مجھے بتلا دعا
اُسکے فتنہ کا ہوا عارف کو فکر
مال و دولت دیوہی مجھ سے بھلا
آپ سے محکوم کرے کیونکر جدا
تیل نکل سے ہو جدا کس طرح اب
دیکھیے رسوا کرے کیونکر مجھے

بڑھ کے پھر لاعل ہو شاغل رب
 جو تقضا آوے تو ہو برعکس کار
 جو کیا چاہے ہو کوئی کار رب
 اکیدن تقدیر سے ناگاہ یار
 جستجو کی اور محنت بے شمار
 بے نیج بے حد پایا اور تکلیف سخت
 وان سے ہٹ کے شہ اسی معمول پر
 گر کے قدموں پر وہ اس درویش کے
 آیا تھا گرمی میں گھبرا یا ہوا
 شدت گرمی تھی رستہ کی تکان
 اک طرف تکیہ لگا دیو ارکا
 شاہ تنہا اور وہ عارف تھا وان
 ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا
 چاہے تھا اسکے شکم پر سے اٹھا
 چونک اٹھا کیا رگی شہ خواب سے
 دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا
 بولا غصے سے کہ جھٹ آوے وزرے
 اور کرے آقتل اسکو بر ملا
 کیا کیا تھا میں کہو اس کا بڑا
 کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو
 جو وزیر اس امر سے آگاہ ہوا
 کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر

ہو گا جو حکم خدا سر پر ہے اب
 ہو دین سب تدبیریں باطل اور زار
 عجب سے کرتا ہو اسکا کچھ سبب
 شاہ جنگل کو گیساہر شکار
 پر ملا اسکو نہ وان اسدن شکار
 دل ہوا گرمی سے شہ کا سخت سخت
 خدمت عارف میں آیا دوڑ کر
 پاؤں پر بوسہ دیا تو صدق سے
 اس جگہ آرام کچھ اُس نے لیا
 کچھ ہوا آسودہ شہ اس سوہان
 چون مسافر تھک کے غافل ہوا
 خنجر سلطان کھل کر از میان
 دیکھ کر یہ عارف دین خدا
 اک طرف رکھ دین جو غافلانہ
 ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
 پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا
 تاکرے درویش کو اسدم ایہ
 تاکرے دیکھے فصل کی اپنے منرا
 پاؤں پر رکھا تھا سر اس کے سدا
 کھینچے خنجر جو ہمارے من کو
 بڑھ بے استغفار بون شہ سے کہا
 جان بخشی اُس کی کرے نامور

شاہ بولا تجو بخشی اُسکی جان
چھین کر اُس سے یہ سب لے لے لے
ہو ہے یہ صدق دو فاما دل
مست ہونا زان لطف پرانے کبھی
اعتقاد اہل دولت پر کبھی
ایک دہم بے حقیقت سے و شاہ
دشمن جان اس قدر اُسکا ہوا
دل لگا اُس شاہ سے اچھو فاما
دیکھ کر کے سب کے وہ جرم و گناہ
چھوڑے جو ایسے شاہنشاہ کو
سوء خطا یں کر کے تو آوے جو پھر
مال دنیا کا بھی ہے بس جو فاما
جان سلامت اپنی عارف لگیا
جو دغا کھاتا وہ اُسکے کر سے
زیر تنجے در بے شاہ دون
کی تھی اُسے اعتبار حد سے بدر
جان و تن اپنا سلامت لگیا
حیف ہو حریف اوج صاب سلوک
خاص لذت اُسکے جو وقت خطا
شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کے
مست و مدہوش اس خطا ہے سو

۱۸۷

پر تجھے لازم ہو اُسکو اس زمان
کر کے ننگا شہر سے باہر نکال
وہم سے بس صدق میں آیا غفل
دمن ہوں شیطان اور دمن ولی
دل نہ دیجو کوئی اسے میرے اخی
ہو گیا بظن اُسی عارف سے آہ
جس طرح کبری کا ہووے بھیریا
جو ہزاروں جرم بنجھے اور خطا
دے ہو روزی لطف کو شام بگا
اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو
خاص ہو درگاہ میں اُسکی تو پھر
دل لگنا اُس سے جو بیشک خطا
کیونکہ دُنیا پر نہ اُسے دل دیا
قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
ہونا عارف بے شبہ زار و زبون
مال دُنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
کر سے دنیائے دون کے وہ بچا
ہو تو یوں نازان تعظیم ملوک
ہے نہ آف وہ ز صد خم شراب
یہ ندا اُسکر کے تو مدہوش ہو
ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کر

<p>کچھ نہیں کرتا ہے یا دالہ کو شکر ہے یہ تو برب العالمین آیت کائنات پر گوش کر دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر تجھ بنا پر ساقیا نابود ہین، بیت عیش و عشرت جس سے ہو دلبر نام</p>	<p>پوچتا ہے گویا تو اس شاہ کو اسد اسد ہے یہ کیا اسلام و دین جرعہ اک بھر قدم سے نوش کر ساقیا اب آگئیں مت دبر کر عیش کے سامان سب موجود ہین آگئیں نے ہر حق اک بھر کے جام</p>
<p>اسمین مذمت اُن کی ہو جو مضمون دُنیا میں غرق میں واسطے خط بے بنیاد کے</p>	
<p>گر دم ت جا سکے تو ای بُر فنون ہاتھ اور منہ اپنے ای نیکو سیر اک سر ہو کہیں اندر جہان ہے وہ کیا سن لے تو اب نجم سوزا اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے نے قماش و فقرہ و فرزند و زن سر بسر ناکامی اسکا کام ہے زہر کا بیلا بلاتی ہے تجھے ہوگا تو کب تک خراب نیکیت خرمن دین کو ترے بالکل عللا اسطرح جسے کیا تجھ کو زبون ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا</p>	<p>کیا ہو دنیا منصب دُنیاے دون اس سے آلودہ کئے تو نے اگر روے آسائش کو دیکھے گا تو جان منصب دنیا نہیں تو جانتا راہ حق سے دور جو تجلو کرے ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن مایہ پدنامی اسکا نام ہے یہ تنان ہر خطہ خاص و عام ہو واسطے اُس زہر کے دن اور دن منصب دنیا ہو وہ جس نے دیا منصب دنیا ہو وہ ای بُر فنون خوش ہو وہ مقبول جسے یاں کبھو اور اس حلوا و نان سے ای فنا</p>

خوش ہودہ وانا کہ جو یان چھوڑ کر
 مار کر اسپرودہ اپنے پشت پا
 مٹوئی مین مولوئی مٹوئی
 ترک دنیا گیترا سلطان شوی
 چھوڑ دینا کو کہ تا سلطان ہو تو
 ”زہر دلدورون دنیا چو مار
 زہر این مار نقش قاتل ست
 زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار
 زین سبب فرمود شاہ اولیا
 اس سبب کہتے ہیں شاہ اولیا
 حُب دنیا اس کل خطیستہ
 حُب دنیا ب خطاؤن کا ہجر
 چھوڑ دینا کو جو تو ہشیار ہے
 پہلے تو تحصیل مین اُسکے تیار
 بعد اسکے چھوڑ کر پھر راہ لے
 اسین اول تو ہزارون محنتین
 اہل دنیا الغرض یان اور دہان
 یا الہی محب کو بھی مہر خدا
 حُب نصب حُب جاہ و حُب مال
 حُب مولیٰ حُب حق حُب خدا
 غیر کی آفت سے کر کے محکوم و

منصب دنیا دے دون کو سرسپر
 خلدین جون شاہ مردان کے گیا
 نکتہ اک فرماتے ہیں سُن ایو اخی
 در نہ ہم چون چنچ سرگردان شوی
 درد مثل چنچ سرگردان ہو تو
 گر چہ دار داز بدون نقش و نگار
 میگرنیز دہر آن کو عاقل ست
 بجائے مین اس سے جو مین ہوشیار
 آن گزین انبیا و اولیا
 مین وہ مقبول دلی و انبیا
 ترک دنیا اس کل عبادۃ
 ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
 عاقلو نیر جان یہ مُردا ہے
 کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
 حسرت اور افسوس کو ہمارا لے
 اور آخر مین ہون حاصل حسرتین
 محنت اور حسرت مین ہینگیک بیان
 آفت دنیا دے دون سے رکھ چا
 واسطے اپنے مرے دل سے نکال
 محکوم اب بہر محمد کر عطا
 ہر دم دہر غلط رکھ اپنے حضور

اسمن بیان ہو کہ آدمی کو چاہیے کہ خلق کے بھلے بُرے کئے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا و رسول کے کیے جاوے

اگر تو چھوٹا خلق بین خلقت سے اب
کون ہو جو بد زبان سے ہو بچا
گو کہ ہوں تجھ میں کراماتیں ہزار
گر زمین سے آسمان تک تو اُنے
کر سکے کوشش سے نالہ بند تو
جمع ہوں اہل نفاق آپس میں جب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ
چاہیے راضی ہو بندہ سے خدا
حق سے بداندیش کب آگاہ ہو
چھٹ سکے ہو ان سے کتب اور کلام
چھوڑتی ہو خلق کب بچھا ترا
جو کوئی گوشہ کر ہے اختیار
یون کمین اُسکو کہ ہو یہ مکر و دیو
اور جو ہو دے خندہ رو و خوشامد
اور جو کوئی ہو غنی اور کامران
اور جو کوئی مرد درویش و نکو
یون کمین اُسکو جو یہ ناچار ہے
اور جو کوئی کامران تقدیر سے

بد زبان خلق سے چھٹتا ہو کب
حق پرست ہو یا کہ ہو دے خود نما
اور ہو گھوڑے پر گر تو بھی سوار
پر نہ طعن خلق سے ہرگز نہ ہے
پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو
اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں ب
کئے دے جو کچھ کئے خلقت کو چھوڑ
غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہو
گو کرے سوچیلے اور از حد سعی
گرچہ تدبیرین کرے تو لا کہا
اختلاط خلق سے رکھتا ہو عار
آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو
اُسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا
اُسکو بولے ہیں یہ فرعون زمان
فقر و فاقہ سے کوئی سختی میں ہو
اسکی بد بختی کا یہ ادا بار ہے
رتبہ شاہی سے اپنے گر پڑے

تو خوش کمین کب تک یہ گردن کشی
 اور جو کوئی مغل و مسکین فقیر
 کھولیں حق میں اُسکے کینہ سوزبان
 ہاتھ میں دیکھیں جوتیرے کوئی کار
 اور جو بے کاری کرے تو اختیار
 اور جو تو با تو نہیں ہو بولیں تجھے
 اور جو خاموشی کرے تو اختیار
 اور کمین نامرد جو ہو بڑو بار
 اور دلیری مرد می گرتو کرے
 اور کم کھا دین کرین طعنہ اُسے
 اور جو خوش خوراک ہوں اور خوش لباس
 بے تکلف ہو جو کوئی مال دار
 اُسکو یوں طعنہ کرین یہ بے حیا
 اور جو گھرا چھا بناوے نقشہ دار
 اُسکو دین طعنہ کہ اپنے کو جوان
 جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھبھ
 یعنی ہے زن کی بغل میں یہ بڑا
 اور کرین اہل سفر کو یوں خطاب
 یعنی یہ صاحب نصیب ہوتا اگر
 مرد بے زن کو کمین یوں خردہ بین
 اور کہے گرزن کوئی کہتے ہیں یوں

۱۹۱

ہو خوشی کے بعد آخر نا خوشی
 تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
 ہے یہ دون پر ور فرومایہ زمان
 سمجھیں تجلو بس حریص اور دنیا دا
 سب گدہ پیشہ کمین اور سچہ خوار
 حق حق و بقی بق سدا کرتا ہوئے
 نقش دیواری کمین تجھ کو پکار
 ڈرتا ہو ہر شخص سے تو زینہار
 تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگین پرے
 مال اُسکے یہ اور دنگلیے
 تن شکم پرور کمین اُسکو یہ ناس
 یہ کزینت با تمیز و پیرے عار
 ہے یہ قیمت نہ ہنے اور نہ کھا
 خوش لباس اور خوش وضع ہوا وفا
 رکھتا ہو آراستہ مثل زمان
 مرد اُسکو کب کمین اہل سفر
 کس طرح عقل و ہنر آوے بجا
 سخت برگشتہ پھر ہو یہ خراب
 پھرتا کیوں شہر و بشہر و در بدر
 اسکے پھرنے سے ہر نجدہ زمین
 بڑ گیا دلدل میں سر خر کے چون

یہ کہیں غیرت نہیں ہو کچھ اسے
ہاتھ تیرے ہونے کل کو پیش و پس
رات دن کرتی ہو اُسکو طعنہ خلق
جائیگا دنیا سے با افسوس و درد
باغوشی گنج سلامت میں رہا
دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی
کیا کہا ترسانے اُسکو اور شگفت
مریمؑ کو اُس کا برملا
کہ یلید و لہو لکد اللہ الصمد
مبتلا کو صبر ہر دم چاہیے
نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا
صبر کے مجھ سے سن یہ داستان
خلق کے ہاتھوں سے جب پاوان

گر کسی سے بُرد باری تو کرے
اور سخی کو یوں کہیں کر اب تو بس
جو ہوا خانہ بنان خشک و دلق
باپ کے جون یہ بھی آخر سفاہد
کون ہو جو زبان سے جو بجا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی
ہے خدا بمثل بے انباز جفت
جو روا اور بیٹا مقسّر کر دیا
پاک ہو وہ ذات از زوجہ ولد
کب چُھپے کوئی کیسے ہاتھ سے
کب کوئی یاں جو ردم بجا
کنے سننے خلق پرست گردھیان
گر سنے تو دل سے یہ میرے بیان

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

عقل کے غم سے تھا وہ جینے سو دو
ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ہو سوار اُسپر کیا رستہ کوٹے
ہر دو باہم در کلام و در خطاب
یہ کہا سب نے کہ بُوڑھے مرد
رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
تاناہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور
ناگمان عزم سفر اُس نے کیا
ایک گھوڑی پاس تھی اُس کے
تھا پس اسکا پیادہ در رکاب
مل گیا جو رک گروہ رہروان
خود سوار ہو کر کے ملے کرتا ہو تو
باری باری چاہیے ہونا سوار

پیرنے جب یہ مناسبے کلام
 کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار
 سامنے سے اک اور خلقت آگئی
 یہ عجب بوڑھا جو بے عقل و شعور
 طفل کو بے حذر اکب کر دیا
 راہ طے آسان کرے طفل اور جان
 یہ نصیحت جو سنی اُس پیر نے
 کر کے دونوں قول کے عکس کار
 سوچے یوں گھوڑے کو اب تکلیف پہن
 اتنے میں اور اک جماعت آگئی
 لے شکر رحم کر بر سبزبان
 چاہیے اک اسپہ ہوئے اب سوار
 یہ ستم اس سبزبان پر ہوا
 شکر کر حق کا سوار سی تجھ کو دی
 جو سنا بوڑھے نے یہ اُنے بغور
 یعنی دونوں بھر تو گھوڑے کو آتر
 گرتے پڑتے جاتے دونوں پائے ریش
 اور ایک فرقہ ملا کر براہ
 گر تا پڑتا جاتا ہے آپ اور سپر
 ہے سوار سی ساتھ موج دھنکے پر
 پہلے تو اُسکے بڑھاپے پر ہنسنے

ہاتھ میں بیٹے کے تب دیکر لگام
 خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
 دیکھ اُس کو مار نے طعنہ لگی
 ہے یہ خطبی یا کہ مجنون بالضرور
 خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
 سپر ہو اک کوس میں بس ناتوان
 طعنہ مہلک کا بھی یاد آیا اُسے
 ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار
 تاکہ بھر طعنہ سے اور و نکلے بچپن
 جھٹ ملامت سپر کو کرنے لگی
 بوڑھا ہو کے تو ذرہ ہو مہربان
 رکھا اس عاجز پہ تونے دو کا بار
 گر ہے جوان پر ہے مخلوق خدا
 مہربانی کر تو اسپر اسے اخی
 دل میں کی نادانی سے تدبیر اور
 پیادہ ہوئے بس ہر سفر
 جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش
 دیکھا اُس بوڑھے کو با حال تباہ
 اسپ بھی ہمراہ ہو کو تل مگر
 ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر
 بعدہ پھر اُسکو یوں کہنے لگے

کیون نہیں ہوتا ساری پر سوار
جیٹ ہوئے ساری جھوڑ کر
تجہ سامان کوئی عالم میں نہیں
اٹے ہوں سلیم جب وہ تھنا
عقل کامل کو ہو حاصل خیرگی
پیر مرد القصہ حیران ہی رہا
جا کے منزل پر گیا سبے مقام
گر نہ سنتا یہ کبھی قولِ فضول
جو کیا ہر قول پر اُسے عمل
رکھتا ہو ہر کام میں جو اشتغال
لغو سے بچتی ہو کب خلق خدا
خلق کے اچھے بُرے کہنے سے تو
کہنے سننے پر نہ کر اُنکے خیال
نیک اور بد پر نہ کر اُنکے نظر
ساقیا آکھو غم دنیا و دین
ہونہ دنیا میں خیالِ اکتساب
شغل ہو ہر دم خیالِ بارے
ہوں میں یوں اندر خیالِ عشق با

تانا ہوں محنت سے پاتیرے نگار
بچ رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
نے سنا ہو اور نہ دیکھا ہے کہین
عقل ہوش و فکر سب ہو دین فنا
فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
اور ہر اہی ہوے مثل ہوا
وہ رہا رہ میں پڑا با عقل خام
راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
راہ چلنے میں پڑا اُسکے خلل
کام میں اُسکے ہون بھر سقیل قال
آپ کو امداد تو ان سے بجا
بچ و غم میں ڈال مت بس آکھو
کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال
کام کا جو کام ہے وہ کام کر
اسکے اسے تائین ہوں فارغ کہین
اور نہ عجبے میں غم اجر و ثواب
بخیر ہوں اپنے کار و بار سے
غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

۱۹۴

اسمین بیان ہو خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبون اور عادتوں سے
انسان کی

کیا ہے دنیا جان ای صبا کمال
یہ جو ہے بجال تیری قیل و قال

کھول کان اور لپ بند کر از مقال کر تو خاموشی کی عادت اختیار ہووے بعضی گفتگو ای نیک پے خوش نصیب ہوتے ہیں مردان خدا کے خاموشی بہت سی اختیار خاموشی بس ہر مقال اہل حال میچھا خاموش ہو کر اسے جو ان یون رہیگا کب تک اسے بغیر غ ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا میچھکر خاموش مجھ پاس جو ان تا کہ ہو معلوم سچہ کو زینہ سار	ہفتہ ہفتہ ماہ ماہ و سال سال جس سے ہو جاوے تیرا دل ہوشیار ہو کے وہ زنا ر گردن میں پڑے بندر کھتے ہیں زبان اپنی سدا کرتے ہیں دل سے وہ یاد کر دگار گر بلا دین تو وہ ہو جاتے ہیں لال تا خاموشی ہو تری نطق و بیان تو گرفتار دروغ اندر دروغ آپ کو گفتار باطل سے بچا گوش دل سے سن ذریعہ داستان فائدہ اور نقص خاموشی کا یار
---	--

حکایت تمثیل

تھا کہیں اک بادشاہ عالیجناب شاہ جاے تھا کہ ہو یہ ذوق فزون اک معلم با ستر تعلیم کو تا کہ اس کے سیکھ لے بیاض نور چند عرصہ میں غرض اس کا سپر حل معلومات و مجہولات کے عقل کامل جو کرے کمال چند برسوں میں غرض ای نیکنام	ایک بیٹا اُس کا تھا ناب مناب تا دلی عہد اسکو میں اپنا کروں کر دیا شہ نے مقرر نیک خو ہر طرح کے علم و فن لے باشعور عالم و فاضل ہو ابا کثرت و فر بحث منقولات و معقولات کے ذوق فزون دہر ہووے لا محال ہو گئی تحصیل اُسکی اختتام
---	---

دیکھ کر فضل و کمال اُس کا تمام
لیک وہ نہزادہ والا حسب
وصف خاموشی کا تھا اُس نے رُخا
علم سے دل پر غالب خاموش تھا
بادشہ نے جو کمال اُس کا سنا
سانے اپنے بھا کر باخوشی
وہ پسر خاموش تھا اندر چوہا
بادشہ اس بات سے حیران ہوا
کر بیان باعث ہو کیا اسی ہنر
عرض کی اُس نے کہ جہن و شہا
ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر
شاہ نے اس پر معین کر دیے
کہد یا سب کہ جب بولے کلام
الغرض اکدن گیا شاہ جہان
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار
صید گہ میں ایک تیر تھا تھان
ناگمان بولا وہ تیر ایک بار
شاہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا
جو یہ اس دم جا نور رہتا خاموش
صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا
گر نہ اس دم بولتا یہ جا نور

کرنا تھا سو آفرین ہر خاص و عام
رکھا تھا ہر گفتگو سے بند لب
اسی لیے خاموش رہتا تھا سدا
مثل دریا زیر لب درجوش تھا
پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا
گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
سنتا تھا سب کچھ صواب ناصواب
اور معلم کو بلا کر یون کما
رہتا ہو خاموش کیون میرا پسر
وصف خاموشی کا اُس نے پڑھ لیا
کچھ نہیں اچھی بُری کتنا خبر
چند مردم نا سخن اُس کا ستے
پاس میرے لاؤ اُس کو اسلام
دشت میں بہر شکار و خیان
اور شہ جنگل میں مشغول شکار
چھوڑ اُس کو شہ ہوا آگے روان
شاہ نے جھٹ کر لیا اُس کا شکار
مہنس پڑا اور یون ندیوں سے کہا
بند کر تالب نہ کرنا کچھ خروش
کھولا جو لب ایک دم میں سردیا
قطع کیون ہوتا اب سکا تن سے سر

ہو مبارک آپ کا بولا پس
 سامنے اُسکو بلایا لا کلام
 جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیان
 رہ گیا خاموش لب کو بند کر
 شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
 مارو اس کو تازیانہ بے ثمر
 کیا یہ تم بائین بناتے ہو سدا
 قطع سر اُسکا ہوا اور مین بیان
 لے سخن گو ڈر تو از ر و ز جزا
 تازیانے تن پہ نہ کھائے ہین اب
 دیکھیے کیا حال ہو اُ لکا وہاں
 سو حکایت کرے خاموش رہ
 صاحب اس قلعہ کا رہتا جو نذر
 ہوں زبان سے آفتین اکثر بیان
 از دم خود کار خود ہر ہم وزن
 بقراری ہو بیان محبو کمال
 جرعہ جرعہ دے کے ترسانا ہو کیا
 آج قفل مسیکہ کو توڑ ڈال

جا کے جاسوسوں نے شہ کو دی خبر
 شاہ نے خوش ہو با کرام تمام
 یوں کہا شہ نے پس سے میری جان
 ہو پیشبان اُس سخن سے وہ سپر
 شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی
 غصہ سے بولا وہ شاہ بے خبر
 اُس سپر نے پھر ندیوں سے کہا
 اک دفعہ وہ جانور بولا تھا وہاں
 اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا
 اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب
 جتن جتن بقی بن مین جو رہو ہین بیان
 تو بھی اسے امداد باہوش رہ
 خاموشی کا ہے قلعہ مضبوط تر
 کیونکہ اس عالم میں ہو سود و زبان
 تادم آخر زاول دم وزن
 ساقیا آپ کہاں تیرا خیال
 آکھیں بے غم کے غم سے لگا
 غم سے بھی تسکین ہوئی ہو حال

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہو کہ مشابہت رکھتے
 ہین ظاہرین ساتھ فقرا کے اور باطن مین وہ اشقیاء ہین

<p>کیا ہو دنیا یہ ترا اعمال سے یہ مقام فقر خورشید اقتباس اس رد او جُبہ پر تیرے انخی ظاہر ت چون گور کا فر پر خلل از برون طعنه زنی بر با یزید ہے ترا ظاہر خیانت سے بھرا اور تیرا اندرون وہ اسے سپر رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنه سدا اور باطن سے تیرے جان ملید من ریا کو آب سے کر کے بعید</p>	<p>جُبہ نشین رد اسے شال ہے ہوئے کب حاصل کسی کو دیاس مکھویا د آئین دُوبیت شتوی واندرون قہر خدا عز وجل واز برون نت جنگ می دار دزید حطرح ہو گور کا فر پر بلا ہے بھرا قہر خدا سے سر بسر با یزید پاک پر اسے بجیا سکھیا اور ننگ رکھتا ہے یزید یاک لوگون کا طریقہ اسے پلید</p>
--	---

حکایت حضرت بایزید بطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

<p>ایک کو چہ جنگ من سے بایزید ناگمان اُن کے برابر آگیا یک بیک کُتے نے کھوئے اپنے لب اپنے دامن کو بجا با کس نے خشک ہون گرمین تو ہو کپڑا لھی پک اور جو دیکھے اپنے اندر غر کر سات دریاؤں سے بھی ہو دگر یہ لگے کُتے سے کہنے با یزید اگر بن آپسین ہم تم دوستی عرض کی کُتے نے لے سلطان دین</p>	<p>جانے نئے اتنے میں اک گنا پلید اپنے دامن کو لیا اُس سے بجا عرض کی اُسے کراہی مقبول رب مجھ سے اب اسکا سبب من بھیجے اور جو نہ ہو تو ہو دھونے سے پاک وہ جنابت تجھ میں ہو اے باخبر پاک کب ہو اُس سے تو اے ہر دور تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید خوب گندے کی ہم میری تری دوستی کے میں ترے قابل نہیں</p>
--	---

مین ہوں مردود اور تو مقبول ہو
 دیکھتا ہے منجھو جو کوئی بشر
 اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص عالم
 اور یہ ظاہر ہے کہ مین رکھتا نہیں
 اور تجھ پاس ایک منگاہے بھرا
 مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو
 رو پڑے سنکر کہ یہ وہ پاک دین
 آہ کہو نگر ہو لگا بھرمین بے خلل
 پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہو
 شیر انانی کوئی عالم میں نہیں
 اور حقیقت میں ہو یہ حال آبکا
 دست بر تسبیح درد لگا وخر
 ہاتھ میں تسبیح دلیں گا وخر
 ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر
 پھونکدے اس جبتے نایاک کو
 ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو
 مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر
 تو بھی اسے امداد با حق لیلیے
 ہے خودی میں جتلیک بخود جو تو
 خود جو تو کس کی کر ہے جستو
 آپ کو اپنے مین اول دیکھ لے

تیری میری اب بھلا کیوں کر بنے
 دور سے مائے ہو پیغمبر نے خطر
 کرتے ہیں تقیہ مہے حد اور سلام
 کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
 آرد گندم کا اسے مرد خدا
 مین پیدا اور تو ہر پاک و نیک خو
 واسے مین کتے کے بھی قابل نہیں
 قابل درگاہ حضرت لم نزل
 اور یوں تیرا ضیث اب فال ہو
 عالم و زاہد دلی اور پاک دین
 جس سے شیطان بھی امان چاہو سلام
 اینچنین تسبیح کے دارد اثر
 ایسی کب تسبیح کھیتی سے اثر
 ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
 اور عصا و شانہ و مساک کو
 پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
 تیرا ہو جاوے جہنم میں مقدر
 بخودی مین اب خودی کو چھوڑے
 ہو تو بخود پھر تو خود ہے ہو ہو
 تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
 غیر کو کرک بل اس یار سے

معرفت پید از عرفان خویش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساقیادہ بخود ہی کام دے	جس سے بن آپ میں آؤں آپ سے
آپ کھو کر محو ہوں در حُسنِ یار	محو اندر محو ہوں میں زینہار
نامِ عینِ رسم آثار اپنا سب	ہو فنا اندر فنا لیکِ نخت اب

اسمین بیان ہو کہ خدا تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوچھ نہ طمعِ جنت کے لیے اور نہ خوفِ دوزخ سے

کیا ہو دُنیا جان ای نیکو نشت	یہ عبادت ہو تیری بہر بہشت
ہے یہی نزدیک اہلِ دلِ مقرر	دین گھٹانا جان تو ای بہرہ ور
یعنے مزدوری عبادت پر بیان	مانگتا ہو حق تعالیٰ سے وہاں
جا حدیثِ ماعبد تک لے سپر	تو کلامِ مرتضیٰ سے یاد کر
یعنے فرماتے ہیں یون شاہِ علی	عاشقِ حق نامُوب حضرتِ نبی
ای خدا سے خالقِ ہر دو جہان	ہو تو ہی مطلوبِ محکو ہر زمان
پوچتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمعِ جنت یا نہ خوفِ نار سے
پوچتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے	ہر طرحِ تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوچنے کے لائق اے میرے خدا
بس میں پوچا تجھ کو کیا جان کر	غیر کی اُلفت کو کی دل سے پر
لیتنا ہے طاعت پہ اجرتِ گروہ	رکھتی ہو اجرت کی طاعتِ بگروہ
آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہو تو ہے یہ گمراہی شہر
واسطے حق کے ہو کب سے قلیل	طمعِ اجرت کے لیے ہو یہ عمل
یاد آئی اک مثال اس پر مجھے	ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں ایک شخص نے محمود کو
 ہے ایاز ایسا نہ کچھ حسبِ جلال
 سُنتے ہی اس بات کے محمود شاہ
 اُس کی خوئی نیک پر ہونینِ خدا
 نقل ہوا کہ دن کجائتا تھا وہ شاہ
 ساتھ اُسکے تھے جو اس سے بھر
 اتفاقاً گھمکے گھمکر اک شتر
 گئے ہی اسل و نٹ کے ایو نیک
 ہو گئے اک تخت وان اس کے بدر
 دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ
 سُنتے ہی یہ حکم جو ہر رہ تھے
 چھوڑ دئے کو سب کے سب پیادہ
 اور رہا ہر نہ کوئی شاہ کے
 دیکھ کر سلطان بولا اسے ایاز
 عرض کی اسے کہ ایو سلطان دین
 دور ہو کر اب تری خدمت سو میں
 قربت سلطان حاصل ہو جے
 ہو طریقت کے خلاف اب یہ کیا
 اُس سے زیادہ کون ہو بس بے ادب
 نفس پرور ہو جو رکھے کچھ نظر

یہ دیا طعنہ کہ اسے شاہ کا گنکو
 جسے تو عاشق ہو یوں 'جر با کمال
 اُس سے یوں کہنے لگا ایو نیک
 اور نہ عاشق اُسکے رنگت روپ کا
 ایک کو چہ تنگ کو با عزو جاہ
 چند صندوق اونٹوں کے اوپر دھر
 اُس گلی میں گر پڑا اسے بہرہ ور
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
 لعل و یاقوت و زمرد و سیم و زر
 ٹوٹنے کا حکم دے کر جلد یا
 یک بیک سب ٹوٹنے پر پڑ گئے
 ٹوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
 رہ گیا پر آنگ ایاز اسے نیک
 تو نے بھی ٹوٹا ہو کہ مجھ سے تو راز
 جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہونین
 کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
 چھوڑا اسکو بھر وہ کیوں نعمت کو
 غیر حق کو حق سے مانگے زینار
 جو برحق کے کرے حق کی طلب
 دوست سے جو دوست کے احسان پر

<p>و اسے حق کے ہو کب لے نا بکار لینے بہر جنت و حور و تصور زہد کے پردے میں کرتا ہو طلب خواہشات نفس کو پوجے ہے تو ہو وہ طاعت گر سمجھ اسے بغیر بہتر اس سے اجر کیا چاہے گایار اپنی خدمت کے لیے پیدا کیا اپنی قدرت سے مزیں کر دیا خلعت عرفان کیا آراستہ جس سے ہون میں مواند رس دیار نے اُسیدِ خلد نے خوفِ سحر دو رخ ہم کو ہو ظہور ات جلال</p>	<p>تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار نفس کی خواہش سے کرتا ہو ضرر خواہشات نفس ہیں یہ سب کی سب کستا ہو چون ہون میں اللہ کو اجر عابد چاہے طاعت پر اگر آجر یک تک تو ہے اُمیدوار اُسے فضل و لطف سے تجلّو فنا باوجود آلودگی کے قدر ترا اور اس قدر ترے لے با وفا ساقیا آدے وہ جام بے قرار ہون میں ہون دنیا ہی دون کو بغیر خلد اپنی مظہر لطف و جمال</p>
--	---

۲۰۲

اسمٰن بیان ہے شوق چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف
شرابِ ظہور کے مراد اس سے محبت الٰہی ہے

<p>اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سی راگمان گذرا ہو جو اسے نیک اُس شرابِ پاک سے اونیکنام اُس سے مت رکھ بہر حق تجکو عبید قید سے رنج و الم کے جلد تو تن بدن کو رنج و غم کی قید سے</p>	<p>عرضات اور قضا سیری ہوئی تا کہ بچاؤن میں اپنے وقت کو کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام ہے خوشی کے در کی بیشک کلید اور رہا کر ساقیا رواج کو اور چھڑا جلدی خدا کے واسطے</p>
---	--

اس خراب باد ویران میں مرا
 نے تو محکو نفع خلوت سے ملا
 دیر و کعبہ میں پھر اسرار تار تا
 اب بہت بچین ہوں اساقیا
 بس شراب بیخودی محکو پلا
 وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا
 ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور
 تاکہ ہوں مقصود دل سے بہرہ ور
 آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں
 وہ شراب اساقیا محکو تو نے
 آتش موسیٰ سے اک شعلہ ہویا
 طور ہو اس نور کا سینہ مرا
 بس پلا لا کر کے وہ محکو شراب
 ہو وہ ایسی جو پہ اسکو ذرہ
 ۹ تھ کہیں بہر خدا ہو جلوہ گر
 ماہ بھی اور ب ستک چھپ گئے
 مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا
 عیش ہے بے عیش میرا مطربا
 کر بیان کچھ یار کی باتوں سے آ
 دور کر مجھ سے اب ایام فراق
 باد ف و نے سے تو اٹھ کر مطربا

خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا
 اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
 نے ملا مقصود دل کا کچھ بیت
 ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
 قید سے تیاں کی دل چھوئے مرا
 ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
 ہو نرالا اس سے اس عالم کا طو
 خاک ڈالوں ہستی موہوم پر
 خلق میں اک حشر سا برپا کروں
 استخوان کہنہ کو جو زندہ کرے
 اس شرار پاک کا نور آشکار
 خم ہو اسکا قلب اپنا اوج فنا
 جس سے واپس ہو مرا عید شباب
 دو جہان کی قید سے ہو وہ رہا
 صبح ہونے آئی اب مت در کر
 اور صدائیں مرغ بھی دینے لگے
 رائگان گزری ہو در رخ و عنا
 بے غل کے کچھ غنا مجھ کو سنا
 دل مرا اس پن ہو غم میں مبتلا
 ہو گئی طاقت مری دوری ہو طاف
 محکو اشعار عرب سے کچھ سنا

تاکہ ہون ہم پر یہ سب سے نیک نام
 آہ کب تک میں کروں آہ و فغان
 آہ و اویلا درینا حسرتا
 بھرنا محبو وہ نظم مستطاب
 عمر بگذری مری در قیل و قال
 مطربا اب بہر حق اٹھ تو سہی
 بھر کوئی شعر عجم محبو سنا
 اور کہہ کوئی تو بیت مثنوی
 بشنوا ز نے چن حکایت میکند
 بشنوا ز نے بشنوا ز صاحب نفس
 نے سے مت سن سن توصاب نفس سے
 ہو مخاطب اٹھ کہیں لے بہرہ ور
 وہ کوئی نغمہ سنا اس نیک خو
 دل مرا غافل ہو اپنے حال سے
 بند آہن میں پڑا ہو ترس اور پر
 اور کہتا ہو کہ ہوا اس سے سوا
 سر سبر گرہ ہوا لے نیک خو
 ہے غفلت سے مدہوش اس قدر
 ایک مدت گزری ہو اسکے تبیین
 قہقہہ مارے ہین کا فر بر ملا
 اب بھی احوال داد تو بہر خدا

عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام
 ایک بھی سنتا کہیں وہ چان مان
 حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
 جو کہی تھی میں نے در عہد شباب
 اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال
 کچھ بھی اب طاقت نہیں مجھ میں رہی
 تاکہ دل قیدِ الم سے ہو رہا
 از حکیم مولوی معینوی
 وز جدائی کا شکایت میکند
 کہ زہادی نالہ نشین دست کس
 کیونکہ جا دے کوئی نالہ سنے
 سب زبان سے تو مجھے آگاہ کر
 خواب و خور سے تاکہ دل بیدار ہو
 ہر سدا مشغول قیل و قال سے
 جہل سے بھی اپنے قائل ہو مگر
 یعنی پامین بیڑی حرص و ہوا
 اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو
 آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر
 ہے یہ تجا ز میں یوں گوشہ نشین
 دین اور اسلام پر اسکے سدا
 خواب غفلت سے ذرہ تو چو نکجا

جلوہ دلبر سے دل معمور کر
جان لے تیرا وہی مہمو دے
سب یہ تجھے ترسے ہیں اور دیر
اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقال
مل نہیں سکتا تو اپنے پار سے
غیر ہو جس گھر میں وہ آئین کمان
نور دلبر بنا ہو اس میں جلوہ گر
ہو خبر دار اب تو اپنے حال سے
ختم کرو اللہ اعلم بالصواب
کہزار و دو صد و شصت و چار
رکھد یا اس کا غذا سے روح نام

غیر دلبر کو تو دل سے دور کر
ماسوا دلبر کے دل میں ہو جو شہ
یعنی یہ حرص ہو او محبت غسر
ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال
دل میں جب تک تیرے حب غیر ہو
غیر سے ہے بجز اسکو اب جو ان
غیر سے خالی ہو گھر کو جلد کر
ہو کے تو خاموش فیکل و قال سے
الغرض امداد تو اپنی کتاب
سال جبری بھی ہوئی جب ختم یار
جب ہوئی یہ مثنوی یار و تامل

خاتمہ الکتاب

کر دیا ہو یہ جو کچھ میں نے بیان
علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں
ہے کہ مطلب خوبی اشعار سے
چاہتا ہوں یہ کہ ہو و فیض عام
اور ہو وے دور فق فاسقان
عرض ہو اہل صفا سے یہ ذرہ
دین بنا اپنے کرم سے بر ملا
اسمیں دین اصلاح بخوف و خطر

بعد کے سن اب اسے دوستان
شاعری سے مجھ کو کچھ بہرہ نہیں
چاہیے مقصود دل اس پار سے
شاعری سے کچھ نہیں ہو مجھ کو کام
میں یہ زیادہ ہو عشق عاشقان
شاعر و ن سے کچھ نہیں ہے التجا
جو کہ دیکھیں اسمیں کچھ سو و خطا
کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر

نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات کا مظہر ہو اور ہر چیز ہو نام مبارک کا مظہر ہو

دیکھا جی

ہر چیز کو خواہی عدد دش گیر دوبار
یک سا از زیادہ و سہ چند ان شمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند
درست و دوم ضرب کردہ اللہ بزرگ

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہو کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور
مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہو کہ حقیقت
منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحساب بجد
بکھائیے اور ان اعداد کو دو چند کیجیے اور اسی میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجیے
اسکے بعد چھ سے تقسیم کیجیے جو باقی رہے اسکو پانچ میں ضرب دیجیے اعداد ذات
باری ہویدا ہونگے۔ مثلاً اگر وہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحسب پیدا ہوں
تو بحساب ابجد عدد ولی کے (۴۶) ہوے اسکو دو میں ضرب دو بانوے (۹۲) ہوے
اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۰۹) ہوے (۲۰۹) کو چھ سے تقسیم کیا ۳
باقی ہے اسکو ۲۲ میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوے اور یہی مطلوب
ہو و علیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیۃ المستخرجہ من جعفر علیٰ کینوی سلمۃ اللہ تعالیٰ

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبد الغنی
کرچون جملہ مراتب عمر طی
این نذا آد ز ہر سو غم فرا
داو جان عبد الغنی با جلوہ جی

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب دہلوی مرحوم

بست و شہم ذیقعدہ جمعہ کو
چل دیے جنات کو یعقوب
رو کے کما سبے کہ جہان سے نام نہاد ماہ ہوا آہ غم و ب

۱۲۸۲ھ

کتاب خلاق و صف و حالات اولیای کرام اردو

نام کتاب	فیض	نام کتاب	فیض	نام کتاب	فیض	نام کتاب	فیض
مدق العارفین ترجمہ اردو	نقوی شریف نظم اردو کامل	کلیات امدادیہ	اردو	طیلس الرحمن سید پوری کھڑک	اردو	ایضاح علوم کاغذ عمدہ	پند و ہدایت
اکسیر ہدایت کی سعادت	نقوی شریف کامل شرح	جامع مطلب حافظ ابن حجر	اردو	شمل عارفین تصوف	اردو	کعبہ معرفت و سرگزشت کاغذ عمدہ	نقوی شریف کامل شرح
سراج السالکین ترجمہ	نقوی شریف نظم	حضرت غوث پاک	اردو	اربعین السالکین مصنفہ	اردو	سراج السالکین ترجمہ	نقوی شریف نظم
اردو سنہج العابدین	ایضاح اردو	کرامات حضرت محبوب علیہ السلام	اردو	زاد التقوی مصنفہ	اردو	ترجمہ الراتقلب	نقوی شریف نظم
نقوی خوجان	اردو	گلزار ابراہیم	اردو	مولانا کرامت علیہ السلام	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	سراج الفقراء	اردو	مناقب غوثیہ	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	مقامات امام ربانی	اردو	فیض رحمان	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	کلیات الصالحین	اردو	مناقب الفضل	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	مجموعہ دربرہ حق	اردو	اوقات عزیز کی کنواری	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	مقامات الصالحین	اردو	ذاتی فضل رحمانی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	تختہ العاشقین	اردو	گلستہ کرامات	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	نقوی شریف نظم	اردو	شہادت سنوئی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	دستان مذہب	اردو	تجلیات قدسی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	زمین المباحات قبہ حضرت	اردو	کلیات احسانی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	غوث اعظم علیہ السلام	اردو	صدائے اخفیہ	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	مجموعہ ذمیرہ کرامت	اردو	تجلیات سنوئی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	ذمیرہ کرامت	اردو	المشیرۃ	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	جامع الاخلاق ترجمہ	اردو	گلستہ کرامت	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	اخلاق جلالی	اردو	کلیات احسانی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	سراج السالکین	اردو	صدائے اخفیہ	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم
مجلس گیارہویں	اردو	نور الایضاح مصنفہ شاہ	اردو	تجلیات سنوئی	اردو	مجلس گیارہویں	نقوی شریف نظم

۲۰۶

گلزارِ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیاز احمد حضرت لقبصیرات احقر متوسلین و کثرین مقربین حضرت امام العارفین مقدمہ الرکن کراچی
الاولیا نیاز الکبر از مبداء الصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید لہادات ضیہ الزمان زید الدوران میمنہ می
مؤتمدی مستندی ذخیرۃ یومی وغدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج شاہ
محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی مولد المکی موردا الفاروقی نسباً احنفی مذہباً الصوفی مشرباً اوداہلہ تحالہ
کاسمہ الشریعہ امداداً من اللہ علی العباد افاضتہ علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت علان البقیۃ کے
عرض رسالت ہے کہ حضرت پیر مرشد عتشم الیم دام ظلم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم میں کثرت سے ہے کہ
اُس کا احصاء و ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و تمتاع
و احتفاظ و التذاد و سب پیر محابوں غیرہ کے جی میں آیا کہ ان اوراق کو جمع کر کے انکی خدمت میں پیش کروں
اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا ہڈی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے - ۶

گر قبول افتد نہ عز و شرف
پر ہم اللہ عہد آقا ل آینا

مناجات

اکی یہ عالم ہے گلزار تیرا
 جہان لطف گل ہو دہنِ خاتمِ ہو
 عجب رنگِ برنگ ہر رنگِ مین ہو
 خوشی غم مین رکھی ہو اور غمِ خوشی مین
 یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
 یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہو یا رب
 ہر رنگ ہر شے مین ہر جا پہ دیکھو
 نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکان ہو
 تو ظاہر ہو اور لاکھ پردہ مین ہو تو
 تو اول نہیں ابتدا تیرا یا رب
 تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن
 نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
 اکی مین ہوں بس خطا دار تیرا
 عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
 اکی بتا چھوڑ سرکار تیری
 نگاہِ کرم ملک بھی کافی ہو تیری
 دوا یا رضا کیا کروں مین اکی
 مرضِ لا دوا کی دوا کس سے چاہوں

عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا
 ہو گل خار مین گل مین ہی خار تیرا
 یہ ہو رنگِ صفت کا اظہار تیرا
 عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
 ہو پردہ مین روشن سب انوار تیرا
 ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
 چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا
 کہ جس جا نہیں ذکرِ داؤد کار تیرا
 تو باطن ہو اور سخت اظہار تیرا
 تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
 تو ہی ہے تو ہی یا کمالِ آثار تیرا
 تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
 مجھے بخش ہے نامِ غفار تیرا
 کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
 کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا
 مین ہوں بندہ گرچہ بہت غدار تیرا
 کہ دارِ دہی تیری اور آزار تیرا
 تو شافی ہے میرا مین بجا تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
 اتنی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
 سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب
 کہاں جائے جس کا نہ کوئی تجھ بن
 کیا اپنے در سے اگر دور اُسکو
 نہ پوچھے سوا نیک کار و نیکے گر تو
 گناہوں نے ہر طرف سے محکوم گھرا
 رہے گناہ کچھ نقد عصیان سے میرا
 دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نو وین
 سدا خواب غفلت میں سوار ہیں
 چلا نفس شیطان کے احکام پر میں
 بُرے کام میں عمر افسوس کوئی
 نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کبھی
 مرمی شکلیں ہو وین آسان اکدم
 خبر بلجیو میری اُس دم اتنی
 ہوں ظلماتِ عصیانِ حسنات روشن
 کہاں چیر عصیان کہاں تیری رحمت
 لگے کرنے کافر بھی امید بخشش
 گہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب
 نہ ڈر دشمنوں سے رہا محکوم سے
 تمنا ہے اس بات کی محکوم ہر دم

تو غفار میرا میں ناچار تیرا
 لیا ہے پکڑا تو دربار تیرا
 تو مولے ہے میں عبد بیکار تیرا
 کسے دھوڑھے جو ہو طلبگار تیرا
 کدھر جاوے عاجزیہ ناچار تیرا
 کہاں جاوے بندہ گنہگار تیرا
 سنا جب سے ہے نام غفار تیرا
 لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
 کہ ہے نام غفار و ستار تیرا
 نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
 نہ مانا کوئی حکم زہنِ تیرا
 کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
 نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
 جو ہو جا کر م مجھ پہ اک بار تیرا
 کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا
 جو ہو رحمت نمودار تیرا
 کہاں جس کہاں بحرِ رخا تیرا
 لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
 مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا
 کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
 کہ دل سے زبان پر ہوا ذکا تیرا

تیرا نام شیرین حلاوتِ دل کی
 آگئی رہے وقت مرنے کے جاہی
 نہ کوئی مرا ہو نہ میں ہوں کسی کا
 تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا
 نہیں میں تو ہی ہو تو ہی ہو نہیں میں
 میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا
 آگئی بچا تیرے اپنے بچو
 یہ جو وجہا ہم سے ہمیر ہے یارب
 بد دن کو کرے نیک نیکون کو بد تو
 نہیں کافرون کو جو توفیقِ ایمان
 حکومت ہوئی اُسکو حاصلِ جان کی
 فنا ہو گیا جو تیری دوستی میں
 دو عالم خریدار ہو اُسکا بیشک
 کھلی اُسکی آنکھیں کرن بند جسے
 آگئی رہا ہوش اُسکو کسی کا نہ بیا
 آگئی مجھے ہوش دے تو ایسا
 تو کر بے خبر ساری خبروں سے بچو
 میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں
 آگئی وہ جلوہ محبت عطا کر
 آگئی عطا ذرہ دردِ دل ہو
 بنا اپنا قسدی کر آؤ بچو

ہر اک بات سے خوش ہو کر اتر
 بتقدیقِ دل لب پہ اقرار تیرا
 تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا
 ترا فضل میسر امرا کا تیرا
 تو ہے نور میرا میں آئنا تیرا
 تو معبود میں ساجد زار تیرا
 کہ ہے غفو بخششِ کرم کا تیرا
 نہیں ظلم اور جور اٹھا تیرا
 یہ ہے بے نیاز سی کا باز اتر
 کہ ہے نامِ قہار و جبار تیرا
 ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
 تو ہے یار اُسکا وہ ہے یار تیرا
 جو ہو نقدِ جان سے خریدار تیرا
 عیان ہو نہان اُسپہ اسرار تیرا
 آگئی ہوا جو کہ ہُشیار تیرا
 رہوں میں سدا مست و مہلا تیرا
 آگئی رہوں اک خبردار تیرا
 جو لگ جا محبت کا آزار تیرا
 جو کر دے مجھے عاشقِ زار تیرا
 کہ مرنا ہے بے درد بیمار تیرا
 ہی آؤ سب سے گر قتلا تیرا

جو جاگا سو سو یا جو سو یا سو جاگا
 بھکاری تیرا جاوے محروم کیونکر
 تیرا خوان انعام ہو عام سب پر
 بھکاری کروں ترے ہوں نیکونکر
 کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہو
 نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش
 نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو طلب
 ہو جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر
 مرے دل میں ٹک جلوہ فرما آئی
 نہیں وصلِ فسوس قسمت میں میری
 تو ہو جان و دل سے بھی نزدیک میرے
 ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا
 یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا
 حجابِ خود می میرا یارب اٹھاوے
 ذرہ آپ اپنے بین امداد آ تو
 تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے
 زبان سے طرے دیکے مشغول ہو تو
 اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے
 نہ ڈر فوجِ عصیان سے کچھ بہت ہے
 اسی کی تو خدمت میں رہ دے ہر دم
 قہرِ خدا اس مناجات کو بخ و قہر

اسلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
 کہ نت خوانِ بخشش ہو تیار تیرا
 ہو شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
 نہیں کرنا معمول انکار تیرا
 میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
 ہر اک شے سے ہر وصل درکار تیرا
 تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
 میسر ہو اے کاش دیدار تیرا
 کہ تجھ بن ہو ویران یہ اب دار تیرا
 میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا
 دے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
 ستا ہے پھر ہجرِ خونخوار تیرا
 نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
 کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
 کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
 کہ تا جلوہ گر اُس میں ہو یار تیرا
 وہیں جلوہ فرما ہو دلدار تیرا
 تجھے غم ہو کیا رب ہو غمخوار تیرا
 کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
 تو چاکر ہے اُس کا وہ سروار تیرا
 کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا

الہی قبول ہو مناجات میری نبی کریم آل و اصحاب سب پر مرے پیر استاد مان بآپ پر بھی	کہ رد کرنا ہرگز نہیں کا رتیرا درو اور سلام ہوئے ہر باتیرا الہی رہے رحم بسیار تیرا
---	---

غزلِ نعتیہ

اب آپڑا ہوں آپ کے دربارِ رسولؐ ہوں امتی تھا رہا گنگا ریا رسولؐ پر ہوں تھا راتم مرے غنارِ رسولؐ ہوں خجلیت گناہ سے سرشارِ رسولؐ میں گرچہ ہوں تمام خطاوارِ رسولؐ کیجو نظرِ کرم کی بس اکبارِ رسولؐ اُسدن نہ بھولنا مجھے زہنا ریا رسولؐ عصیان کا میرے جب کھلے اخبارِ رسولؐ اب جا کہاں بتاؤ یہ چارِ رسولؐ کیا غم ہو گرچہ ہو نہیں بہت خوارِ رسولؐ تمسا شفیق ہو جسکا مدد کارِ رسولؐ اب زندگی بھی ہو گئی دشوارِ رسولؐ اور اُس سے زیادہ کچھ نہیں دیکھا ریا رسولؐ	اکر کے نشانِ آپ پہ گھر بارِ رسولؐ عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ بارسا چھا ہوں یا بڑا ہوں غرض جو کچھ ہوں ہوں کس طرح آہ میں کروں خدمتِ عینِ لعلِ غن ذاتِ آپ کی تو رحمت و شفقت ہو سب پر کر کے نہ میرے فعلِ برون پر نگاہِ تم جس دن تم عاصیوں کے شفیق ہو گے پیشِ حق یہ بچو خدا کے واسطے اُسدن مرہی خبر تمنے بھی گر نہ لی خبر اس حالِ زار کی دونوں جہان میں مجھ کو وسیلہ ہو آپ کا کیا ڈر ہو اُسکو لشکرِ عصیان و جرم سے گھیرا ہر طرف سے مجھے دردِ غم گناہ ہو آستانہ آپ کا امرا و کی جبین
--	---

غزلِ نعتیہ

مجھے دید اُرٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہؐ	ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہؐ
---	---

کرو روئے منور سے مرئی نکھون کو نورانی
 اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
 شفیق عاصیان ہو تم وسیلہ بیگان ہو تم
 پیاسا ہو تمھارے شربت دیدار کا عالم
 خدا عاشق تمھارا اور ہو محبوب تم اُسکے
 چھین چلبلیے جا کر پردہ مغرب میں ماہ و نور
 لگے کا جوش کھانے خود بخود دریاے بخشائش
 یقین ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
 مجھے بھی یاد رکھو ہوں تمھارا امتی عاصی
 ہوا ہوں نفس و شیطان کے ہاتھوں سے بہت سوا
 اگرچہ نیک ہوں یا بد تمھارا ہو چکا ہوں میں
 اگر مفر او ہیر اور کروح سے شفاعت تم
 جہازِ اُمت کا حق نے کر دیا ہر آپ کے ہاتھوں
 مشرف کر کے مجھ کو کلمہ طیب سے اپنے تم
 پھنسا ہوں طح گردابِ غم میں ناخدا ہو کر
 اگرچہ ہوں نہ لائقِ دان کے پر امید ہو تم سے
 حبیبِ کبریا ہو تم امامِ انبیا ہو تم
 شرابِ بخود می کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
 بہت بھٹکا پھر میں ادھی فرقت میں جوں جی
 مشرف کر کے دیدارِ مبارک سے مجھے اکدم
 خدا کے واسطے رحمت کے پانی ہو مجھے اگر

مجھے فرقت کی ظلمت بچاؤ یا رسول اللہ
 مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
 تمھیں چھوڑا بکمان جاؤں بناؤ یا رسول اللہ
 کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ
 ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ
 اگر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ
 کہ جب حرفِ شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ
 جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ
 گندکاروں کو جب تم بخشہ آؤ یا رسول اللہ
 مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ
 تم اب چاہو منساؤ یا رسول اللہ
 ہمارے جرم و عصیان پر نجاؤ یا رسول اللہ
 بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
 پھر اب نظروں سے ہنی مت گراؤ یا رسول اللہ
 میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
 کہ پھر مجھ کو دینہ میں پلاؤ یا رسول اللہ
 ہمیں سرخدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
 دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ
 کرم فرماؤ اب تو مت بھڑاؤ یا رسول اللہ
 مرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یا رسول اللہ
 تہ ہجران کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامن عشق میں اندر آواز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھوڑا یا رسول اللہ

غزلِ نعتیہ

کہ میں ہوں پرہیز ہوس کو مدینہ
لانے لگی اب بادِ صبا بوس مدینہ
پہونچائے مجھے منزل مقصود کو جلدی
اتو یہ تمنا ہو کہ یہاں کعبہ کے جو نگرد
گرچہ ہیں بہت شہرِ جہان میں خوش و لحیب
ماہل ہو بہشت اسکو بیانِ دردِ بان بھی
دل غرقِ حلاوت ہو دہن ہو شکرستان
انہارِ فیوضات ہیں عالم میں جانتک
وہ چھوٹ گیا بندِ دو عالم سے سراسر
محفوظ ہو آفاتِ دو عالم سے وہ مومن
خوش آئے کب اس شخص کو خوش ہو دو عالم
کس فیوق سے پلٹے ہو کلامِ اپنا زبان سے
ایذا کے عوض تبتے دعا سنگد لون کو
کب پوچھتا عاشق کوئی خوابانِ جانا کو
امداد سے نت گو بہرِ صلواتِ سلامی

دے ہو رخِ کعبہ خبرِ روئے مدینہ
دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوکھ مدینہ
یارب ہو لگی دلو تنگ و پوس مدینہ
قربان ہوں بگردِ سر ہر کوئے مدینہ
لیکن ہو عجب دلبر و دلجوئے مدینہ
جو دل سے ہوا ساکن پہلوئے مدینہ
لطیفی زبان ہو جو ثنا گوئے مدینہ
ہو اصل مگر سب کی وہی جے مدینہ
جو پھنس گیا اندرِ خمِ کیسویئے مدینہ
کی جس نے سکونت نہ بازوئے مدینہ
ہو جسکے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ
جب ہووے زبانِ اپنی صبح گئے مدینہ
دل نرم تھے کیا سرورِ خوشبوئے مدینہ
ہو تانا اگر پر تو مہر وئے مدینہ
یارب ہو نشانِ شہیدِ نیکوئے مدینہ

غزلِ نعتیہ

لکے ہر شوقِ بنی یہ اگر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہونگا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

<p>صبا بھی لانے لگی ہوا تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی آخر شہر کیوں پھر ہمارا وجود دونوں کی جا پر دو یہ جذب عشق محمدی ہیں لوگو امت کے پیچھے ہیں جو کفر و ظلم و فساد عصیان ہر اک شہر میں ہوتا ہے رجب کے ہوتے ہیں جنت بہر ہیں شوق نبی سے سینے</p>	<p>کے ہر شوق اب ہوا میں اڑا کر چلو دینے چلو دینے مرنگے اب تو نبی کے در پر چلو دینے چلو دینے تو سر قدم ہو کے در دیہ کر چلو دینے چلو دینے کے ہر ہر دل جو ہو کے مضطر چلو دینے چلو دینے تو دین اسلام اٹھے یہ کبکرا چلو دینے چلو دینے صدایہ لے میں کو کو ہر چلو دینے چلو دینے</p>
--	--

ہلاکت ادا و اتوائی جو فوج عصیان کی چڑھائی

نجات چاہو تو اسے برادر چلو دینے چلو دینے

غزل

<p>نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا اگر چہ کوئے جانان میں بھی پھر پھر کے سر مارا تماشا ئے دو عالم ہر مے دلدار کا کوچہ سُخِ رخشانِ جانان کی تجلی چاہیے دیکھے کفتِ پاکی صفائی کو مے دلدار کی دیکھو نہ دیکھا برشِ تیغِ ننگا ہار کو تم نے ہمارسی چشم سے نعل و گمر کی دیکھ کے باؤں لب و دندانِ دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو یہاں لوگ مرنے پر کثرتِ دل کی دیکھو جاننا سی طبیبوں نے علاجِ مرضِ اپنا خوب کر دیکھا نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو</p>	<p>نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا جہان کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا اگر آئینہ جو ہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا اگر شمشیر کی اک دہار کو دیکھا تو کیا دیکھا سہا برابر گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا اگر لعل و درِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا وہاں منصور صاحبِ دار کو دیکھا تو کیا دیکھا نہ دیکھا حالِ دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا فلک سے گر چہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا</p>
---	---

نہ دیکھا اول آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا سایہ بین انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا ایک کو دو جا رکو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لیسانِ جو دیکھنے کا ہے اسیدم دیکھ لے غافل
 دلِ مضطرب میں ظاہرِ بار کو تھا چاہیے دیکھا
 نظرِ جبِ کل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
 ادھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
 اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
 ہمارے شعرِ ادا ادا آئی سے ہر نکتہ کیو

غزل

پکنا ہو سنگِ قناعت پہ سدا ناپنا
 شکرِ شکر سے شیریں ہو لبِ جان اپنا
 تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا
 پوششِ اپنی ہو لباسِ تیرے عریان اپنا
 فوجِ غم بے سرد سامانی ہو سامان اپنا
 کثرتِ داغ سے سینہ ہو گلستانِ اپنا
 کیوں عیبِ کھینچیں پھر ہم حجب پہ ایوان اپنا
 جب ہو دشمنِ جان دلِ سلہربانِ اپنا
 غم ہی غوار ہو اور درد ہو درمان اپنا
 کہ خیالِ رخِ دلدار ہو دربانِ اپنا
 کہ یہی بلوغ ہے اپنا یہی میدانِ اپنا

پرِ غمِ فیض توکل سے ہو بس خوان اپنا
 تلخیِ صبر میں حاصل ہو حلاوتِ دل کو
 طوقِ تقویٰ و رضا کا ہو گلے میں اپنے
 بھوک اپنی ہو خوش پیاس ہو اپنا شربت
 پائمالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی
 لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہکو
 خواہ گاہ اپنی ہو اک خاک کی مٹی آخر
 دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو
 درد و غم کا میرے درد سی ہو نہ کوئی غوار
 آسکے غیر مرے خانہ دل میں کیسے
 وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں میرے اداو

کون سنتا ہے کو اپنی پریشانی کو
 ہو پریشان جوئے حالِ پریشان اپنا

غزلِ نعتیہ

جون نقشِ قدم چا پڑون در پر کسی صورت
 جون باوصبا پہونچون گاؤں کر کسی صورت
 بے دیکھے نہ ٹھہرے گایہ مضطر کسی صورت
 گر چا پڑون مر مر کے وہاں پر کسی صورت
 لے کاش ہوں در کا ترے پتھر کسی صورت
 ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت
 چھوٹے نہ بونے مرے ساغر کسی صورت
 آ جائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت
 کھل جائے جو وہ زلفِ مغبر کسی صورت

ہو جائے مرا شوق ہی رہی کسی صورت
 ہے سرین ہوائے کششِ شوق مدینہ
 ہے بلبلِ دل شائقِ گلر وے پیڑ
 جون نقشِ قدم سرنہ اٹھاؤں ترے در سے
 کھا یا کروں بس ٹھوکرین زوارو کی ترے
 لے ماہِ روشِ تیکھے گزرتا تو ادھر بھی
 دینِ ساقی کو شرجو مجھے بادِ الفت
 ہو جا کہین سر سبز مرانگلِ تمنا
 ہو مغز پریشان و بین مشکِ ختن کا

غزلِ نعتیہ

جز کلامِ حق کے ہی ہر بات میں تفریرِ عبث
 پہلے ان دو تونے ہو ہر باب میں تحریرِ عبث
 جز خدا اور کی اس فن میں ہو تسطیرِ عبث
 کب خوشی سے ہو ہنسی غنچہ کی تصویرِ عبث
 قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث
 یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیرِ عبث
 پیرِ ایام ہے دن پیر کا نے پیرِ عبث
 دیکھتے ہو وہ وخورشید کی تنویرِ عبث

ذکرِ ذکرِ خدا اور ہی تذکیرِ عبث
 حمدِ حق میں ہو ویا نعتِ پیر میں رقم
 لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول
 لائی ہے بادِ صبا بونے قدومِ احمد
 آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم
 سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت
 پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا
 نورِ احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو

آپ کے عقبہ عالی کا بیان ہو کس سے
روے اسلام سے اُنکے نہ رہا کفر کا نام
اُٹھ گیا ہے کسی گل رنگ کا پردہ مُٹھ سے
آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد نہیں
چاہیے عشقِ محمدؐ میں مسخر ہونا
دل میں کافی ہے خیالِ رخِ نورِ تیرا
جسم اپنا نہو اہلے مدینے کا غبار
دیکھئے کب ہو تیسرے مجھے وصلِ محبوب
شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہوشیہِ محبوب

عرش کی اُسکے مقابل میں ہو توقیرِ عبث
یا رواب زلفِ بتان کی بھی ہے تکفیرِ عبث
ہو نہ رنگِ رخِ گلشن میں یہ تفسیرِ عبث
ہو قلیل آپ کا بس اور کی تشریفِ عبث
ایکا کرین ملکِ سلیمان کی تفسیرِ عبث
شمع و مصباح کی اُس گھر میں ہو تلویرِ عبث
اس میں عیب کے حق میں ہوئی اکسیرِ عبث
ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیرِ عبث
منع کی حق نے کہ ہو چھینتی تصویرِ عبث

غزل

ہو کے بس شیفۃ نقشۂ تصویرِ عبث
نوازش نام و نشانِ یان کا ہو عبث
ہو گئے سیکڑوں گھر مثلِ گولہ برباد
مثلِ انجم کے ہیں گردش میں میانِ اہلِ فروغ
چین و آرام ہو کس کو کو اس کے پیچھے
دیکھئے بچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمرده
بلبلِ سانس اُبھر بحرِ جہان میں اتنا
مارتا آپ کو تائیکمیا خود بن جاتا
لطفِ جینے کا اگر پاس ہو جان بخش اپنا
کیا اپنی ہے خاکِ قدمِ یارِ اول

جان بے جان کو دیکر نہو دلیکِ عبث
مثلِ امواج کے پانی پہ ہو تحریرِ عبث
بس بلند اتنی بیان کرتے ہو تفسیرِ عبث
ہو فلک سے طلبِ عزت و توقیرِ عبث
چرخ سے ہو بس راحتِ میرِ عبث
سے جو ان ہنستا ہو کیا دیکھ سوئے عبث
دم میں ہو گایہ ترا نقشۂ تعبیرِ عبث
مارا اگر یارے کو اسے صاحبِ اکسیرِ عبث
در نہ جوں خضر ہو بس غری کی تشریفِ عبث
کس لیے کرتا ہو چہر خواہشِ اکسیرِ عبث

یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدبیرِ عبث
تیرے فعلِ فعالیت کی ہو تقریرِ عبث
صورتِ بلبلِ پانی میں ہو تعمیرِ عبث

دھونڈھتا پھر تا ہو دُشمنِ لیے کچھ تو ضرور
اسے عرضی مری موزونِ طبع کے آگے
مسکن اس بحرِ فنا میں بناؤ انداد

غزل

لی بلا سر پہ ہوا پاسے بزرِ نجیرِ عبث
جملہ تدبیر کو کر دیتی ہو تقدیرِ عبث
پھر تو پھر بھرنے ستارے فلکِ پیرِ عبث
پا بزرِ نجیر کو پھر کرتے ہو نجیرِ عبث
اب شہادت میں مری گئے ہو ناخیرِ عبث
تیرے کرتے ہو مرے قتل کو شمشیرِ عبث
زلزلہ پُر باد سے دکھلاتے ہو بزرِ نجیرِ عبث
تیرے مستون کی نہیں نالہ شبگیرِ عبث
لو لگا سینہ پہ نجائیکا ترا تیرِ عبث
تو روان کرتا ہو فرما دوئے تیرِ عبث
چرخ پر مارتا ہو آہ کا کیون تیرِ عبث

ہو کے میں شیفۂ زلف گرہ گیرِ عبث
سنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیرِ عبث
گردشِ نخت سے اپنے میں ستاؤ ہم آپ
آپ کی حینِ جبین ہلکو سلاسل بس ہو
سرکھن میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیرِ عبث
تینج ابرو کا اشارہ ہو تمھارا کافی
ضعف تن ہوں ہو اسانہ پھنسو لگا ہرگز
خواہ غفلت جگاتے ہیں یہ جو شکرِ عبث
توس ابرو سے ذرا تیرنگہ چھوڑو
عشق کتا ہو کہ کر نہرِ لب کی جاری
چشمِ بدبین دل بدخواہ میں لے امداد

غزل

سج ہو پیشانی کی ہوتی نہیں تحریرِ عبث
ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیرِ عبث
ایسے مہمان کی کیوں کر کر وں تحقیرِ عبث

گرچہ سہرا بہت سب گئی تدبیرِ عبث
قسمت اُلٹی نے مری لالے دستِ عبث
دل میں آئے غمِ دہر تو رکھو آنکھوں میں

آنکی زلفوں کے تصور میں ہو یہ آہ و فغان ضرب اک مار تا خسر و کے دل سنگین ہے بھسدا دیوانہ بھی زندان میں ٹھہرتا ہو میں	کب ہو نالہ مرا پا بستہ زنجیرِ عبث کو کہن تیشہ سے کی کوہ کی کسیرِ عبث یار و پاؤں میں سر پڑتی ہو زنجیرِ عبث
--	---

غزل

نام اُس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں بے مرگ زندگی وصالِ صدمہ نہیں ہے کون سا قیامتِ ترا جیسے کہ نہیں کرنا ہو تو کہو تیرے دل کو جو میرے ذبح ہم پر جفا و جو رجو کچھ ہے نصیب سے پھولانہ تخمِ عشق مراور نہ چشمِ و دل نگین ہمارے غم میں ہر عالم مگر نہیں روتی ہو خلقِ میری خرابی کو دیکھ کر اس شمعِ جانِ صحبت پر دانہ مفتنم منعم نہ کر غور کہ بازارِ عشق میں امداد رکھ کے سر نہ اٹھا دے یار کے	اول قدم پہ جب کیا یہاں سر قلم نہیں موجود کب وہ ہو ہی حوالہ غم نہیں غموں تیرے دور سے پر ایک ہم نہیں کیا تجھ کو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہیں ورنہ طریقِ یار کا جو دہم نہیں گرمی مہر وابر بہاری سے کلم نہیں غم ہو تو بس غم ہو کہ کچھ بھی تو غم نہیں رو لہا ہوں میں کہ ہاں میری چشم نہیں ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں جز نقدِ جان پر سس دامنِ دور نہیں اور اس سے زیادہ کوئی جگہ حشر نہیں
--	--

غزل

عیشِ برین پہ آپ ہیں زیرِ زمین ہونیں گر تختِ محسن و نازیہ ہیں آپ جلوہ گر مثلِ نظر ہو آپ کا آنکھوں میں میرے گھر	ملنا کمال سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہونیں ایک دم عشق میں شہِ مسند نشین ہونیں باوصلیٰ ایسے قرب کے بس درمیں ہونیں
---	---

پھر ڈھونڈنا غضب کین کا کین ہو
سایہ کی طرح گر چہ جہان تم وہیں ہو نہیں
آ جا نظر کین کہ دم واپسین ہو نہیں
دست جو پتا ترا یا سنا نہیں ہو نہیں

ہی ہو وگل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ
لے داتے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب
رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھو نہیں آ رہا
دام بلا میں کسکی تو امداد ہو چھنسا

غزل

آفرین وہ ہکو دین اُن کو مبارکباد ہم
ڈالتے ہیں اب تو قصرِ عشق کی بنیاد ہم
پر یہی ڈر ہی نہ پڑ جائیں بدستِ باد ہم
چھوٹ جاتے اگر نفس سے تیرے لے متیاد ہم
ہو رہے ہیں اب تو گویا آسایِ باد ہم
بھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ذبح کر احسانِ ترا مانینگے اسے متیاد ہم
گر چہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
قتل کر ہکو ترے قربان ہوں لے جلا دہم
ہو روان خود کیا کریں پھر تجکو اسے فساد ہم
ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آ باد ہم
اور بیان رکھتے نہیں جز فضلِ حق کچھ زاد ہم
اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں زاد ہم
رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم
تا کہ جائیں شعر گوئی میں نیچے استاد ہم

دیکے دل دلا کر کوجب ہو گئے آزاد ہم
خانہ ہستی کہ ہو بس تنگ جڑے کھود کر
خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کوئے یار میں
ہیں وہ ہم سیدِ ہوس پھر جا کے پھنستے دم میں
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہنسنے ہوا
مخِ دل اپنا جو اسکے دام زلفوں میں چھنسا
ہم تڑپے سے پھٹیں گے تو ہماری فکر سے
بس ہوا اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں
ہیں کفن بردوش سر بر کفِ نامل کیا ہی پھر
بالِ بال اپنا ہے نشتر ہر بن ہو سے لہو
قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک و غلو
زہد و تقویٰ و عبادت کا سہارا ہو پھین
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ
ہم نہ شاہِ ہین نہ ملا ہین نہ عالمِ ہین
اسے اخذِ بخشش میں میں کلمہ غزل اک اور تو

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس باہم
 آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی مفاد ہم
 بارغ عالم میں ہیں باآہ و فغان آزاد ہم
 داغ دل گلشن ہوا اپنا مرغ دل ہوا لہ گر
 عشق کے صحرائیں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
 ہو گئے جب محو دلب عشق پھر کس کا رہا
 قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تیر
 دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
 آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے
 بے نشان نام ہیں دیشان ہیں اور ہیں نامور
 علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
 اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
 کیوں نہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
 ہر بہار ہکو خزان میں اور خزان اند بہار
 شادی غم اپنا محو لطف و قہر یار ہو
 ہو برابر ہو قہر ہجر و لطف وصل یار
 ہمسے ہمیر آپ ہو ظلم و ستم و ر نہ بحق
 ہیں نہ یہ شعور غزل ہو اپنی عذوبانہ بڑ
 ڈر ہو کیا فوج گنہ سے ہو خراب بخش اپنا نام

یا الہی کس سے تجھ بن جا کر میں فریاد ہم
 آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
 آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم
 آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلب ل ناشاد ہم
 آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
 آپ ہی شیرین ہوئے اور آپ ہی ادا ہم
 آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلا دہم
 آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
 الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں جامع ہنداد ہم
 جو کسب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم
 ہیں اسی دانش سے یار و صاحب شاد ہم
 آپ کو کرتے ہیں ویران تاکہ ہوں آباد ہم
 ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
 غم ہر شادی میں ہیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم
 ہو مساوی ہکو گر ہوں شاد یا نا شاد ہم
 عاشق ذاتی ہیں انکے ہر طرح مفاد ہم
 یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
 بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
 اور تیسرے کہتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

کزیہ وہ دردِ جدل میں رہی دریاں جان ہو کر
 ذرہ تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
 کہ غطت اجم اعظم کو ملی آ حسِ نرمان ہو کر
 ہوئے ہم نامورِ دیشان بے نام و نشان ہو کر
 نکلیں یہ گیا آنکھوں سے دلِ شکِ روان ہو کر
 لیا کوہِ گران سیرِ ضعیف و ناتوان ہو کر
 کہ صورت اُنکی آنکھوں میں پھر ہو پاسبان ہو کر
 کہ دلکے دلیں رہ جاتے ہیں بس شہدِ وفان ہو کر
 دکھاتا داغِ دل ہو سیرِ ہلکو بوستان ہو کر
 درِ جانان پہ آ بیٹھا ہو نقشِ آستان ہو کر
 پڑا ہو جبکہ آدر پر تے بے خان و مان ہو کر
 مریضِ عشق تیرا پڑا ہو ناتوان ہو کر
 کہ جنگے یہ گیا آنکھوں سے دلِ اشک و ان ہو کر

غمِ جانان نہ لیں کیوں جان میں ہم شادمان ہو کر
 رہو ہو پر وہ دلیں ہرے پیارے نمان ہو کر
 نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سترِ الفتِ جانان
 نہ کیوں ہو تخمِ بلکہ خاک میں سرسبز و بار آور
 نکالیں بحرِ الفت سے دُرِ مطلوب وہ جنگے
 اٹھایا بارِ غم تو نے دلا صد آفرین تجکو
 ہمارے غم کے گھر میں خوابِ راحت آسکے کیونکر
 ادب بندِ نمان ہو کیا کون کچھ کہ نہیں سکتا
 ہمیں پرواہ کب ہو لالہ و گلزارِ گلشن کی
 کہاں جائے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
 کہاں جا کر کسے ڈھونڈھے نہو جبکہ کوئی بھج بن
 ترے قربان پیاسے مٹ اٹھا امداد کو در سے
 ملے ہو گو ہر مطلوب بحرِ عشق سے اُنکو

غزل

بندہ ضعیف و عاصی بس کمترین ہوں میں
 جو کچھ کہ ہوں یہ عاشقِ ماہِ جمین ہوں میں
 سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
 عالم میں سیر کرتا ہوں خلوتِ گزین ہوں میں

صوفی نہ شیخ عالمِ مسند نشین ہوں میں
 عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنون ہوں ہوش
 اگنام بے نشان ہوں دیشان ہوں نامور
 ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور

سر میں ہو ائے ماہ ہواے ناصع اسلیے
مت کر زکوۃ محسن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد ساوے

درد پھرون ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں
مسکین غریب عاجز و اندوہ گین ہوں میں
انگشتری خلق میں مثل نگین ہوں میں

غزل

تپ غم سے جو دیدہ ترین ہوتا خشک فی ہر
ہوا با نذر شوق اب گرم ہو وہ شمع رو کس جا
نہ چاہوں کس لیے قاتل سے میں اپنی شاد ک
نہ اپنی آہ سوزان ہو دھوان سارا لگان تا
میں طویر عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفتر آری
ادب بند زبان ہو عرض مطلب میں مری
ہمارے کاروان میں کب ہو جس فیہ قال ایل
ہو آواز جس کو یا جگانا رہزنون کا بس
صدق کی جون رہیگا مٹھ کھلا اسکا قیامت ک
جو میں ہم صاف مشرب سمجھے ہو ہر قوم اپنا سا
غزل دراز میں میں پڑھ کہ امداد الہی سے

تو بے آبی سے باغ دلیں اک سوز نہانی ہے
کہ جان اپنی ہمیں اس آتش رو پر جلائی ہو
کہ وان آب دم شمشیر یان تشنہ دہانی ہے
کہ پہونچانے کو کبہ وصل تک مرکب خانی ہے
نہیں لانا زبان پر کیونکہ خوب لہ ترانی ہے
گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کمافی ہے
کہ راہ کشف میں گرہ دلیل طو لسانی ہے
زبان کا کھولنا غارت گر سر نہانی ہے
جہان خامہ سے دائم مثل دریا و رشتانی ہے
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لینا صاف پانی ہے
خلاوت بخش عالم کو تیری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ ہجران میں جی جلتا ہو جا آنکھوں سے پانی ہو
حریف نفس کب ہو عقل جو بحر معانی ہو
ہو اپنا نطق ہر لکتہ میں سونگ شکرد کھتا

اجی کیو تو بس بارش میں کیا آتش فشاں ہو
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہو
خلاوت بخش تخون کو مری شیریں زبانی ہو

کہ نوکِ خارِ پاکِ نیشِ کز دم سے اٹھانی ہو
 مثالِ اُسمِ عظیم بلکہ خود عظمتِ بڑھانی ہو
 جو کھوتا خوابِ غفلت میں شبِ قدرِ جوانی ہو
 جوانی کا غلِ پیری میں پیری میں جوانی ہو
 کہ جوا شکِ ندامت سے لیے آنکھوں میں ٹانی ہو
 کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہو
 کہ حرفِ جسم ہر اک شاہدِ روح و معانی ہو
 مجھے زشتی سے حاصلِ کتبہ مقصودِ جانی ہو
 کہ تابِ خورشید سے پتھر میں خدائے لعلِ کافی ہو
 بلا وینِ مہر سے اپنی تو انکی مہربانی ہو
 ہمیں انکی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہو
 نہیں کھلتا ہو اسی امداد کیا سترِ نہانی ہو
 اسی اے دلِ تمھیں کیا عادتِ نیا زبانی ہو

نکاتین

ہو بیدار دونوں سے اپنے درد کی کرنی دلائی
 نہیں ہو کسرِ شان ہونا مقید بندِ عزتِ مین
 گلِ آسِ صبحِ پیری میں وہ ہے حسرت کے خمیازے
 جو زرِ آتش میں گم ہو جا تو خاکِ ستر سے لٹا ہو
 لیے جاتا ہو کثر ساتھ صحرا ہے قیامت میں
 ہمارے جرم سے چین بر چین کیون غفور اُسکا
 سکے ہو دیکھنا بادیدہ کثرتِ نورِ وحدت کو
 نہ کیون ہو رنگِ مینہ کا بہر سوے روشن گہ
 عبث کھاتا ہو فکرِ رزق میں غمِ سختِ انسان کیوں
 بڈارینِ قہر سے گزہ نہیں شکوہ ہمیں اُنسے
 بلا وینِ مہربانی ہو بڈارین کچھ نہیں شکوہ
 مثالِ جانِ تن ہو مجھ میں اُس میں قربِ پھر دوری
 نہ دونا شاد کو آرامِ دن کو اور نہ شب کو تم

غزل

رات میں دن دکھا دیا کس نے
 کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
 میرے دل میں سدا دیا کس نے
 مجکو اُس میں گما دیا کس نے
 روتے روتے ہنسنا دیا کس نے
 ہنسے ہنسے رولا دیا کس نے

رخ سے سا کل اُٹھا دیا کس نے
 لاکھ کو ایک کو لاکھوں
 عرشی و فرشی بھی جسکو یا نہ سکیں
 دھو دھو دھنے نکلے آپ کو کھویا
 ابرگر یاں میں برقی حُسن دکھا
 تمھے تو عاشق سے پھر اتونے اُسے

<p>ہو نہ عالم میں وہ تو عالم میں نغمہ سردی سنا کے ہمیں شلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں عشق مشوق عاشق اک لکھ میں تو نام و نشان مٹا بیٹھا اول آخر عیان نہاں ہو کر شخص واحد ہو سیکڑون بن نام ہنستے ہنستے جو دم میں ونے لگی حسن لیے دکھا کے اے امداد</p>	<p>شور اُس کا چا دیا کئے مست و بخود بنا دیا کئے سر سے پا تک جلا دیا کئے بہر وحدت بٹھا دیا کئے شہرہ میہ اڑا دیا کئے حرف شرکت مٹا دیا کئے ایک کو سو بن دیا کئے شمع تجکو جلا دیا کئے تجکو مجھ کو بنا دیا کئے</p>
---	---

غزلیات فارسی

<p>اگر چہ بے خود و مستم وے ہشیار میگروم مرا بیلیست با جانان چونو ز غور بقبرستان جو دیدم روے خودیش را بہر جلے بہرنگے عجب بخود و بد مستم کہ طرفہ باجر این ست ز چشمت می بخواراں رسید ازلستان قند چونکہ منظور قتل من تغافل چیست لے قاتل شراب شوق عالم را تو میطلبی وے بخشی مرا نافع نخواہد شد نصیحت نامی ہرگز</p>	<p>بباطن شاہ کو نیمم بظاہر خواہ میگروم بصورت زو جدا من گرچہ سایہ وار میگروم ازین در بحر و بر د کو چہ و بازار میگروم کہ دلدارے بیروارم پئے دلدار میگروم چو من با این نہ با آخر ز حرمان خواہ میگروم کہ سر بر کف کفن بردوش گردوار میگروم مگر محروم گرد حسانہ خوار میگروم کہ سودائیش بسو دارم نہ من بیکار میگروم</p>
---	--

بیانور محمد کن دل امداد را روشن
کہ عکس نور بے کیفم پئے انوار میگروم

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب مخلص صلی علی احمد انبیطھوسی

چو آمد سائے مشک کشا دشوار کار من
صبا آورد چون بوی گل وصل نگار من
بمحمد آتش چہ راحت یافت جان بقرار من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد
باین شکرانہ بر دیدہ منادم پایے قاصدا
چو من منظور جذب اشتیاق در جواب تو
پس از مدت برآمد آرزوی جان دل پیچ
بدے فوق حیات من بساط تلخ از غم بجران
بدیدہ گریہ لب نالان بجاغم سوز تن لزران
بعین گریہ من خندان و ہم دیدہ من گریان
گئے گریان و گہ خندان گئے حیران گئے نالان
غمگین دو بیان شوق وصل و شکوہ بجران
کہ آمد نامہ خوش ناگمان مخلص علی احمد
اداے شکر آن ساقی نہ گرد از زبان دل
بیا و خود نگہداشت ز مشغولی غیر حق
ز لطف چشم آن دادم کہ دایم بچین جاری
کنم تحریر اسے آمد اودا کے شوق وصل او

بیک جرعه زے بکشو عقد و لفکار من
بر آمد بر بوی شوق این مشت غبار من
کہ آمد ناگمان نامہ ز کوئے غمبار من
دلیم حیران کہ باشد بر کد امی جان نثار من
کہ از نامہ منور کرد چشم انتظار من
بجرم دوستان گوید و بس عز و قار من
سحر گردید از مہر خط شبائے تار من
خوشای این طالع شیرین کہ گشتے نمکسار من
ہمین تسکین دل بوی ہمین مہر و قرار من
بہار اندر رخسار بود و خزان اندر بہار من
بجز این شغل یک لحظہ نبودے روزگار من
غرض جز ذکر و فکر تو نبودے بیج کار من
یکایک رفت غمہائے دل اندوہ کار من
کہ از یک جرعه زان موی برد گل بچ و غبار من
با حسا نیکہ یاد م کرد اسے پروردگار من
بماند در دولت یا در دل امید دایر من
رسدے کاش جائے نامہ آن امی نگار من

غزل شوقیہ ارکان حج

دیدم رخ کعبہ ذکر دوسے تو کردم

رفتم چو بکرم ہوس کوے تو کردم

<p>محرابِ حرم گر چہ بہ پیش نظر شد چون حلقہ در کعبہ بعد عجز گرفت سر مید ہر عالم پئے بوسہ حجر اسود در سعی و طواف د بچشم و ببقائے لبیک و دعا خوان ہمہ مخلوق لہر قاف در عرصہ عرفات بپا حشر نمودم</p>	<p>من سجدہ دے در خیم ابرمے تو کردم در گردن خود سلسلہ کیسے تو کردم من میل بخیال سیہ ہندے تو کردم ہر سمت تمنایخ نیکوے تو کردم چون قبلہ نامن دل خود سوسے تو کردم چون یاد من آن قاصد لجوی تو کردم</p>
<p>قربانی جوان بنی میکند عالم قربان سر خود من بپروے تو کردم</p>	
<p>عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح</p>	
<p>شاد باش اے شاہِ اعلیٰ یا آئی دار سایش راد از عون حق با تو بود اے ابن عون دوستت خوش دشمنت برباد لنگرِ نعمت اے شاہِ کرم این دعا گو ہم ز خوان عالم تو نیست توش کشد کون محتاج بخت درد ما کن جاری دہ لقمہ مرا نام ممد و محبت چو خواہی اے امیر</p>	<p>رحمت حق بر تو باد او زو شب فیض بخش بر سر اہل حجاز باد خوش از تو غذاے ہر دو کون اہل حریم از تو بس دل شاد باد ہست جاری و انما برہرام بود نعمت خوار از انعام تو عین رحمت بر کشاے نیک بخت نعمت دارین بخشد حق ترا حرف اول از سر ہر مصرع گیر</p>

شجره قادریه قمیصیه منظومه

بسم الله الرحمن الرحيم

تاجی حمدی محبوب مطلق	بنات تو سرور است لایق	پس از حمد و ثنا صلوات بید	بد شاه توبنده عرض داد
خداوند اجن ذات پاکست	پذیرا کن مناجاتم برعت	خداوند اجن شاه لولاک	مرا کن از غم دنیا و دین پاک
یا کلمه اسم الله محمد	امام انبیا سلطان مرید	عطا فرما طریقت با شریعت	دلم روشن کن از نور حقیقت
بحن مرتضی شاه ولایت	خداوند آثار او هدایت	بحن شیخ حسن بیهی اقی	ز سر غولش کن آگه گماهی
بحن شیخ حبیب علی شریین	دعایم و الفضل خویش بگیرین	بحن حضرت دافه طائی	مرا از قید هستی و در ربائی
بحن خواجه معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شر چرخ	خداوند اجن سرری عقلی	شبا تم ده براه نیک بختی
بحن شمسید آن شیخ خندان	ز قید و جهان مارا کن آزاد	بحن خواجه بوکر شبلی	بکن بر عاشقان خود تکی
بحن عبود احد بوفل شاه	خداوند کن از اسرار آگاه	بحن ابوالفتح آن شاه طریس	کن مرا ز رحمت خویش ناویز
بحن ابوالحسن بیکاری حق	بسیج عشق خود کن سینه اشق	بحن یوسید آن شاه بوالخیر	بکن محو از دل من الفت غیر
خداوند اجن شاه حیلان	محی الدین خوش قلم کاران	بکن خالی مرا از هر خیال	ولیکن آنکه ز و پدیدست حال
تاج الدین شاه عبدالرزاق	بده جلالیم در راه عشاق	بحن شاه زین الدین الا	مزین کن مرا از دین تقوی
بحن شیخ یحیی زاهد حق	مشرقت ساز از یدای مطلق	خداوند اجن شاه موسی	بمانم بدورت و ترکم حسین ساسا
بآن عبدالوهاب بحر ثانی	مرا کن غرق در موج معانی	بعبد القادر راسی آما	بلکب معرفت کن شاد مارا
بحن احمد قدس عاقل	نشان ما سوا آنکه از عدل	بحن شاه مولانا مغرب	بگردان دهنم در خاک ثریب
بحن شاه عبدالرحمن عاقل	دل مرا کن تحت غیر خالی	خداوند اجن شاه الیس	بپناه خواهم بتو از شر خناس
بحن حضرت قیس الاعظم	بگریه چشم راده عشق با هم	بحن بو محمد شاه محمد	عطا فرما مرا عافان بید
بحن شاه محمد عثمانی	مده درد و غم و سوز نانی	بحن شاه عبدالحق کامل	جبال غمیش چشم ساز شعل

بحق شاہ سید عبدالزق	بوصل غولیش را دارش تاشاق	خداوند بحق رحم علی شاہ	یا سرار لد فی ساز آگاہ
شیخ عبدالرحیم آن شاہ شہدا	شہیدم کن بہ تیغ عشق شہدا	بحق حضرت نور محمد	منور کن دلم از نور نجد
خداوند بحق جلد پیران	مرا ہم در طریق شان پیران	بحق آل اندلج بہ صاحب	بجلد اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فدو برابر با وقاد	ببشاق و قباد و بزاد	ز دست لعل کز کیش خان شہار	آہ العالمین مارا نگہدار
بخود مشغول اراندہ جیاتم	اگر سیر مہدہ یارب نہ جاتم	بمضیان میشود ہر باد اللہ	بیاد جلد کن امداد اللہ
خداوند باین پیران غلام	بوقت مرگ کن بخیر انجام	ہر آن شخصے کہ این شجرہ بخواند	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے مبرا اچھا جو سمجھے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو
اور بالاسب یہ کھینچے آپ کو
سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہ مانعربان کوے تو
صد ہلال عید قربانت کنم
انسا ط عید دیدن روے تو
اے ہلال عید ما ابروے تو

یہ

یہ

یہ

مراک دلیست لے گیاں بیلے کھایا
 پوناغی تہاں سے آئے تہاں بھلیا
 پوناغی تہاں سے آئے تہاں بھلیا
 پوناغی تہاں سے آئے تہاں بھلیا

رسالہ دور و غمناک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنیو یارو عجب قصہ ہمارا سنا تا ہوں تھیں اُسکو ہر سر گذر تا ہوں جو بھیر اندون حال پڑا سوتا تھا میں خوابِ عدم میں سو اگر عشق نے محکو جگایا پھر ایسا نے پھر نقشہ دکھایا عجب اک عشق نے رنگ دکھائی	بیان کرتا ہوں میں جو غم کا مارا گذر تا ہوں جو کچھ اب میری جان پر نتھکا کچھ اُس سے پہلے غم کا خیال دتھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں جگایا سو مصیبت میں بھینسایا کہ جس نے محکو سودائی بنایا کہ جس میں عقل تک میں نے گنوئی
--	--

۲۳۵

کویا قید دو عالم سے چھڑایا
 شربِ نون کا کالِ جوتن پر
 کیا رسوائی عالم میں درد
 جوتن نے آبا پس تن کو کجاک
 نغانی پھر کجاک کو دیکھا
 خزانہ مفلسی کا کجاک
 رکھا اک تار روئی کا کجاک
 غم درد دو عالم کی فون کرنا
 دیا اک کجاک جھنڈا کجاک
 خوابِ باد سا قلمہ بن لا کجاک
 جھیلیا بخود کجاک قلمت اد کجاک
 دیر

رسالہ دور و غمناک

تو بے عشق مینا تو کلتے بھر
پہا کس مال میں بھر سے بھر
پہا کس مال میں بھر سے بھر
پہا کس مال میں بھر سے بھر

جو آئے درو دل اپنا زبان پر
حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں
نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں مین
ہوئی ایسے شکر سے محبت
تر تپا ہو نہیں جسکے غم سے دزات
اے یار کو ہو جس کو اُلفت
محبت نام جب کا بیان رکھا ہے
کے ہو عشق جسکو ساری خلقت
اے یار و کسی کو دل نہ دیجو
کیا جب عشق نے بیتاب بکجو
کہ صبر آئے دل نگین کو کیونکر
نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر

پڑے آفت کا لکڑا اک جان پر
ہنسون مین اور عالم کو رلاؤں
نہ ہو سکتا ہو جو چپ ہی رہوں مین
نہیں ہو اُمین اصلا بوسے اُفت
خیر اُسکو نہیں ہیسات ہیسات
مصیبت مصیبت مصیبت
بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
قیامت ہو قیامت ہو قیامت
جو دو اُمید جینے کی نہ کج
کہا مین نے یہ اُس پائے ہو رو
ہو تسکین عاشق مسکین کو کیونکر
قرار اور صبر ہو اُسکو کیونکر

چونکہ سب کچھ
یہاں سب کچھ
یہاں سب کچھ
یہاں سب کچھ

میں ہوں اک دم ہزاروں فیض پر
نہ کہوں کہ کو اب اس بلا سے
لگاؤ سدا سوز جاگم
ہوایا ہفت ساجو گریبان
گے مین اسطون آہن بکھا
دیکھتے ہیں آدمی شاکھ
دیکھتے ہیں آدمی شاکھ

نہ کے ناز و اداس کی یاد کجاں
 سر دہن میں خاک تین آہیں کجاں
 وہ تیرا یاد کر کے راز
 میں یاد دہن کی صورت کجاں
 یہ گلزار میں زخم کجاں
 تیری چاندنی کجاں
 نہ لادوں اسکو میں ہر گز نہ بیاں
 غصہ میرے دیا جاکے ہو کجاں
 یہ جہان کجاں

خدا کے واسطے ابست ستم کر اگر رونامرا خوش آؤ تہے تو درد و غم سے نت رہتا ہوں گنا جو ہو گا شعلہ رخ کا ترے حیاں جو یاد آئیگی وہ زلف پریشان تصویر تیری پیشانی کا گر ہو جو آئے تیرے گوش و چشم کا حیاں خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو تصویر تیری مژگان کا گر آئے دُر دندان کو تیرے یاد کر کے جو خالی رخ کا ہو تیرے تصور جب آئے یاد تیرا قد و قامت	خدا کے واسطے اب تو کم کر یہ درد و غم تجھ کو بھاتا ہے تری اُلفت میں جی کھوتا ہوں گنا تو ہوں گا خاک حل شک میں اس کن تو بیچ و تاب کھائیگی مری جان تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو کرو نہیں گو ہر اشک سے قربان وہیں قربان اس پر میرا سر ہو ہزار دن بر چھیاں دل میں لگا بہاؤن اشک سے ٹکڑے جگر کے یہ داغوں سے ہو سینہ مر رہے کروں بیا دہن شور قیامت
---	--

۲۲۹
 اس کا کس میں خالی ہو گا
 جو نالہ غم ہمارا کر دے
 یہ بیچون میں سے تو ہیں کون
 سدا کرتا ہوں بے بس ہاں ہوں
 کہ کیا گزری ہے جس کا
 نہم کہ حال دل لینا کو کجاں
 ہنر کا اور رو کجاں
 ہنر کا اور رو کجاں
 لای میں جان جاوے گی کجاں
 ذرا اس ناز اور غم کو کجاں
 لری جانب ذرا انتہا اپنا کر دے
 لری جانب ذرا انتہا اپنا کر دے

سبعون پر جو کرم پیائے تھا
 کر وغیرن پر لطف و مہربانی
 نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
 نہ جانوں ٹھوکرین کھاؤنگا کبکے
 ملیگا یا نہ تو مجھ سے ملے گا
 نہ اب قصیر اسیم کچھ تری ہے
 ہے تیرے وصل کی منزل ہست و
 کشش میں کچھ اثر میری جہوتا
 جو کرتا شوق میری رہنمائی
 کون میں آہ کیا تیری حقیقت
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غمخوار
 کہو گسے کہو نین اپنا احوال

نہیں ہو فکر کچھ لیکن ہمارا
ہمارے نام سے نفرت ہو جانی
خدا جانے ہو کیا قسمت میں ہے
یہ ایذا ہجر کی پاؤں لگا کب تک
خدا جانے مقدر کیا کرے گا
نصیبوں میں لکھا میرے ہی ہے
اثر ہو لنگ اور محنت ہو رنجور
گذر بیشک دھڑکی تیرا ہوتا
تو ہوتی کیوں مری تجھ کو جدائی
مصیبت ہو مصیبت ہے مصیبت
ہر اک ہو اپنی اپنی بوجھ کلیار
کہ ہو غیروں نے کتنا جی کا جنجال

نہیں چاہتا کہ اس کا طوطا رہے بلکہ
 وہ چاہتا ہے کہ اس کی جگہ پر
 وہ چاہتا ہے کہ اس کی جگہ پر
 وہ چاہتا ہے کہ اس کی جگہ پر

نزدادید
و سے جہنم دین
مشت وصل
و ن ت بری جہنم

۲۵
شہزادہ عیسیٰ اور حضرت سائون
نامی عیسیٰ عمر کی اٹھاون
کمانک در دو غم خام کو بہن
تین پہ کمانک پیر پو بہن
بی بہن ہا بس خاوش نہا
ہو کہ گدڑی ہو در اسکا سہنا
نہا گدڑی کا جان پر

دیکھا دیکھا ہے دل کا یہ کھٹکا
 کبھی آدیا گیا تو درد و غم سے بھٹکا
 نہ لادوں یہ رنج کبھی بام آرز
 جہاں گزریا

اللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عدم سے تو اسی میں لایا ہوں
تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کردہ بینائی ہم کو الہ

بنایا ہے تو نے ہر کشتے کو ٹھیک
ضمیمے سے ہم کو تو انا کیا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
دلے کیا ہو حاصل کر میں ہم کو نور

اکی تو ہے وحدہ لا شریک
بیان آپ گل میں بھنسا یا ہمیں
گری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور
ملے جس سے ہم کو ہدایت کی راہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

اکی میں عاجز ہوں بندہ ترا
ہوئی مجھ سے گمراہی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز بارگاہ حق میں سبھا رہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلات
نہ سمجھا کبھی تنگ اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں کام
دلے ساری تدبیر اٹھی بڑی
کہاں جاؤں تجھے سو اکون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے جھوٹے دھوکے
ہو افسوس عمر جو اتنی جلی
اکی میں لائق ہوں اسکے مقرر

میں ہوں اپنے اعمال سے تباہ
اکی سراپا ہوا میں گمراہ
کہ میں آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو
ہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں صدا بھر غفلت میں فرق
رہی شہوت اور حرص بانی دہی
اکی میں کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پر آخر پڑا آن کر
اکی نہ تیرے سوا ہو جسے
کری عمر کو دلعب میں تباہ
کہ میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر

اکی اکی اکی اکی اکی
گناہوں سے ہو حال بدتر مرا
اکی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تھک کر رکھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا غلام
اکی مری عمر دشمن نے لی
نہ افسوس کوئی کیا نیک کام
اکی میں بھٹکا بہت در بدر
کردن جس سے جا انجا کون ہو
اکی جانی تری قدر آہ
جو الی تو کیا زندگانی جلی

<p>اکہی میں پڑھیں غفلت میں پڑھیں میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو اکہی گنگا روشر مندہ ہوں یہ ہوا حد سے زیادہ بڑا تو خراب ہوں گریک یا بدتر اندہ ہوں شہ نیک کا بندہ ہونیک سخت اکہی تو دیکھے ہے میرے گناہ رہی وہی رحمت کی کجھ نظر میں غافل تھے یاد کرتا ہوں تو تو بھوکوں نہ بندہ امیری کہے گنا ہوں یہ بندے کب سے نظر ہو چشم فلک گرد سے خوب تو وہ خوب ہے تیری بے نظر وے تیری بخشش کے آگے ہو کیا اکہی کمان جرم بخش کمان کمان ہو سیاہی کمان ہوتا بہت بھر کے کہ میں اب نہ کر سو تیری درخشاہ والا کہ میں وے تیری رحمت امید ہے کے پردہ پوشی سدا حل سے اکہی ہمارا بد و نیک اب اکہی نہ جھوڑو نگا در کو تھے نہ تو نے سنی گرمی انجا</p>	<p>کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش اکہی ہر اک ان حاضر ہے تو کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی اکہی خیرے مری خوشاب نہ بخشنے تو گر ہو مرا حال کیا ہوں اس بندہ کئے سوشر مندہ سخت خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو کے میں گناہ آہ بے خوف ہو عجب حلم ہے تیرا عباد شاہ کرم تیرا اگر دستگیری کرے سیاہی کو سیری کرے تو فیض خس خاک سے تیرہ ہو بحر کب شب تار چون پیش خورشید شاہ کیا میں گناہ گر بے سے بڑا برابر کمان ہو سکے لے خدا کمان ظلمت شب کمان آفتاب مجھے خوار و سوا نہ کرا و رطل نہ سر کو جھکاؤں کہ میں جا کے بن اور اس حرص نفسانی ولو سے گناہ میرے جانے ہے تو علم سے اکہی تو رکھو مری شرم و دل بڈا سے مجھے یا ملا سے مجھے کے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا</p>	<p>اکہی ہے کیا تیری رحمت کا جوش اکہی بہت اس سے غفلت میں پڑھیں بیان کیا کروں اپنی شرمندگی اکہی بہت ہی بڑا بندہ ہوں اکہی ہوا ہوں سرا یا خطا ترے در پہ آخر سر افگندہ ہوں نہ مجھ سا گنگا روشر مندہ ہو وہین رزق دیتا ہو شام و بچاہ اکہی عجب تیری رحمت ہو واہ کروں میں گناہ شاد کرتا ہو تو اکہی ہے تیرے کرم سے امید اکہی تری ہے نظر عفو پر ترے عفو کے آگے میرے گناہ تو ہوں نگریزے بھی رشک نمر گناہ میسے اور تیری بخشش بھلا کمان تیری خاک و کمان کمان میرا خند ہو اب اکہی قبول اکہی ترے در پہ رکھا ہے سر کے میں گناہ جمل اور سو سے جی کے عوض جھکوں غلکی ملے نہ دسا کیا ہو جو تو نے بیان ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب کمان جا کے اب بندہ تیرا بتا</p>
--	---	---

الہی کردن عرض پھر کسے جا
ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس ہو چکا میں الہی تباہ
کیا میں جو لائن مرے کام ہے
کرم غفو بخشش ترا کام ہے
الہی بحق محمد رسول
الہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتح و غفار و رزاق ہے
الہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الہی یہ طالب تو مطلوب ہے
حق محمد شہ دو سرا
نعت شریف

محکمہ مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہو فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدد و نومات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آلؑ

الہی بُرایا بھلا ہوں ترا
مرہے تبا کون تیرے سوا
بد اثر ہے مجھے اپنے درسے تو کر
تو دکھو تجھ کو سزاوار ہے
بدی جبل غفلت مرا کار ہے
دعا ہو وہ آمد ادگی قبول
الہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فاسق ہے
الہی تو رازق یہ مرزوق ہو
الہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الہی محب یہ تو محبوب ہے
الہی دعا ہو اب سکی قبول
محمدؐ ہے مدد و احسان خدا
اسی کا طفیل ہو یہاں جن ہو
محمدؐ خلاصہ ہو کو نین کا
محمدؐ کی طاعت سے حاصل کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کے ساتھ
کہ تا ہم نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں بہر
محمدؐ محمدؐ کسہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے نبی
ہر اکسہ ہدایت کا بدر کمال

سوائے ہے کون تبار مرا
نہ کی تو نے گرا ب کرم کی نگاہ
الہی بنا بھر میں جاؤں کدھر
کیونکہ جرم عصیان مرا کام ہے
مجھے عفو بخشش ہنر وار ہے
الہی یہ عاجز ہے تیرا غلام
الہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الہی تری ذات ہو چکا حلیل
الہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الہی تو را حسم یہ مرعوم ہو
الہی تو ہی اسکا قصو ہے
الہی تو کر اسکی حاجت روا
حق صحابہؓ اور آل رسولؐ
محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر موتا احمد کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
ٹپے کفر اور شرک میں شجوب
محمدؐ نے دی ہم کو اے نجات
بتائے ہیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ اول سے حق کے ہو بہر و
محمدؐ کی گفت سے اور چاہے
ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ
افسوس اور ندامت

کرنا اسپر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہو اور تنبیہ کرنا نفس سرکش سے
سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اسکو طرف فرمانبرداری
مجموعہ حقیقی اپنے کے اور جواب در جواب اس کے

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب
کرو گے گرا مسیعل جان سے
کہ جس فکر میں روز مرہ تباہی
کہ انفس غفلت میں جاتی ہو عمر
کہ کی دولت عمر برباد کیوں
اسی میں گئی ات ساری گذر
کہ انفس کو آخر میں نے رات
کہ آیا تھا یا نہ کیلئے اسے صین
تباہی سے کیا حق کو منظور تھا
تباہی میں یہاں لکے کیا کیا کیا
تھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
کہا اُسے وہ تھا خزانہ بھیا
محبت کا جامہ بھایا مجھے
کہا میں کہ انفس بد زشت خو
رتزی بات ہرگز نہ رکھے فروغ
جو ایمان گفت میں صادق ہو تو
نہیں تھکوا اسکی محبت نصیب

سناؤں تمہارا نصیب ماجرا
یہو تم خبر دار دونوں کے اب
نصیبیں راوی سچ کھانا ہونیں
بیان حال بنا کر تباہی میں
لگا سوچنے اپنے دلمیں بیات
مجھے فکر گل کا ہوا آج یوں
رہا رات بھر اس سے میں جسم غم
تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا انفس کو
خبر حال کی تھکوا اپنے نہیں
کہ دھر جائے ہو کہ پشیدہ ہوا
تھے جس سے حق نے بد کیا
نہیں کرنا وہ کام تو کس سے
جواب دینا انفس کا
بیان مظهر اپنا بنایا مجھے
ہو تو حید سے اسکی دل شاد کام
بنانا ہو کیوں تو یہ باتیں مدوغ
کہاں ہو وہ تجھ میں مجھ سے تان
کرسے ہو کہ عاشق خلافت حبیب

سنو دوستو گوشت دل سے ذرا
یہ ہے جنگ ہو نفس اور روح کا
علاج اسکا خوب ہی بتانا ہونیں
رہو گے بچے نفس و شیطان سے
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
سدا کیس رحلت بجاتی ہو عمر
نہ سویا شب اس فکر میں ایک دم
شش و پنج کرتا رہا تا سحر
کہ کیا ہو گیا تجھ کو اسے بد صفات
کیوں آیا ہو یا نہ کیوں تو پیدا ہوا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
کیا حق نے پیدا تجھے کس سے
بر سے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
ہی آدم آئینہ اسکا ہوا
میں ایمان اسپر رکھوں ہون دم
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
محبت کہ ہو جس سے دل شادمان
تو بھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہو تو

کہا اُس نے ہے وہ رحیم و غفور
 وہین بل میں مقبول درگاہ ہوں
 گناہوں کی ہر دلیں اُلفت بھری
 طریقی شریعت پہ چلے اے دغل
 کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جو بول
 سرے ملنے لانا ہو اے دروغ
 کیا مجھ کو آگاہ اس واسطے
 نہ مغرور ہو کا م کا کار کر
 نہ تجھ سے کہ یہ جاہل ہونین
 تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہو سست
 یہ سنکر وہ شرمندہ ایسا ہوا
 میں جانا کہ کچھ اُس کو آیا ہر جوش
 کہا میں ہوئی تجھ پہ محبت درست
 ہو کب اُس میں دغل عقل و تدبیر کا
 لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
 تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
 کہا میں کہلے نفس بد سجیا
 اُبھایا وہین بھیر غفلت سے سر
 عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
 خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
 تجلنے تو گر حق کی تقدیر کو
 کہ دفع میں رکھو گا بھکھو ضرور
 کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار

گنہ سیرے سب بند بگا ضرور
 کہا میں فریب مجھے دیو کیا
 فریب حق کو دیتا ہو تو اویسی
 کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
 نصیحت سے تیری ہو کیا حصول
 ظلو جو بول حق نے تجھ کو کہا
 کرنا تو گناہوں سے بچتا ہے
 کسی کو اگر کیسے جاہل ہے تو
 پڑھوں کسطح علم کا ہل ہونین
 اور ہوئے اگر اسب نیکو نماند
 گویا اُس کے تن سے ہوئی جان ہوا
 اب در ایک جاہک لگا جلد تر
 تو طاعت میں اب کیوں نہیں جوتا
 کری حق نے مجھ تجھ سے پہلے نیت
 مٹا کب سے کوئی تدبیر سے
 کرے گر چہ شیطان کی چون تو بڑ
 یہ مکر و فریب اور لایا نیا
 عمل بھی تو تقدیر سو سب میں جان
 سمجھ لے کہ حق اُس سے اویسی ہوا
 ہو در رحمت سے وہ بر ملا
 رضا کا نشان اُٹھو نہ گم نہ نو
 کہا ہو اے حق لے یہ بخیل
 ہوا اُس سے گمراہ تو زینار

کر وین گناہ بھیر تو یہ کروں
 دغا کی ہو تو یہ سے کیا فائدہ
 تو اس جہل اور گمراہی سے نکل
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
 کہا میں وہ ہر جہت بے فروغ
 کہ ہر عیب اور نقص تجھ میں چھپا
 مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو
 کہ سے کہ جو جاہک لگے جہت
 اشارہ سے چلتا ہو وہ مثل باد
 جو اس بات سے اُس کو بکھاتا
 کہ شاید یہ آئے کہیں راہ پر
 وہ بولوا جسے حکم تقدیر کا
 نصیبوں میں ہر کس کا درجہ جنت
 نہیں مٹا جو کچھ قلم لکھ چکا
 جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
 نہ سمجھا تو کچھ بھی اب ہو جلد گر
 مقدر کا ہووے عمل ہی نشان
 دیا جس کو شہوت کے اندر بھٹا
 عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
 کہا حق نے کب تجھ سے اور شور
 رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
 ہے نف تیری عقل اور نمید پر

ہوئے

جنال عبت پر جو باندھی کر
کرا بلین و لمع کے اوپر قیاس
جو آئے قضا بد شقاوت کرے
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہو ڈر
کیا حق نے درگاہ سے آنکھ دور
سمجھ لے یہ جو بے نیازی کی شان
عبادت سے حق کے پہے کا لپیٹ
بہت عابد و زاہد و متقی نہ
گیا تو دُعا عابد کے نقصان پر
کرے تو گناہ اور نہ چاہے نجات
سمجھتا ہو پھر آپ کو راہ پر
ترس آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حکیم اور نیکو کار ہے
گنہ گیسرے ہوں مگر جہے انتہا
وہ غفار ہے بخشدے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جال اور جلال اُسکی جو دونوں
تو بخشنے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا دے اُسکے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بے خوف ڈر
خدا کی دشمنی کے قابل نہیں
کر ایچھے عمل یا رسام و گناہ
کہ یہ اُسکی عادت ہو جاری قدیم

کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
اسی سے مجھے دلمین ہیں کچھ ہر
مرے کفر میں اور عمل ہوو جُط
کہ کی تو نے دُعا بدین پر نظر
نہ کی کچھ عبادت پہ اُنکے نگاہ
کرے ایسے بند کو جو بے نشان
کر ورون مسلمان طاعت کرنا
ہوے نیک اعمال سے جنتی
پکڑے کے دو ملعون کی تو سند
عجب ہے حق تباراویہ صفات
اگر اُسکی جو بے نیازی کی شان
نہ بھاگے تو دے جان اُسکو کفر
ہو قرآن میں ہر جا غفور اور حکیم
پر اس سے ہو سُودر جہ رحمت سوا
کہا میں تو نازان نہوں نے عین
و لیکن ہے قمار بھی اے نعیم
کرے سو غفلت سے گرو گناہ
نہ بخشنے اگر چاہے قمار ہے
کرے جبلِ مقلیان سے یکار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرہ کر کے توبہ کر ایچھے عمل
اگر ہو گیا کوئی تجھ سے گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج

جو تقدیر بدستے ہو کا فرمے
اگر عجز ساری عبادت کرے
اسی فکر سے عقل ہو میری جُط
ہو اعراب اُنسے جو اک قصور
کیا ایک گنہ سے عین دن تباہ
ہزاروں بنی اور ولی بحساب
ہوے حق کے مقبول اور کاملین
نہ ان کے کی فائدہ و غیر نظر
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
ہزاروں کرے جرمِ شام و سحر
نہیں جھکے کبھی سر پہے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے ربِ لرؤف الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں جھکے ڈر
کہ جیلِ میان کام آتا نہیں
کہ بخشش اور قہر بھی بیکان
اور ہو جاوے تجھ سے خطِ گناہ
ہو تو اک طرف اپنے آراں کو
گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کین
خدا کے لیے مت پڑا نذرِ قتل
یقین جان اُسو قسم تودہ کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑے گنج

<p>کھلا جبل ہوا اس سے زیادہ کہ تری خود ہی اس میں سر اسر خطا گنہ میرے گرجے ہیں کوہ گران وہ اللہ ہے اگر مر لا کرین کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ کریم اور رحیم اور ستار ہے وے حیف ہوا ایسے غفار کو وہ آزر دہ کرنے کے قابل نہیں وفا دار سمجھے کہ بھر گناہ وہ لائق عبادت کے ہوا سچ</p>	<p>بل بل چھوڑ چلا رہا ہے میں نیک ذات اسکی کہ ہوں جاننا جے اسکی بخشش ہو چون کہان مجھے کس لیے تنگ کرنا ہوا وے ایسے باطل ارادہ سے سچ کہنہ تیرے اور اسکی بخشش بیان کیا تو نے آزر دہ اسے نہت خو جو جانے ہو تو حق ہو نیکو صفات خطا پر خطا یہ تو کرنا ہوا کرے ذات ایسی کو آزر دہ جو</p>	<p>کنا آنے مجھ پر نہ کر تو جفا ہوں غنود کرم اسکا بچانا گنہ مجھے بخشش سے زیادہ نہیں وہ مجھ سے بھی بدتر کے بجائے گناہ بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہو برا بر ہو سکتی ہے بیگان جو ہوا یاسن ارحم الراحمین نکو دوست عافی ہو اور نیک ذات جو ہو ذات ایسی غفور و رحیم وہ گردن زنی کے ہوا لائق سنو</p>
--	--	---

نفس غائب اور تیر تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے راؤ و ر

مدد و چاہنی اُس سے

<p>جو دکھا کہ ہے اسکی حجت قوی تھے ملک تن کا ملا تاج و تخت کیا تنگ ہو اس شفی نے مجھے مقابل ہوں اس کے مری یکہ پر نشان رعیت سے محصول لیوے بزور تصرف تسلط بہت ظلم سے کیا یک وہے تو تیرے المیر کہے ملک تن میں عمل کے وہ تھے حق نے کیوں ہو خلیفہ کیا</p>	<p>گیا آخرش میں طرف روح کی خلیفہ ہو اس ملک میں حق کا تو یکہ دجلد اور مار گردن اسے کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو زمین بدن میں تیرے ستر و شو اگر تخت دل پر گیا بیچہ آہ کرے قتل یا رکھے انکو اسیر رہے پھر یہ کبشان و شوکت یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا</p>	<p>کری عرض جا کر کہ اسکی تخت پہنچ بہر حق میری فریاد کو کہا یہ کینہ کہان میں کہان کہ لیوے یہ باغی تیرے ملک کو کرے ہفت اقلیم تن میں میرے رعیت کو کرب کا دم میں بناہ تھے سب سیر و نکو بہا کے وہ دکھائے بہت سی وہ ذلت تھے نو ملک بدن کا ہو حاکم اگر</p>
--	--	---

ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
کہ ہود و جس سے یہ فتنہ فساد
شہ روح کو آگیا دون ہی جوش
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
سب کہ ادب شاہانہ لایا بجا
یہ سلطان روح سے کہا اُسے جا
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
کرین فتنہ لین اُسکا اسباب لے
رکھیں شہر کی بندہ و زنجیرین
ملک تین تین تہا ہر نفس کو
مسی جھپکے جو یہ حکایت تمام
شہ ملک دل وہ بہ بڑ فوج
کوئی دم میں لیو گنا کچھ کو بکڑ
اسی فکر میں جان کو کھو دیا
ولیکن بمقدور کو مشرک کر دین
عدو دن سے اپنے جھگڑنیکا فکر
جو اپنی سجاوٹ دکھاؤں اُسے
میں روز ازل سے ہوتا بعض بیان
غیبت نہیں جانتا ہو وہ کیوں
تاشا اُسے دم میں دکھاؤں غین
کیا ہے اگر اُسے سامان جنگ
بڑا ایسے اوپر یاب سخت کام
جو شیطان لکھ ہے قدیمی وزیر

وزیر خرد کو بلا کر کہیں
ہے ملک تن ہر ہمشہ کو شاد
بدن میں لگی اُسکے غیبت لگی
کہ تیسرا اس کی بناوے وزیر
مرا حال سن اور افسوس کر
کہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
یہ ہو حکم آدین امیران فوج
غور اس لعین کا دہن جلے نو
خبر کرنی جاسوس و سواس کی
تھے اس میں کہ جاسوس ہوتا
کری نفس سے جانشکا بیت نام
کو بے ہو ترے قتل کے واسطے
شریعت کی زنجیر میں لے جکڑ
کہا ہاے تدبیر اب کیا کروں
کہ تا اُسکے صدمہ سے بچار ہوں
کون اسطرح میں بھی سامان جنگ
عدم کا میں رستہ بناؤں گئے
سنو رہتی کا ہو میرا شمار
کہ میں جھوڑ رکھا ہو اسکو چون
جھاؤں فساد ایسا و زور و ہوش
تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ دنک
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہو
کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر

کر و ایسی تدبیر شاہ دین
مری عجز دزاری کو شکر ہوش
کہا میں شتاہوں میں اسکا
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
کہ ہوش نہ کہ اقبال و دم میں
کہ ہوں مستعد جنگ کو شل موج
جو ہو جائے عاجز تو میر ہوں کون
خبر کرنی جاسوس و سواس کی
کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
کہا کیا تو نے کہ سلطان روح
تمام اپنے لشکر کو آراستے
یہ شکر خیر نفس نے رو دیا
کہ تا ہاتھ سے اُسکے حیات ہوں
کروں میں بجا بے س سے لڑنیکا
یہ دیکھ فوج اُسکی ہو جاؤنگ
بھلا ملک تن جھوڑ جاؤں کہان
فساد و فتنہ مرا کاروبار
جو اسوقت پہنچے آ جاؤں میں
کروں ملک کو اُسکے زیر و زور
یہ لکھ لگا سوچنے پھر وہ خام
نہیں لڑنا اُس سے کچھ آسان ہو
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلح

کہ جس بات میں ہو ہمارا فلاح کہا لطف سے ترے اہو مدار کہ جس سے تو ایسا دل انگار نئے پاس لا کر کے او ارجند کرے کام سلطان روح کا نام میں بھیڑن اُسے تاجا ہی کر روانہ کیا ملک کو روح کے رہ چہم سے آگیا ناگہان	یہ سُنتے ہی المیس آیا ادب ہماری ہوش بے آسان کار ہو آسان سب ترے اقبال سے کردن حرص کی قید میں اٹکوبند وہی بخشی ملک کافی ہو بس سپیدی کو اُسکے سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند یہ ساتھ غصہ کی فوج گران	بجا لایا آداب شاہانہ سب یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے کبڑہ ٹکولاد و نین ہر حال سے امیر ہو تری فوج میں حرص نام خرابی کو اُسکے وہ دانی پس شہ نفس نے دیکھتے ملتے کیا ہر طرف راہ کو اُسکے بند خبر ہوئی وزیر عقل کو
---	---	---

اس معرکہ سے اور بھیجا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حکم غصہ

کے اور فتح ہوئی اُنکی امیروں کے لشکر کو لیکر تاج کہ اُسے بہن لڑنے کو یہ ہم سوچ کہا عقل نے اُسے شہ نادر کرے حرص کو دم میں ناپید کر و مستعد اسی جنگی سپاہ ہو احرص غصہ بہ میدان جنگ	وزیر خرد نے سنا یہ جو حال گیا روح کے پاس با احترام کہا شہ نے لشکر سے وہ بھانڈا لین مقابل میں اُنکے بے کار زار اگر فوج غصہ کی ہو اُسکے سنگ کہ ہوں جس سے دونوں مفسد تباہ امیر قناعت سے اور حکم سے	ہو افکار کا اُسکے اُسکو خیال کہا حال حرص اور غصہ کا ب کہ جو قتل اُن مفسد کو کرین امیر قناعت کو تم بھیج دو کہے لشکر حکم جا اسکو تنگ جو ہونے لگی دونوں جانب جنگ غضب حرص مغلوب ہوں ہو
--	---	--

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر کہ اُن دوسے ہو گا نہ فتنہ	تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر وہ اب چاہیے بھیجی فوج سخت	کہا نفس سے اُنکی ہو بدد کہ جو شہ فوج سر تلخ سخت
--	--	--

ہے تجوز شہوت کی جاوے بہا کرد اسکے ہمراہ تم بے قصو کرے عقل کو جا کے زیرِ وزیر تو ہو روح کا ملک سارا تباہ	کرے عقل کے ملک کو جاتا بہ لگا بے حیائی کے ہتھیار ب ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر کہا لاؤ دیکر کے خلعت اُسے	جمع کر کے سب فوج فسق و فجور چلے شہوت سنگھ بہرِ حرب جو ہو عقل شہوت سے مغلوب کہ روانہ کرن جنگ کو روح کے
--	---	--

بیہنجنا وزیرِ عقل کا امیرِ تقویٰ کو مع افواجِ شرم و حیا و صلاحیت کے

مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیرِ تقویٰ کی

خیر ہو بچی اس حال کی یا جو ہو فوج صلاحیت اُسکی مد خیر جلے اہل شقاوت کی لی شہ روح کا حکم پھر ان کو ہو لڑائی کو آپس میں برہم ہو کبھی یہ تھے غالب و غالب تھے کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر	کہا خاص اُس سببی ملک کو کہ ہو فوج فسق و فجور اُس سر جیا جنگ اُسکا جو ہو اک کلیل کرن لشکرِ نفس کو قتل جو لگی ہونے آپس میں جو قتل جنگ لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ	وزیرِ ہنر و رشہ روح کو کہ تقویٰ ہو جب کا لقب بھیجی د سیر تیج شرم و ثقاہت کی لی کرد اسکے ہمراہ اُسے بے دلیل غرضی کے لیے زمین قائم ہو زمین آسمان رہ گئے دیکھ دنگ پھر آخر ہوئی غالب عقل نصیر
---	--	---

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیرِ پر اور آپ

ہونا نفس کا واسطے لڑائی سلطان روح کے سب لشکرِ بیکر

سُنی نفس نے یہ خیر جس گھڑی سیہ کا شیطان رکھ رکھ کری تو نے سستی جو لے رہا شہ روح کو جس سے کر لین اسیر جو انہیں سے ہون سخت تر بیکر	وہیں جان پر اسکے آفت پڑی کہا بھگلو لعنت ہو اُس شست کا ہوئی خیر شہوت کی ساری تباہ بلا بھلا نوکھو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کرن جائے بھگ	بلا یا وزیرِ تبہ کا رکھو کیا تو نے لشکرِ مراخو اوزار کر اب سہی ہر تو لے وزیر پھر انہیں سے لے جھان اہل وزیرِ خود اور شہ روح کو
--	--	---

پکڑ کر کے لافے میں باس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور یہ شکر بشار ہو کیا روح کیا عقل نہ تو نکو میں ہوا جنگ کے واسطے خود سوار لیا بخیر گمراہی اپنے ہاتھ چلا سجد ہو پے کارزار	میں بیکہ بہت خلعت والی زور کرو نکانہ ہرگز قصوب کی میں تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال ہوئی فوج فتنہ و غور اس کے ساتھ	بجھاؤن برابر اسے تخت پر گر ہوشہ نفس بھی خود سوار گردن بانی میں اس دل سنگ کو یہ سنگ شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور نترت کی کھلا وہ مستی کے گھوٹے پہ ہو کر سوار
آگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے		

اور عجیب وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا

دونوں لشکر کا اور ہو لشکر بیکر ان کے سنگ کہا کھولے سب خزانے در ہو تکلف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سرسبز جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تالک تن سے ہو فتنہ دور کہ یکام لائق نہیں شاہ کے میں لبتا ہوں انکی خبر سن مان میں ہوں آج ایک دن غلام دیا اسکو پھر خلعت آفرین سبز نیک بختی کی لا اسکو دی	جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لیے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ نکل آئے سب لشکر دین و داد وزیر اسکا شیطان ہو راہ زن کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خرد نے زمین جو م کر جو ایسے کمینوں سے جا کر رہے جو ہو امک بندہ سے دشمن تباہ گردن دم میں سب دشمنوں کو تمام کیسے ہوشیاری کے خنجر عطا دیا ہاتھ میں نیزہ راستی	کہ آیا ہو لڑنے کو نفس دنی وزیر خرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کیسے طرح ان دو کے کٹو اکے سر کر و ترک جو کچھ تمھیں کا رہو مجھے بھی جواب کج کرنا ضرور کیا عرضاے شاہ والا قدر رہو ملک میں تن کے تم کامران عدو کے مقابل ہو کیوں باو شاہ یہ سنگر پہ خوش بہت شاہ دین ریاضت کا خود اس کے سر پر دھرا عرض زہد کے اس پر کر سوار
--	--	--

<p>دیا حکم اسکوئے کارزار وزیر خرد جنگ کو جب جلا خلل آیا شیطان کو اوسان میں ہوئی ہر دو جانب صفت آراستہ کیسے کے میدان میں قائم نشان زمین بدن گرو لشکر سے آہ ہو پانی پانی دل کوہ سنگ لگی ہونے جہوت آپسین جنگ آدھ غلطی نفس با شور و شر کبھی کلونیک کبھی کار بد نکلے تھی دل سے وہ انفعض کمین اسی جنگ میں بجے انی گئی ہو انفس کا مفسدہ جا بجا</p>	<p>کری ساتھ تقویٰ دین کی سیاہ پڑا نفس کی فوج میں زلزلہ چور شید خاوری نے کی تیج علم گھڑی مستعد جنگ کے واسطہ مقابل ذو لشکر ہوئے حسنان ہوئی ایسی تیرہ خدا کی پناہ لگی چلنے جو تیج و تیرہ تیر زمین ہو گئی خون سے سرخ رنگ سید سید جمع آکر ہوئے کبھی زہر و تقویٰ دگا ہے حسد کبھی دمی روح سے با وقار بد اور نیک میں زندگانی گئی طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ</p>	<p>جلاد و قوم سے لشکر دین پناہ کھل کر کے جب یاسدان میں ہوئے اہل کے جوڑا لشکر ہم ایسٹرن نے لشکر کیا وجہ نشان پڑا شور اندر زمین و زمان ہوئے جب مقابل لیر لان جنگ ہوا خون کوہ زمین کا جگر تھی اس طرف خوشید روح جلو گر جون مشی و ردی برابر ہوئے کبھی فوج زرنگی نفس لعین زمین بدن ہوتا بلغ و بہار اک عرصہ میں یہ جنگ ختم رہا طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ</p>
---	--	---

پیر و شضمیر اور شامل کرنا اسکو صلاح جنگ وغیرہ میں

<p>شہر و حے حال دیکھایہ جب عدو کو کسی طرح زک دیتیے وزیر خرد کو کس پھر ہلا نزدل نفس ملعون کا خون ہوا مرے ملک کا ہو وہ دیوان کل کے وہ جو اسپر عمل کیجیے</p>	<p>کصوت تباہی کی ہو پیش اب ہوا ہو ترقی پے نفس شہ کیا تو نے ہر چند جنگ و غا شریک تو ہوا دیر کبیر مدد سے اُسکے یہ شور و غل رکھو اسکو شامل لڑائی میں تم</p>	<p>کہا اور تدبیر اب کیجیے کیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ وے فتنہ تن سے نہ ہوں ہوا ہو جب کا لقب پیر و شضمیر صلاح اسکی چلکر کے اب بیجیے کہ ہو دشمن شوم تیاں گے گر</p>
---	--	--

رہو دل سے مصروف اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدکنی زمین بہم ہو کے جا کر لرزدا سقدر پکڑ لاؤ زندہ میرے روبرو رکھوں اسکو قابو میں اپنے ملک	کردی فدا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہونفس کا کارزیر وزیر میرے پاس لاؤ اسے تم بکڑ میں دلاؤن جطرف جاپون نام	کرو ایسی ہمت کہ ہونرین شریعت کی غلامی ہر رو بات کو نہ جاپون کہ ہو قتل وہ زشت خو شریعت کی زنجیر میں اپن بکڑ آگاہ کرنا جاسوس ہونفس کا
--	---	---

شیطان زریکو اس سے اور بھی شیطان کا طول مل سکھ کو اسے قتل

کرنے عقل اور سپر کے زہر دیکر اور نا امید ہونا تو شیطان کے مایا پس سرگودھنا شہ روح نے یہ کیا اہتمام کہ تا دشمنو نکا کرے کارنگ شیطان نے شکرد لا سادیا میں بھون اسے جو کرے شکور نردیوان بن سے ہو مطلب تو خود پیر بکار ہو سر بسر میں بھون ہو طول مل حکام کہ پیر کا کام زری وزیر چمبا کر کے ایسا اسے زہر پڑے پیر کے کار میں تا خل	کہا جا کے بیٹھا ہو کیا اموزیر کہ دیوان تن پر ہو جبکا نام شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہو کیا مقابل میں اس کے میں بھون اسے ہو منظور قتل عقل کا اب مجھے وزیر خرد اور دیوان تن کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام کرے قتل پیر عقل کو وہ ضرور کہ شیطان نفس کے شر سے بچ مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے	جو جاسوس نے نفس کے پستا کوئی دم میں ہونفس اور تو اسیر وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہو لشکر میں اس کے وزیر خرد کہ جو کات سر اسکا لاف مجھے خرد اپنے قابو میں ہوئے اگر کردن قید و نو نکو میں بے محن وہ دیدیکے وعدہ بہت خوبت کہ مرنے سے جسکے فتنہ ہو دور ہو رخصت اس سے جو طول مل کہ جو مفتیان یقین کے
---	--	---

ہین سلطان روح کو اس سے اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو

طول امل کے شر سے

ہیں جاسوس دین مفتیان یقین
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے
وزیر اور دیوان تن کو مگر
پھر سوقت لین ملک کو تیرے چین
ہو کار اسکا پوشیدہ دشمن کشتی

نگہبان رہو تم انکے سدا
کہ اب کوئی تدبیر کرنی ضرور
بلا کر کہا اسکو کوشش نہاد
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
نگہبان رہیں عقل کے ہر زمان
ہے تیرا دستگی گور

یہی چار کا فی ہو در انتظام
یہ چاروں رہیں جسکے ہمارے
ہے اس سے طول مل دور دور
بہت گرد راو حسد سے پھرا
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار
دلیکن جو عقل کے پاس تھا

عدو کو کتنے تیرے شام و گاہ
کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور
عقل اور دیوان پیر کے

جو رخصت ہو طول امل سنگھ حلا

نبرد یہ جا کر کالے شاو دین
نبرد کیو اسکی تم ہر حال میں
نہ ہو بچاٹ حسد کوئی حیلہ گر
ہو لشکر میں کف نفس کے حیلہ گر
کرے غم الموان جہان ہونوشی

شرہ روح نے جب یہ قصہ سنا
کسی طرح یہ فتنہ ہویا نوردور
رکھو تم نگہبانی سر آن کی
کر دو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
ہے ایک دوزخ جنگ خان
خرد پیر کے ہو نگہبان بغور

نزع موت اور قبر روز حشر
نہ طول مل کا ہو اس پر گزار
غرض آیا چھپ کر کے طول امل
کہ تا عقل کو زہر دے بر ملا
طرف پیر کے پھر گیا غم کر
عدو کا نہ اس پر بھی قابو چلا

نا امید ہو کے پھر نا طول امل سنگھ کا اور بھیجی نفس
غرض نا امید ہو کے طول امل

تو جاسوس دین نے سنا بر ملا

کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے
عدو کے نہ بھینس جا کہیں جا مل
نہ دیکر کے زہر آنکھ لائے کہیں
کہ طول امل نام ہے اس سے بڑا
ہو دشمن وزیر اور دیوان کشتی

تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
وزیر خرد اور دیوان کی
کیا حکم تا چار شخص پاسبان
اور ہو دوسرا درگاہ و جوان
ہو جو تھی ہے یاد روز قیام

رہیں یاد جسکی یہ شام و سحر
رہیں جو کہ یہ چار جسکے حضور
کڑا ڈالے اندر خرد کے خل
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار
کہ تالے حسد سے کچھ اسکی خبر
دی پاسبان چار اسکو گاہ

کیا پاسبان کے بے نعل

کے سیکڑوں چیلے اور او میں وے بلر اُن پر چلا کچھ نہ بس نہیں راستے اُنھیں چھپ کے پر وے بلر بس کچھ نہ اُن پر چلا جمع کر کے سب فیج و لشکر سپاہ گیاتھا ملتا طرف نفس کی کے بے رنج اور جان بازی کے اب مجھے اور تجھے شہ کرے یوں دلیل ہے تلک تن میں دہنت کاہر ان غم دل کو اشکوں سے دھو لگا کہاؤ لت ہکو گوارا نہیں لڑائی کا سامان ہو جمع سب غزور اور طمع اور فضول کلام لڑائی میں شیطان کے ساتھ ہو تکلیف کے شیطان وزیر عدد ریا کو کہا کر عمل تو تلف ہے روح کے حبش حن عمل خرد پر ہر اک سوسے برساوین سنگ	چھری بری لیکن تو نہیں بھری میں کین گرج چھپ چھپ بھری کہ تھے ہر گھڑی پاسان اُن کے ساتھ میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا تو تدبیر سے اپنی چاہے سو کر جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی یہ نفس کو بھلا لاج تباہ جو اس جنگ میں کچھ ہوئی الکی دلیل جدھر چلے دوڑے ہکو زبون یہ لشکر غیر نفس روئے لگا بلائے مددگار اپنے تمام اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب ریا سنگھ اور عجب خان ہلو ان ہوا حکم سب کو کہ اسے جنگ جو ہو نوجست و کا مل ہاے رہو حسد بخل قائم کیے اک طرف ہے اسے باقی تو اُسکو کو یہی چار امیر اب کرن جاکے جنگ	کہاگرچہ میں خوب کوشش کری نہ آیا درس کوئی پر داؤ میں نہ اُن دوسے آئیے ایک ہاتھ تو میدان میں چلے اُن کی خبر نہ رکھ مجھ سے اسید کچھ اب گر کہ مجھ کے روح و خرد کو تباہ حسد سے تھا بزدلہ و زریا ہ ہماری بھلا جان بری ہو کب گلے میں سنی ال کتے کی جون مرا اور تر کچھ نہ ہو د نشان کیا نفس باغی نے بھرا نظام لڑائی بغیر اب تو چار نہیں حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خان ہوے جمع میدان میں اکٹھا لڑائی کو طیار سا ہے ہو ہوا کے میدان میں جنگ جو کہنا عجب کو مستعد بان ہو تو بھر تلک میں اُسکے دُغل
--	--	--

آگاہی پانی و زعقل کی اس واقعہ سے اور بھینا امیر سخاوت کو مقابلہ
میں بخل کے اور نصیحت اولیا کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا

اور خوف ورجاء خدا کو عجب کے اور فتح ہونی انکی

کہ پھر مفسدن نے اٹھایا ہوسر
 غرض پہنچ کر اسنے با اہتمام
 ہی چار دروازہ لاجناب
 سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
 حدنگہ پر اسکو قائم کیا
 رہا سنگم مردود کے قتل کو
 کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
 اگر ترقی سے تو دور تارہے
 تو پھر کیوں ہو اپنی مدد آئی تھے
 خدا کی غایت ہو پھر مہمان
 عبادت پہ کیا تاز کرنا ہے تو
 نہ کر کا حق کو قیاس آپ پر
 چلے دونوں جانب سے تیر و تنگ
 سنجاعان دین جب ہو چکے
 لگا بنے ہر طرف دریا خون
 غرض غالب آیا وزیر خرد
 گئے بھاگ یک تخت عجب و ہوا
 کیا حکم مردان دین نے جو ہم
 دیا کفر بدعت کو چڑے اکھاڑ
 جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال

جمع ہو کے سب عثمان و غل
 کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
 امیر سخا کو کہا اس جو ان
 اور ہو غل سے رنج میں مبتلا
 نصیحت سے مردوں کی ہو فتحیاب
 جو ان صدق و اخلاص تیار ہو
 کیا حکم تا عجب سنگم کو تباہ
 تو پھر عجز کا کار کرنا ہے
 سمجھ لے کر حق سے ہیں یہ کام سب
 جو دی نیک تو فیق تجھ کو بیان
 خدا نے دی تو فیق طاعت تجھے
 خدا کی طرف سے ہو سب خیر خواہ
 شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
 پڑی نفس کی فوج میں ہا ہو
 یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوے
 ہوے دونوں مغلوب بغض و حسد
 کیا زور جب لشکر پاک نے
 گیا بھاگ سب کفر نفس شوم
 شکست اسی دشمن نے پائی نام
 لگا اسکی چھاتی یہ تیر لال

وزیر خرد نے حسنی بنی خمر
 لگے ڈالنے ملک جان میں مل
 امیرن سے اپنے کیے انتخاب
 غل سنگم کی لے خمر اس نام
 نصیحت کہ ہو فصاحت اولیا
 اور ہو خان مان سب حد سزا
 رہا سے ہو تو خوار اور مستمند
 کرے جا کے خوف ورجاء الہ
 اگر ہوے خوف خدا کی تھے
 جو طاعت کرے تو ہو طاعت
 تو کیوں عجب پر پھیر مرتا ہو تو
 ہو لازم یہ شکر عبادت تھے
 غرض آ کے چاروں ہو کر جنگ
 ندی نالے خون کے بہانے لگے
 ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں
 کہ ہر چاہ کشتو مکے پشتہ ہوے
 جو اک لشکر دین نے حملہ کیا
 لگی کفر کی فوج جب بھاگنے
 لڑے ایسے بلین میں پاؤں کلاڑ
 نہ لگا کبھی پھر لڑائی کا نام
 چھپائی کو اسنے بہت یہ خمر

وے شہرہ اسکا ہوا در بدر خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول

طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کام کو واسطے لڑائی کو زیر عقل کے

بھر آخر کو جب نفس نے پستنا کیا دون سزا غیب اس زور کو کیا کار کیا تو نے اور سیاہ ہمیشہ یہی تیری تدبیرست نتھے چھوڑا سکی اطاعت کروں کہ جسکی اطاعت سے ہر قبیح مے پاس حاضر ہیں سردار اور محو تیرے وہ سب ہو گاہین شجاعت کو اپنی دکھا دن تھے ترے آگے لاؤں کپڑا نکو عام کہ لڑ کر کے اور نفس الاحساب کرتے تاخورد و جہر عہ تنگ کہ کرساے لشکر کے آگے جلال طمع سے پرین حال میں مرغ و ہر طرف دہنے ہو لشکر حب جاہ جہر چاہے جا ادھر دوڑے غرض اس طرح کیا بندوبست کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے

تو لشکر کے حسرت سے سر کو دھنا غضب کے کمانہ نے نام خود پرست کیا فوج ساری کو آخر تباہ اگر جو بھی سستی ہو مست رہا بین اب حکم میں اس کے ہر دم رہون یہ سن بولاشیطان وزیر لعین بہت اٹکواتے ہیں لڑنے کے کلو نہ کما غم نہ ہو جا کے اسکا طمع اب سب بچ و غم سے چھڑاؤں تجھے زمین چوم کر ان غرض عرض کی میں دن عقل اور روح کو جا ادب ہر اول طمع کو بلا کر کسا طمع کا غبار انکی آنکھوں میں ڈال کیا تیجھے قائم غرور لعین اور ہو حب دنیا کے بائیں سیاہ جہر دیکھے لشکر کی ہوئی شکست شہر روح کو تاکہ دیوے شکست

کہا لاؤ دستور سے نور کو کیا تو نے کیا جو ہوئی شکست نہ تجھ سے ہو اکام کوئی درست میں جا کر پڑون روح کے زیر پا شہر روح ہو شاہد الاحباب میں لڑنے سے اور شاہ عاجز نہیں شجاع اور سپہا رنوخوار ہیں کروں لاکے اسکو ہی تیر طمع کروں لشکر عقل و روح کو تمام عدد پر تجھے حکم ہو اس کھڑی غرض بھیر آیا بمیدان جنگ سوار و نکو اپنے تو نے جلدیا طمع کرتی جو عقل مند و نکو کور کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں فضول کلام اب مدد کو رہے ادھر جلد جاوے وہیں کہے حب بھیجنا وزیر عقل کا اسیر توکل

اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خود سن کے یہ ہر اس
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں
کہ جو جو تھے اسکے چھ پہلوں
کو جلد تراب ہو تاخیر کیا
کہ لو لشکر خاص سے چھانٹا
شجاعت کے احکام میں فرو ہون
کرو مستعد جنگ کو بیدار
امیرن سے اپنے تو کر انتخاب
امیر تو کل سپہدار کو
کے دفع تیغ سے فیض عرو
طرف دہنے جاوے امیر کبر
کے جاہ و عزت کو دم نہ مانا
امیر خموشی کو قائم کرو
کے جا کے خاموشی اس کو
ہوا کے میدان میں پھر از جا
انگل اپنے دل کی مٹانے لگے
لڑائی تھی مردوں کو حسین
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ
گئی بھاگ کر وچ عدو اس زمان
بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تو وضع کا تکبر سے اور فتح

گیا مصلحت کو شر و جاس
شر نفس نے فوج سے چھانٹ کر
وہ آئے ہیں لیکر کے فوج گران
بجالات کے آداب بلا وزیر
شجاع اور دلیر اور اہل حرب
کھال اپنے لشکر سے ہم پہلو ان
نہ دفع کر نہیں دشمن کے دھیل
کما عقل نے اپنے لشکر کو
طمع کے مقابل میں لگے کرو
طرف بائیں جازہ تقویٰ کی فوج
کے جا کے جو تہ جاہ کو اسیر
فضول کلام اس طرف ہو اگر
محسن بیوہ کو کس عقل جو
شجاعت کی جا کے داب دینا
لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھما
لگے کرنے مردان جان کو نثار
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
ہوا حملہ جب لشکر دین کا
لبو بڑھائی اسکے دشمن کی زبان
کہ جنگ عظیم آیا ہو پیش اب
لڑائی کو بھیجے ہیں سب مور
کہما شاہ نے اس کی تدبیر کیا
یہ ہر عرض کر شاہ روشن ضمیر
علیحدہ کر انہیں جو مرد ہون
مقابل کو ایک کے ایک جوان
کہما شاہ نے ہر رے صواب
ہر اول کو جو سخت مضبوط ہو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور
کہ تاے صاحب نیا کی کھج
کہ ہر یعنی علم فنا جکا نام
ہو تدبیر اسکی یہ اس وقت پر
لے جبکہ پر فضول کلام
عدو کو پکڑ کر کے کشتہ کرین
جو انان شجاعت دکھانے لگے
سمجھتے تھے زخم کو باغ و بہار
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھو وہ
گیا یا توں اٹھ فوج پر کین کا
بھیجنا نفس کا آخر کار

پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور بکڑا جانا نفس کا ۔

<p>شہر نفس یہ دیکھ کر ڈاڑھیں سپر شیخ وزر مال ہے اتنا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر کہ فیج خرد کو کہے تاکہ زیر ہو ادا قہ جہوت دو نوین جنگ تکبہ کو لایا تو واضح پڑ کہا لشکر اسلام کی بارگی کرین حبیا چاہین بھریم نظام کیا علم ہر طرف سے آن کر تیر خجہ و نیزہ وہم شان ہوے قتل سردار لشکر فرار سیر سخت کار غدار کو شہر روح کے لاکے آگے کیا کہ قتل یا قید میں دیجیے بری کی بنا کر کے صورت بھلی جلا جاطر بقہ شریعت پہ تو</p>	<p>وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور ہے حکم کی اب طلعت تو کر آمد لشکر روح سے با سپاہ تکبہ پہ آخر ہوا عرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کار عدو کہے حملہ جس سے ہو آوارگی غرض کر کے ہر طرف سے اذحام برسنے لگے آنپہ تیر و تیر برسنے لگا ایندھ سا چار و لطف عزازیل بھی بھاگا ہو بقیار گھلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال کر تھی عرض حاضر ہے یہ بجیا برائی کا بدلہ برائی ہے یار دکھائیے اگرچہ یہ نفس دنی یہ مکر شیطین نہ آوے بکار</p>	<p>بلا بخشی کبیر کو پھر دیا تو خود جا کر لشکر میں آیا فتور تکبہ اٹھا جیسے غزہ شیر امیر تو اضع ہو اجنگ خواہ کنڈلیک گردن میں ڈال او جگر ہر مغلوب غالب ہے فیج نکو کہتا ہوں آوارہ دشمن تمام سنانے لگے نفس و شیطان کا نام چھری گرز و شمشیر و تیر و کان عدد کا لگا ہوئے لشکر تلف بکڑ لائے نفس تیر بکار کو بنا کر کے اسکا بہت نسبت حال یہ حاضر ہے جو جاہیے کیجیے نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار نہ کر تو خیال آنپہ ایزد نیک خو ہو تو حشر میں آخرش خواہ ادا</p>
---	--	---

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا

نفس کو قتل سے اور زندان میں رکھنا اس کو

شہر روح کے پاس جکڑا ہوا

غرض آیا جب نفس بکڑا ہوا

لگا سجدہ شکر کرنے ادا

شہر روح جاکر کے پیش خدا

خدا کی طرف سے یہ سامان ہوا
ہے شکرِ خداوی فتح ہم کو عطا
ہوا شرع کے حکم کا خوب زہ
شہرِ روح کے یان ہوا نیک نام
کہ حاضر ہو جلاوتِ تقویٰ شباب
فساد اور فتنہ کا ہیکل نشان
تو بھرنے کرنا ہوا اسکا حال
کیا عرض اس شاہ والا جب
نہیں مارنا اسکا پنجہ سے
مگر حکم ہو طوق وزنجیر کو
رکھو اپنی خدمت میں اسکو صدا
نہیں مارنا اسکو بہتر بھی
جو امے سے تیرا نقصان ہو
تو پھر پشت پر اسے ہو دسوار
ریاضت کی زنجیر پاؤ نہیں کہ
ہمیشہ ہے قید میں یہ شقی
کہ عقل نے نفس سے اوجھو
گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہو
تو کرا تھر ہو کر کاشیاہ کی
چھڑاؤں سے قید کو میں ابھی
شہرِ روح سے تھک چکی فتن

کہ یہ دشمن بدیشیاں ہوا
وزیرِ خرد نفس کو زیر کر
گیا کفر اور فسق کا شر و شور
غرض نفس کو جبکہ آگے گیا
کرے قتل اس بیکو باصذاب
رہا زندہ گریہ تو بھر وقت پا
ہر بہتر کہ دو مار کر یان ہوا
ہو قرآن میں فرما دیا جا بجا
نہ قتل اسکا البتہ اسلوب ہے
ہو زنجیر شرعی میں یہ پابند
سفر کے لیے اپنا خادم بنا
مگر گھاس اور دانہ کم اسکو نہ
وہ کہ حکم میں تیرے جس سے ہے
غرض اسکی تقصیر کر کے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
لگا بیٹھے زندان میں باورد ووز
پھر لایا ہو کیوں تو نے جنت کو
بس تیرے بکر اور ہوشہ کے سات
عبادات و طاعات اس کی
وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ ہے تیرا پرگشتہ بخت

ہوا قید نفس اور لشکرِ تمام
ہوا ملک میں تن کے فرزندہ فر
وزیرِ خرد کہے مکر دون کا کام
تو یہ شاہ نے علم اسکو دیا
وجود ایسے مفید کا اندر جان
کر گیا فساد اور فتنہ پنا
وزیرِ خرد نے بجا کر ادب
خدا عفو کے حکم کو بر ملا
کر وہاب معاف اسکی تقصیر کو
ہے حکم کے طوق میں رو چنید
جو کسرش ہو گھوڑا بڑا قیمتی
تو نا حکم میں تھے ہر دم ہے
کے پلے اس پر عطا شہر یار
دیا حکم رہنے کا زندان میں فنا
زہد جنگ اور زندگی بیگ کی
ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
تیرے حق میں تو وعدہ وصل تھا
کو تیری ہو امین سرسرخات
روح میں ہو چشت تو انجمنی
نہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
جب نفس نے جانا اب تو اسیر

<p>وزیر خرد سے کہ اعر خوش ادا عز ازیل نے مجھ کو بر کھو دیا دھین اُسے آ مجھ کو گرہ کیا ہوا ابو سلطان کا میں مطیع کہ اس صوبہ میں میں ہوں باطرب جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام تو ملک جگر میں کرو میں نزل جو روح طبعی ہوتا ہی مرے کروں جا کے وان اپنا میں نظام کہا عقل نے نا بکار دروغ رکھے بادشاہی کی بواہر کلان بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے یہ سنتے ہی شہر ہو گیا میں خفا کیا سو مصیبت سے قید اسکو لا پکڑ قلعہ پھر بغاوت کرے ضرورت کے وقت اس سے لین جنگ جبر جابون دور آؤ میں اسکو ت نہ یہ کہو بھی نفس کا جب چلا قبول ابدل راو نچ دز کواۃ ولے وقت بی وقت پا کر کے راہ تو کرنا شرارت کچھ اسوقت پر</p>	<p>تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا بادشاہ کا لطف مجھ پر مدام جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا مخالف ہوں گردشہ کا کافر نہیں کہ سلطان سے مجھ کو کچھ ملک اب ملے قلعہ ہے نام جبکا دماغ اگر یہ شہنشاہ تر کے قبول مجھے حکم پہنے کا ہو فے دہان مجھے شاہ ان دوسے سے انشا یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ مقید ہے تیر بھی اندر دماغ مجھے اس سے کیا جو کر و رکھ وزیر خرد نے کیا عرض جا کہ میری عیال اب وزیر کہ ناگ میں جا شرارت کہے اسے پانی اور دانہ دین میں کرم مددگار ہو میرا طاعت کی وقت ہے میری خدمتیں بالراس میں لگا کر نے طلعات صوم و صلوۃ وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا کبھی داؤ لگتا تھا اسکا اگر</p>	<p>ہوا قید میں روح کے ناگزیر ہوں مدد ازل سمین کا غلام مرے کام سیدھے کو آ لگا کیا اسے چھوڑ کر اب تو حاضر نہیں ولیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع مجھے ملک سے شاہ کے باغ رہوں شہ کی خدمتیں مثل غلام کہ روح طبعی کا جو وہ مکان تو کچھ کام میرا نکلتا رہے اطاعت کروں ہوں اس جگہ سخن کو نہیں تیرے ہر کفر و فحش کہا نفس نچلے وزیر خرد جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے لگا کہنے یوں شاہ ر و شفیع اسیری سے ہے ہو بھرا بھلا ہے بہتر رکھیں میں ہدا قید ہم سفر اور حضر میں رہے پھر غلام وہ بلکوت و جبروت لاہوتین تو ناچار یا دحق کی کرنے لگا غرض قید یوں کی طرح سے سل طرف دوسرے اپنی کرنا نگاہ</p>
---	---	---

اسی واسطے ہوئی تھی کہ
کہ ہیکہ جہاد اکبر اس سے مراد
یہاں نبیؐ نے رجحناں
بیان کی ہے کہ غولے نیکناں
کہا میں جو کچھ کر عمل اسے تو
نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیارہ
تو رہ تو بھی اسکی خراباں میں
ریسان لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کلب اپنے لشکر سے غافل ہوا
تو ہتیار ہر نظر رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ نہجہ بہ آفت ہوا
جو ان دوسے جھکوا نہیں کچھ
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے ہو
ہر نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو پیش دشمن ہو جنگ
تو مشغول رہاں کی ہی تین
تو غافل ہو کچھ کیلئے ایعزیز
تجھے اس جہانے گزرنیکے وقت
تجھے جانا چار مرنا ضرور

کہ ہر نفس دشمن تھا را بڑا
جو مومن کریں کافرین پر جہاد
بیان کر دیا اُسکا میں مدعا
کری عمر تفصیل میں صرف میں
کہ تا روز محشر میں ہو سرخ رو
کیا کر تو اسپر ہیشہ عمل
نہ سوخو اب غفلت میں بیدارہ
کھڑا ہر وعدہ جنگ کے واسطے
کہ تاپا ہے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی جھکوا خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیر دن سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہوجا رہو
یہ نفس ہو روح پر فتحیاب
بدی پر سزا اسکی دیتے رہو
تو کربا دین حق کی ہر انس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدارنگ
جو ٹھہرا ہوا ہے بار مرنا تجھے
نہیں جھکواں اس بات کی کچھ قنیر
سوا حشر افسوس کے ایو میں
سفر کے لیے توشہ کرنا ضرور

کہ تو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اسکو شرع میں اصغر جہاد
میں تفصیل اور نسخہ اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اسکو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھے بیان کو کیا
چلا جاوے جنت میں توابہ غل
ہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے
کہ جو شاہ لڑنے میں کامل ہو یا
کہ ہو مستعد نہ قتل پر
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
خبر دار و نوکنے رہ حال سے
جو غفلت میں نہری گئی عمر
دُر اس خواہ غفلت ایو جان
کہ ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مثال سے تو خواہ غفلت کا حرف
ہے ہوت ہر دم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گذرنا تجھے
یہ ب ہوگا معلوم ہر نیکے دست
نہ آدیا کچھ کام اسوقت دن
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا

جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف ہو جویار کی راہ میں
اور اسکے تمامی مددگار کو
سب ککتہ پختہ کی بین کلام
کبھی کبھو دنیا پہ مائل نہ ہو
اکہی بخت نبی پاک ذات
دعا مانگ حق سے بصدلتجا
یسا گھیراب فوج اغیار نے
کرے قتل جو فوج اغیار کو
آ لہی بین علو تر از بندہ ہوں
کرم نہرا کر کا ہو چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
ترا مہر و عدت ہو سب طلوع
اکہی اکہی بر اسے آگے
چھپے با کھلے سب کے شہدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوائے فضل کرم کے آگے
شراب محبت کا ہے مجھ کھکا
انسی درد سے مھکوا آرام دے
کرے عشق آمیزین جو شوق خورشید
کہ گرم سے اسکی نہ پاؤں تو

ہے ہر یہ دشمن تیری گھات میں
اے دلہ قہر کی چاہ میں
لڑائی میں وہ اسکی فزات چست
بقول محمد علی سلام
ہمیشہ تو کر نفس کے بخلاف
مجھے بھی ہوا اس نفس سے نجات
اکہی اکہی آگے آگے
لعین نفس و شیطان مکار نے
ہر ملک حاکم خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہو
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوائے تیرے تباہ ہوا کون ہے
طرف اپنے کو جب کے مجھ کو
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت میں بین بخل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو رانی ہو جسمن دے مجھ سو کام
مرا دل غم عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جا سے ہوش
مے دلو کر کہ اپنی جانب رجوع

تو غافل ہو کیوں اسے دن و شب
تو کر قتل نفس تب کار کو
نہ غافل ہوا کہ مہر الگ است
کہ اک عظمہ مرنے سے غافل ہو
کر اس غار سے ملک کو تن کو صفا
اٹھا کر اب مداد دست دعا
مری نفس و شیطان شکاری ہو راہ
ذرا لشکر عشق کو حکم ہو
ہو آیا دجانان کی نیت سیر سے
تھے دے ہے کب عجز و نیاز
ہر اک تیری صوت کا مشاق ہو
نہ کیونکہ ہوں ہم تیری بجا بیجوع
عبان اول آخر بیان کون ہو
اکہی گنہ سب کے بے شرم دے
فقیر اور حقیر اور تہہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی بران کر
لے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ رد و المہش سے بیش کر
ہے دلمین یوں آتش عشق یار
کرے مہر و تیرا آسمین طلوع

<p>ہو روشن تے نور سے شمع جلا ہے جھکوا اپنی نہ اصلا خیر اکھی دعا میری ہو قبول بجائے عمر شاہ و لا یقین پڑھ ان سب پر یاد تو صبح شام تسلسل ہو چکا یہ رسالہ تمام بچے نفس شیطان سے وہ دہل غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام کسی مہر حق نے بصد پر ضیا سن سال ہجری خیر الانام</p>	<p>کہ کچھوں ترانا جال ہر زمان میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جبر بجائے نبی اور آل رسول بجائے علی اور عثمان پاک ہزار دن درود اور ہزار دھلا پڑھو سکوا دو متوجہ و شام مے بھی لے کیجیو اب دعا جہاد اکبر اسکا رکھا میں تمام کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور تعب بارہ سوار ^{۱۹۲۴} ہوا جب تمام اکھی تو کر رحم شام و سحر</p>	<p>مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر سو تیرے آدے نہ کوئی لطر بجائے ابو بکر صدیق دین رہے محو تجھ میں مری جان پاک خاتمہ الرسالہ پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل کہ ہوں نفس شیطان کے دشمن یہ یضمون تھا فارسی میں لکھا کہ تا خالص اور عام سمجھیں بغور مؤلف و کاتب و خواندہ پر</p>
--	---	---

تمت

احمد رضا خان صاحب کتاب عجیب و غریب سہمی بہ جہاد اکبر تصنیفات لطیف
مقبول بارگاہ العاجی امداد اصحاب حمتہ اللہ علیہ حسب الحکم عالیجناب حاجی
محمد سعید صاحب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵ ہاتھ تمام احقر التعمید
محمد شفیع عفی عنہ در مطبع عجیل دیوانہ کاپنوا
بہادری لکھنؤ ۱۳۳۵ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء
علیہ طبع در بر کشید
نقط

نالہ امداد غریب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُبَّاعِی

وہ رحمت و لطف بنا جات مجیب
مقبول شود نالہ امداد غریب
عجب نقش قدرت نمودار تیرا
ہو گل خار میں گل میں ہو خار تیرا
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا
ترے نور کو سمجھیں اعینار تیرا
چمکتا ہے جلوہ قسودار تیرا
کہ جس جانسین ذکر و ذکر تیرا
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

اے ذاتِ تو بارِ رحمتِ الطافِ قریب
اکنون بطفیل احمد و یارانش
اکسی یہ عالم ہے گلزار تیرا
جہانِ لطفِ گل ہے وہیں خارِ غم ہو
عجب رنگِ بزرگ ہر رنگ میں ہے
خوشی غم میں رکھی ہو اور غم خوشی میں
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب
ہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو
نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکان ہو
تو ظاہر ہے اور لاکھ پرفے میں تو ہو

جان کو گل میں

تو اول نہیں ابتدا تیری یارب
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن
نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں
نہیں دیکھتا کچھ دے دیکھتا ہوں
اکھی میں ہوں بس خطا و ارترا
عفو کس سے چاہے گنہ گار تیرا
اکھی بتا چھوڑ سرکار تیری
نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
دوا بے رضا کیا کروں میں اکھی
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
اکھی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب
کمان جاوے جب کا نہ ہو کوئی تجھ پر
کیا اپنے در سے اگر دور محبو
نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
رہیگا نہ کچھ نقد عصیان سے میرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہو وین

تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو ہی تو ہی ہے یا کہ آٹا ر تیرا
مجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
ہر اک جا پہ نقشہ طر حدار تیرا
مجھے بخشش ہو نام غفار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
کمان جاوے یہ بندہ ناچار تیرا
اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا
کہ دار و بھی تیری اور آزار تیرا
تو شافی ہو میرا میں سمیہا ر تیرا
تو محنت میرا میں ناچار تیرا
لیا ہے پکڑا اب تو دربار تیرا
تو مولے ہے میں عبد بیکار تیرا
کے دھونڈے جو ہو طلبگار تیرا
کہ ہر جاوے عاجزیہ ناچار تیرا
کمان جا بتا بندہ ناچار تیرا
مناجیب کہ ہے نام غفار تیرا
لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

بدون کو کرے نیک نیکوں کو بد تو
نہیں کا فر و نکو جو توفیق ایسا نہ
حکومت ہوئی اسکو حاصل جان کی
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں
دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک
کھلیں اسکی آنکھیں کرن بند جس نے
ہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا
اتنی مجھے ہوش دے اب تو ایسا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے محو
میں ہر درد اور مرض سے جھوٹ جان
بنا اپنا قیدی کر آزاد محو
جو سو یا سو جا گا جو جا گا سو سو یا
بھکاری ترا جاے محروم کیونکر
تراخوان انعام ہے عام سب پر
بھکاری کروں ترے ہون کیونکر
کوئی مجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہو
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خوش
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر

۵

یہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
کہ ہے نام قسار و جب تیرا
ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
تو ہے یار اس کا وہ ہو یا ر تیرا
جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا
عیان ہونہاں اس پہ اسرار تیرا
اتنی ہوا جو کہ ہشیا ر تیرا
رہوں میں سدا مست و میخا ر تیرا
اتنی رہوں ارک خبردار تیرا
جو ہو وے محبت کا آزار تیرا
ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
سلا محکو تا ہو نہیں بیدار تیرا
کہ نہت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ہے شاہ و گدا ہر رنگ خوار تیرا
نہیں کرنا معمول افکار تیرا
میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
میر ہوا سے کاشش دیدار تیرا

کہ تجھ بن سے ویران یہ اب دارتیرا
 میں سایہ نمط گرچہ ہوں جا رتیرا
 ولے آہ لٹا ہے دشوار تیرا
 ستا ہے یہ ہجر خون خوار تیرا
 نہیں کھلتا یارب یہ انسر اترتا
 کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
 کہ ہے کون تو کیا ہے گفثار تیرا
 کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
 وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
 تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا
 کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
 تو چاکر ہے اسکا وہ سردار تیرا
 کہ تا جادو ہر غم ہر آزار تیرا
 کہ رد کرنا ہر گز نہیں کار تیرا

مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الہی
 نہیں بھل افسوس قسمت میں سیری
 تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک سیر
 ہوں با وصف اس قرب کے دورایا
 یہ قرب و محبت ہے ہجر بعد ایسا
 حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے
 ذرا آپ اپنے میں اسدا د آ تو
 تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے
 زبان سے طوفان کی مشغول ہو تو
 اٹھا غم رکھ امید آمد حق سے
 نہ ڈر فوج عصیان سے گرچہ بہت ہے
 ۱ سہی کی تو خدائیں رہ دل سہو دم
 تو پڑھ اس مناجات کو بیچ وقتی
 اتنی قبول ہو مناجات سیری

خمسہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عقل بحث و علت معلول میں زار و
 جلد بلفک یا آہی من زار و قلب

ذکر کیا کوئی کہ وحدت میں تیری قائل
 انت کافی فی مہات و فی رزق کفیل

مفسر باصدق یا علی عند بابک یا جلیل

دوسرا ایسا نہیں کوئی سپہ کار وائیم	ہو نور جرم عصیان سے سزاوارحیم
وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم	ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
انہ شخص غریب مذنب عجز ذلیل	
جیف پیری جوانی سب ہو مصروف ہو	روز و شب قف جہالت ہی ہا غفلت ہو
یا آلہ العالمین وے مستی عصیان سے ہو	منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
منک حسان و فضل بعد اعطار جزیل	
خوابِ خوہی مین کئی اک عمر مثل دم و دم	مہین عمل سائے نکو مہیدہ سبھی افعال بد
دیکھ کر انبارِ عصیان و جرائم بے عدد	قال یاربی ذنوبی مثل رمل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب و اصغ الصغیر الجلیل	
ہیں سب افعالِ فہرہ زندگی کا حاصل	یاد مین تیرے نہ گزری ایک ساعت ایک کلا
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر چلا	کیف حالی یا آئیں لیس لی خیر العمل
سور اعمالی کثیر زاد طاعتی فلیسل	
غم الم اندوہ و حسرت یاس دوری یکبسی	نا تو انی اضطرابی بقیراری بے کلی
ہیں مرضِ سینہ مین لے دلچکاش جوڑی	عافی من کل دار و اقض عنی حاجتی
ان لی قلبا سقیما انت شافی للعلیل	
خود بخود ہو جائینگے یہ درد سے دل سے دو	جتنے مقصد مین بر آئیگے آتی بالضرور
یہ ٹرپ یہ بقیراری فکر بجا ہے قصو	انت شافی انت کافی فی ہمات الامور
انت حبیبی انت ربی انت لی نعم الوکیل	
ہوں مین چکر مین نہیں ملتی صراطِ مستقیم	کر دیا آزاد دنیا ز و مرض نے زار و تقیم

جسطح خاصونہ ہو مجھ پر بھی کر لطفِ کیم
بہب لی کنزِ فضلک انت وہابِ کیم

اعطنی مانی ضمیری دُ لنی خیر الدلیل
دیکھو

صورتِ شبنم ہون گریانِ روزِ صبحِ صبا
غنیہ خاطرِ رنگِ گل نہ اکدم بھی ہنسنا
جیتے ہی ہر وقت خوفِ آتشِ دوزخ رہا
قل لہا ابروی یارب فی حقے کما

قلت قلنا نار کوئی انت فی حقِ الخلیل

عمرِ خبر کرتا رہا فرمانِ حق سے اخراج
وہ ہوا مجھ سے جوشانِ عبدیت کے تھا خلا
جرم و عصیانِ خطایک سخت سب کر دیکھنا
ہب لہا لگا کبیرا تجنا مانجان

ربنا اذ انت قاضی و المنادی جبریل

ہوش میں آئی غریب سرخوشِ جامِ صبح
کر عمل چھپے بُے ہوتے ہیں افعالِ قبح
کیا بھر دسا زندگی کا ہو مسافرتن میں نوح
آینِ موسیٰ آینِ عیسیٰ آینِ یحییٰ آینِ نوح

انت یا صدیق عاصی تبلی المولیٰ الجلیل

غزل در شوقِ زیارتِ باسعادتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستانِ تمنا ہو وے
کاش مسکن مرا صحراے مدینہ ہوے
مہنہ بین گرمِ تپشِ یون دلِ مضطربِ دردِ
دامین جیسے کوئی مرغِ تڑپتا ہوے
مکھو بھی وضہ اقدس کی زیارتِ ہو صیب
نہے قلمت جو سفرِ سوے مدینہ ہوے
جب کہیں قافلہ لے کے کہ مدینہ کو چلو
شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہوے
جنگے پانوں و ہین ہو جاؤ نہیں اٹھکر ہمراہ
تین میں جا رہے بھی مرے ہو کہ بہنہ ہوے
یون چلوں خاک اڑاتا ہو اصحا
جیسے جنگل میں بگو لا کوئی اڑتا ہوے

یا تو پیر پاؤں میں راشوق میں پڑتا ہوئے
 خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں نہ ہوئے
 حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہوئے
 ایک تہ بند بھٹا سا کوئی کرتا ہوئے
 فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہوئے
 خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہوئے
 وصل کا آج اشارہ شہ والاموئے
 خود در حجرہ والاسے نبی دا ہوئے
 دجیان کس کو ادب بے ادبی کا ہوئے
 خاک پا آب کی ان آنکھوں کا مسر ہوئے
 جز تہستی کوئی اور دتھنہ ہوئے
 جلوہ طور بھی آنکھوں میں تاشا ہوئے
 فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہوئے

گرم جولان روش برق ہوں شان خندان
 کلتے تلوہ میں چھین برگ گل تر سمجھون
 ایسی صورت سے در شاہ عرب پر ہو چن
 گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر
 خاں یا تو نہیں چھین بال ہوں سر کے کچھ
 بانہ کر ماتھ کر دن عرض لب عجز و نیاز
 یہ غلام آپ کا حاضر ہو قد موسیٰ کو
 میری بتیابی و سکینی پر رحم آئے ضرور
 دور کر سر قدم پاک پر رکھن اپنا
 کبھی جو ہوں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہم
 گو ہر اشک نثار قدم پاک کروں
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
 جسکے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب

مناجات

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
 حال یہ اتبرہو افریاد ہے
 اے میرے مشکل کشا فریاد ہے
 اب تو گمشتے دو افریاد ہے

اے رسول کبریا فریاد ہے
 آپ کی الفت میں میرا یا بنی
 سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
 دروہجران سے ہر لب پر جان می

چہرہ تابان کو دکھلا دو مجھے گردن واپس مے زنجیر و طوق قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے یا نبی احمد کو در پر کو بھلا	تم سے اے نور خدا فریاد ہے یا نبی کیجے جد فریاد ہے یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے اس لیے صبح و مسافر یاد ہے
---	--

مناجات دیگر

آپ کی فرقت نے مارا یا نبیؐ طالب دیدار ہوں دکھلائیے حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو درد و ہجران کے سبب مجھ سے کیا بلغ جنت سے زیادہ ہے عزیز مستدم گردیکھ لون روئے شریف تبیحی در پر بھلا کب تک پھروں چین آتا ہے مے دل کو تمام	دل ہوا غم سے ڈو پارا یا نبیؐ روئے نورانی خدا را یا نبیؐ کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ صبر و طاقت نے کنسارا یا نبیؐ مخکو وہ کوچہ تمہارا یا نبیؐ زندگی ہووے دو بار یا نبیؐ در بدریان مارا مارا یا نبیؐ نام لینے ہی تمہارا یا نبیؐ
---	---

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب کیو نور محمد کا سب بیچ ظہور محمد کا جس مسجد میں میں نما ہوں تو ہر مذکور محمد کا وہ نشان سب سار کا ہر وہ مصدق شہار کا	جبریل مقرر خادم ہے سب جہاں محمد کا تا ہے کسی پیغمبر کا جہے مقدور محمد کا وہ سر ظل و خفا کا ہر سب دیکھو نور محمد کا
---	--

<p>کہیں روحِ مثال کیا ہو کہیں جسمِ بن جا سآیا کہیں عاشق و معقوب ہو کہیں یوسف و محبوبا کہیں موسیٰ وہ کلیم ہو کہیں راز قدیم علیم ہو کہیں ابرارِ علیل ہو اسن از قدیم علیل ہو کہیں یا کہیں بیگانہ ہو کہیں شمعِ کین و اندہ کہیں غمِ شاد بال کیا ہو کہیں قطب بھی نام لایا</p>	<p>کہیں جس جہاں کھایا ہو سب کھو نور محمد کا کہیں صابروہ یاب ہو اسکیو نور محمد کا کہیں ہارون وہ ذیم ہو اسب کھو نور محمد کا کہیں صادق اعلیل ہو اسب کھو نور محمد کا کہیں دینا کہیں دیوانہ ہو سب کھو نور محمد کا کہیں دین امام کھایا ہو سب کھو نور محمد</p>
--	--

مناجات دیگر

<p>مرا طایع خفتہ جاگے یقین ہے میں اس پر فدا جان اور دل سے قرآن محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو</p>	<p>اگر خواب میں سُندھ دکھائے محمدؐ مرا جان و دل سب فدائے محمدؐ خدا کی رضا ہے رضاے محمدؐ اگر سُندھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ</p>
--	---

عطا کر اہی تو اسکی تمنہ
 کہے رنج بھی خاک پائے محمدؐ

خاطبتہ

الحمد لله والثناء له کہ کتاب عجیب غریب سہمی بہ نالہ امداد غریب زحاجی مداد اللہ صابر رحمۃ اللہ علیہ
 مع اشعار نثری محمد خان غریب سہان پوری باہتمام کترین محمد شفیع عفی عنہ مطبع تجدیدی کانپور میں طبع

مصطفیٰ پاک و گرامیؐ

قرآن شریف مثل نظامیؑ

جدید الطبع

احمد رضا المندک دوعاء دلی پڑھنے خبا سے عالم وجود میں آنا تھا قصہ فضل ربیالی اپنا جلوہاں کر دکھایا
 بنی قرآن مجید مثل نظامی علیہ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوا اسکی طباعت و کتابت اور محنت کامل
 میں مجھے جو شہسبزی سے بیدار بخ رہا وہ یہ خبر کیا ہے وہ اسکی تلاوت سے اہل نظر پر روشن ہو جائیگا ہر بخ
 امکانی کوشش کا کوئی دقیقہ اسکی صحت میں نہیں اٹھا رکھا جو عجب نہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے
 یہ قرآن پاک تمام مرد و جزاؤں میں صحیح یکے جتنا بچہ گیارہ حضرات علماء و حفاظ سے اسکی صحت کر لی گئی ہو
 جنکی مہربان خانہ پر ثبت ہیں علاوہ ازیں قطع نہایت خوشنود مناسب قلم و اصنع اور خوش خط پارہ
 علمدہ ہر صفحہ آیت پر ختم ہے صحت میں کامل اسکی ہے۔ کاغذ بھی دبیر ہے۔ بالکل رنگین نظر فرمائیے
 یقین چاہئے کہ قیمت تا جرات اسکی لاگت سے بھی کم رہی گئی ہو۔ امید ہے کہ جو حضرات اس
 قرآن پاک کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ ضرور ہم نیاز مندوں کی محنت و جانفشانی کی داد دینے والے ہوں گے
 سبکو اور ہمارے تمام معاصرین اہل طبع کو صحیح قرآن پاک چھاپنے کی توفیق عنایت فرمائیں اور اسکی
 وسیلے سے ہم تمام لوگوں کا خاتمہ بخیر کریں آمین یا رب العالمین۔

قسم اول مجلد چرمی سُہری
 قسم دوم
 اسکے علاوہ ہر قسم کے قرآن پاک و حائل شریف مترجم نیز ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابیں
 ہم سے منگائیے۔ انشاء اللہ دینا بھرے عمدہ اور سستی پائیے گا۔

البتہ
 ابنہ حاجی محمد سید کتبہ کلکتہ خلاصی لکھنؤ

ضروری القاسم

معزز ناظرین! مطبع مجیدی سندھیاں اور استبازی کی وجہ سے اپنے خریداروں کو نکلوانا گرویدہ بنا رکھا ہے
تاجران باوقار اور عام خریداران دیار و اصنامیں کچھ اسکی عزت افزائی فرما رہے ہیں۔ اسکی خوشنظمی
کے نتائج سے ایک تہہ ہو مطبع مجیدی اپنی مجموعی حیثیت اور ساکھ کے لحاظ سے جو نہ مشہور ہو بھیا یوں نکلوا
جقدر خاص کفایت اور تفرق خریداروں کو جسقدر رعایت سے مال بیاجاتا ہو اسکا خاصہ اندازہ
وہی لوگ کر سکتے ہیں جبکہ ایک بار بھی مطبع سے مال منگانیکا موقع ملا ہو مندرجہ ذیل کی اہم
یہ سہ ماہی اور سالوں کی وجہ سے یہی کچھ روز افزون ترقی اس کارخانے کو ہو رہی ہے جو ہر زمانہ میں پرمی شہر

(۱) اس مطبع میں تقریباً تمام ہندوستان کی مطبوعہ علم و فن کی عربی فارسی اردو کننا و کا ذخیرہ اول موجود رہا ہے۔
(۲) حتی الامکان کتابیں عمدہ چھاپے اور اچھے کاغذ کی چھپی ہوئی فراہم کجاتی ہیں۔

(۳) جو کتاب عمدہ مطبع ہی نہیں ہوئی یا چھپر کیا ہو گئی ہے وہ بدرجہ مجبوری خراب چھاپے اور خراب
کاغذ کی روانہ کجاتی ہے اور جو صاحب کھدیہ ہیں انکو خراب کتاب نہیں روانہ کجاتی ہے۔

(۴) تاجران کتب (یو پارلون) ہر ساتھ جو مراعات کی جاتی اور جس نرخ سے انکو مال روانہ کیا جاتا
ہے اس کم نرخ پر غالباً اور تاجر سے بھی نہ مل سکے گا۔

(۵) مدارس اسلامیہ طالبان علم کے ساتھ یہی عائنیں کجاتی ہیں ہر سا کا اندازہ مال منگائے پر پڑ سکتا ہو
(۶) متفرق خریداران کو عام نرخ سے مال روانہ کیا جاتا ہے۔

(۷) تاجر و برپاریون) مدارس اسلامی طالبان علم اور متفرق خریدار غرض کہ صاحب جو کئے بے کچھ کچھ
ایسی رعایتیں ہیں کہ یہ سمیت مجموعی ہمارا دعویٰ ہو کہ انشائاً اللہ ہر جگہ کفایت
پڑگی اور اسے عمر کی مال کا نفع گھٹانے ہیں۔

(۸) جو امید ہے کہ اگر آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے اپنے اس قدیم کتابخانہ تجارتی
مجیدی کو یاد فرمائیے اور ایک معمولی سی فرمائش بھیج کر کارخانے کی دیانت و استبازی
کفایت۔ رعایت۔ عمرگی ال وغیرہ کا اندازہ ضرور فرمائیے۔

حاجی محمد سید اجڑ کتب گلنہ و مالک مطبع مجیدی کا پتہ راجہ

